میزان الکتب

محقق اسلام حضرت مولانا محمد علی صاحب

مکتبہ نوریہ حسینیہ بلال گنج

لاہور

مکتبہ کی شاخ [illegible] دربار مارکیٹ لاہور

فون 7627729

وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ (سورۃ رحمٰن آیت ۹)

قائم کرو تول کو انصاف کے
ساتھ اور مت کمی کرو تول میں

میزان الکتب

مصنّف

محقق اسلام حضرت مولانا محمد علی صاحب

ناشر

مکتبہ نوریہ حسینیہ جامعہ رضویہ شیرازیہ
بلال گنج — لاہور

مکتبہ کی شاخ ○ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون ——— 7227228

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ———— میزان الکتب
مصنف ———— محقق الاسلام شیخ الحدیث علامہ محمد علی صاحب
ناظم اعلیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ
کتابت ———— راجہ محمد صدیق حضرت کیلیانوالہ
قیمت ———— ۱۴۰ روپے
مطبع ————
بار اول
سن طباعت ———— یکم اگست ۱۹۹۳ء

marfat.com

الانتساب

میں اپنی اس ناچیز تالیف کو قدوۃ السالکین حجۃ الواصلین پیری و مرشدی حضرت قبلہ خواجہ سید نورالحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرکار کیلیانوالہ شریف اور نگہدارِ ناموس اصحاب رسول محبِ اولادِ بتول سپہرِ طریقت راہبر شریعت حضرت قبلہ پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب زیب سجادہ کیلیانوالہ شریف کی ذاتِ گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کے روحانی تصرف نے ہر مشکل مقام پر میری مدد فرمائی۔

ان کے طفیل اللہ میری یہ سعی مقبول و مفید اور میرے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین:

احقر العباد

محمد علی عفا اللہ عنہ

marfat.com

الاِہداء

میں اپنی یہ ناچیز تالیف زبدۃ العارفین حجۃ الکاملین، میزبانِ مہمانانِ رحمۃ للعالمین حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب ساکن مدینہ منورہ، خلف الرشید شیخ العرب والعجم حضرت قبلہ مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدفون جنت البقیع (مدینہ طیبہ) خلیفۂ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتا ہوں جن کی دُعا سے فقیر نے اس کتاب کی تحریر کا آغاز کیا۔

ع - گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد علی ظہوری

وصیّت نامہ

بموجب فرمان قدوۃ السالکین حجۃ الکاملین قبلہ پیر سید باقر علی شاہ صاحب سجادہ نشین زیب آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ

محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد: میرے جملہ عقیدت مند اور متعلقین حضرات بخوبی جانتے ہیں۔ کہ میرا مسلک نہ تو کسی وعظ پر موقوف ہے اور نہ ہی کسی کی تحریر میرے مسلک کی بنیاد ہے۔ مسلک کی حقانیت جو اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشی وہ تمام کی تمام اپنے بزرگانِ گرامی کی نگاہ فیض رساں کا نتیجہ ہے۔ میری دیرینہ آرزو تھی۔ کہ کاش کوئی میرے سلسلۂ عالیہ سے ایسا صاحبِ علم و قلم اُٹھے۔ جو شیعوں کے نظریات وعقائد باطلہ کی تفصیل، تحقیقی اور دلائل سے مزین ایسی کتاب لکھے۔ جس سے بھولے بھالے سنّی مسلمان ان کے فریب میں آنے سے بھی بچیں۔ اور اہل سنت کے پڑھے لکھے صاحبانِ علم بھی اسے اپنے کتب خانوں کی زینت بخشیں۔ میں نے بارہا مختلف مواقع پر اس سلسلۂ عالیہ کے علماء کرام سے اس بات کا اظہار بھی کیا۔ انہیں اس کی افادیت بھی گوش گزار کی۔ لیکن ہر مرتبہ اُن کا جواب یہی تھا۔ کہ چونکہ ہمارے پاس نہ کتب ہیں اور نہ ہی ہمارا مطالعہ اتنا وسیع ہے۔ اور نہ ہی تحریر و تصنیف کا تجربہ ہے۔ لہٰذا ہم معذرت خواہ ہیں۔ ادھر یہ تھا اور اُدھر میری آرزو دن بدن بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ پھر یہ وقت اللہ تعالیٰ نے دکھایا کہ اسی سلسلۂ عالیہ کا ایک فرد اٹھ کھڑا ہوا۔ جسے مولانا محمد علی صاحب کہتے ہیں۔ ان کا

marfat.com

شمار ہمارے خاص خدام میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اس بیڑے کو اٹھانے کا وعدہ کیا اور میری تمناؤں سے بھی کہیں بڑھ کر انہوں نے یہ کام کر دکھایا شیعوں کے جو معتقدات، اعتراضات اور اُن کے فقہی مسائل وغیرہ پر سترہ ضخیم مجلدات تصنیف کر ڈالیں۔ ایسی تفصیلی اور تحقیقی تحریر چودہ سو سالہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ میں یہ بھی یقین سے کہتا ہوں کہ اتنا عظیم کارنامہ مولانا موصوف کے ذاتی علم و قلم کا کمال نہیں۔ بلکہ اس کے پیچھے دراصل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اکابرین کی روحانی قوت کارفرما تھی۔ جس کا علامہ موصوف کو خود بھی اقرار ہے۔ کہ اب اگر کوئی مجھے پوچھے۔ کہ تم نے فلاں جلد میں کیا لکھا ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں۔ لکھوانے والوں نے لکھوا دیا تھا۔ مجھے کوئی علم نہیں ہے۔

میں اپنے جملہ ارادتمندوں معتقدین کو اور بالخصوص اپنی اولاد کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ مولانا کی تصنیف کردہ کتب تحفہ جعفریہ، عقائد جعفریہ، فقہ جعفریہ، دشمنانِ امیر معاویہؓ کا علمی محاسبہ، نور العینین فی ایمان آباء سید الکونین اور میزان الکتب کا اچھی طرح مطالعہ کریں۔ جو سترہ مجلدات پر مشتمل ہیں۔ ان میں جو کچھ تحریر ہے۔ جو بھی ان پر عمل کرے گا۔ اسے ہی میرا اور میرے سلسلہ کے اکابرین کا دامن تھامنا نصیب ہوگا۔ اور ان کے مندرجات کے برخلاف عقیدہ رکھنے والا خواہ وہ میری اولاد میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ اس کا سلسلہ عالیہ کے اکابرین سے قطعاً کوئی روحانی تعلق نہ ہوگا۔ حالات بدلیں گے۔ زمانہ کروٹیں لے گا لیکن میری اولاد اور میرے مریدین میں سے کسی کا عقیدہ اگر ان کتب سے مطابقت نہ رکھتا ہوگا۔ وہ اس سلسلہ عالیہ کے فیوض و برکات سے بالکل محروم ہوگا۔ خواہ وہ بظاہر سجادہ نشین ہی کیوں نہ کہلاتا ہوگا۔ کیونکہ کتب مذکورہ درحقیقت اسی سلسلہ کے کاملین حضرات نے مولانا محمد علی صاحب سے لکھوائی ہیں۔ یہ کچھ ان کی روحانی قوت قدسیہ کا شاہکار ہیں۔ اور فقیر نے ان کتب کا حرف بحرف مطالعہ کیا ہے۔ اور حق پایا۔

marfat.com

اس لیے ان کتب کو دراصل میری ہی کتب سمجھا جائے۔ لہٰذا ان پر عمل کرنے والا ہی ہمارے روحانی اکابرین کا خادم کہلانے کا حق دار ہوگا۔ اور اس سے الگ رہنے والا اور اس کے خلاف عمل وعقیدہ رکھنے والا مردودِ طریقت وشریعت ہوگا۔ خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں میرا خواب جو تقریباً ان اکثر مجلدات میں موجود ہے۔ وہ میرے لیے اور تم سب کے لیے ایک بہت بڑی شہادت ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے والا کبھی ولی نہیں ہو سکتا۔

اس کا خلاصہ یہ کہ مجھ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی ہو گئی تھی۔ تو رات کو خواب دیکھتا ہوں۔ کہ آگے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاموش ہیں لیکن حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹ پلائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لڑائی مجھ سے کی ہے یا تجھ سے ؟ تمہیں ہمارے معاملہ میں مداخلت کا کیا حق ہے۔؟ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میرے یا میری اولاد کے دشمن ہوتے تو ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت نصیب نہ ہوتی جس سے مجھے یہ آشکارا ہوا۔ کہ یہ حضرات باہم شیر وشکر ہیں۔ اس کی تفصیل باد لائل فقیری تصنیف دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ میں موجود ہے۔

لہٰذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے والا خواہ وہ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کا محب ہی کہلواتا ہو۔ اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا کتنا گاتا ہو۔ وہ درحقیقت وکلب من کلاب الھاویۃ، یعنی ایک دوزخی کتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے۔ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ط اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ط وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔ (الحدید پ۲۷ آیت ۱۰) ترجمہ: تم میں سے جس نے فتح مکہ سے قبل اللہ کی راہ

marfat.com

میں خرچ کیا اور جہاد کیا وہ تم میں سے (ایسا کرنے والوں کے) برابر نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اُن لوگوں سے بلندئی درجات میں بہت عظیم ہیں۔ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سب سے "حسنیٰ" کا وعدہ فرمالیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے تمام کاموں کی خبر ہے۔

آیت مذکورہ دو ٹوک انداز میں تمام صحابہ کرام و اہل بیت عظام کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے "حسنیٰ" کا وعدہ ذکر فرما رہی ہے "حسنیٰ" کیا ہے؟ تفسیر روح المعانی جلد ۲۷ ص ۲، اسے ملاحظہ ہو۔ اَلْمَثُوْبَۃُ الْحُسْنٰی وَہِیَ الْجَنَّۃُ۔ یعنی اچھا ثواب اور وہ جنت ہے۔ صاحب تفسیر قرطبی جلد ۱۷ ص ۲۴۱) فرماتے ہیں۔ اَلسَّابِقُوْنَ وَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ اللَّاحِقُوْنَ وَعَدَ اللّٰہُ جَمِیْعًا الْجَنَّۃَ مَعَ تَفَاوُتِ الدَّرَجَاتِ۔ یعنی فتح مکہ سے پہلے والے اور ان کے ساتھ بعد میں ملنے والے تمام سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرما لیا ہے۔ اگرچہ ان کے درجات ایک جیسے نہیں۔

آیت کریمہ کی تصریح سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام و اہل بیت جنتی ہیں۔ لہٰذا ہر وہ شخص جو کسی صحابی یا اہل بیت کے فرد کے بارے میں عیب جوئی اور گستاخی کرتا ہے۔ اور اُن کے جنتی ہونے کے بارے میں شک لاتا ہے۔ وہ نص قطعی کا منکر ہونے کی وجہ سے مرتد ہے اس لیے میں اپنے تمام مریدوں اور تمام افراد خانہ کو واضح طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ جو بھی میری اس وصیت پر عمل نہیں کرے گا۔ اس کا مجھ سے اور نہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق ہے۔ کیونکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور جس تک یہ وصیت پہنچے۔ اس کو اسی عقیدہ پر قائم رکھے اور اسی پر خاتمہ فرمائے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

والسلام

marfat.com

اعلان

میری تصنیف "دشمنانِ امیر معاویہ کا علمی محاسبہ" جلد اول ص ۴۴۰ تا ۴۴۳ تک کا مضمون جو بظاہر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی سے متعلق ہوتا ہے۔ حالانکہ اس واقعہ کا آپ کے والد جناب ابوسفیان سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ غلطی سے یہ واقعہ ان کی طرف منسوب ہو گیا۔ جس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ "ابوسفیان" نام کے دو آدمی ہو گزرے ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت امیر معاویہ کے والد گرامی ہیں جن کا نسب نامہ یوں ہے۔ ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس الخ۔ دوسرا ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب ہے۔ مذکورہ واقعہ کا تعلق دراصل دوسرے ابوسفیان سے ہے۔ جو حضرت امیر معاویہ کے والد نہیں ہیں۔ ہوا یوں کہ ابتداءً مسودہ میں یہ واقعہ لکھا گیا۔ تو دوبارہ کتابت کے بعد جب میں نے خود اس کی جانچ پڑتال کی۔ تو مجھے خود اس غلطی کا احساس ہوا۔ اس پر میں نے اپنے برخوردار قاری محمد طیب کو کہا۔ کہ چونکہ کتاب عنقریب چھپنے والی ہے اس لیے اس واقعہ پر مبنی اوراق کو نکال دو۔ نکالے جانے والے مضمون کی نشاندہی کر دی۔ اور اس پر لکیر ڈال دی۔ لیکن جب کاتب نے کتابت شدہ کاپیوں کو جوڑا تو غلطی سے اس مضمون پر مشتمل کاپی کو بھی جوڑ دیا۔ بعد میں میں نے کتاب مذکور کی مزید جانچ پڑتال نہ کی۔ اور اپنی جگہ مطمئن ہو گیا۔ کہ مضمون نکال دیا گیا ہے۔ پھر جب کتاب مذکور چھپتے ہی مختلف شہروں اور غیر ممالک میں چلی گئی تو مجھے اس عبارت کے متعلق خطوط موصول ہوئے۔ جب میں نے طبع شدہ اور جلد شدہ اس کتاب کو دیکھا۔ تو واقعی وہ واقعہ اس میں چھپ چکا تھا جس کو ہم نے نکالا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے انتہائی زیادہ صدمہ ہوا۔ اور کاتب کو جب ڈانٹ پلائی۔ کہ یہ کیسے ہو گیا۔ جبکہ قاری محمد طیب نے اس واقعہ کے مسودہ کو الگ نکال کر رکھ دیا تھا۔ تو کاتب نے اپنی غلطی اور نسیان کا اعتراف کیا۔ کہ لاعلمی میں مجھ سے ایسا ہو گیا تھا۔ لہٰذا انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن چھپتے وقت اسے ضرور نکال دیا جائے گا۔

معذرت خواہ   مصنف "دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ"

marfat.com

تقریظ ۲

مناظر ابن مناظر اعظم مولانا عبد التواب صدیقی اچھروی لاہور

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْد

جناب مولانا محمد علی صاحب عرصہ دراز سے علوم متداولہ کی درس و تدریس میں معروف رہے اندرون ملک اور بیرون ملک میں ان کے تلامذہ کی معتبر بہ تعداد تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ اور اس کے بعد آپ نے فرقہ باطلہ شیعہ کے رد میں قلم اٹھایا۔ سترہ جلدوں پر مشتمل کتاب جو مفصل ہونے کے ساتھ ساتھ محقق اور مدلل بھی ہے۔ معرض وجود میں لے آئے اس کا طرہ امتیاز یہ ہے۔ کہ شیعوں کا رد انہیں کی معتبرہ کتب سے کیا گیا ہے۔ اور ہر موضوع پر کثیر تعداد میں انہیں کی کتابوں سے بحوالہ جات پیش کیے گئے جس کی مثال کسی صدی میں بھی نہیں ملتی۔ اور پھر اس کا انداز نہایت آسان ہونے کے ساتھ ساتھ حقائق و دلائل سے مزین ہے۔ شیعوں کی ابتداء سے لے کر جب تک ان کا وجود ہے اس وقت تک کے لیے ان کے لیے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی غالی شیعہ بھی ان کتب کو نظر انصاف کے ساتھ پڑھے گا۔ اس کو بھی مسلک حقہ اہل سنت وجماعت کا اقرار کرنا پڑے گا۔ اور میزان الکتب میں خصوصی خوبی یہ ہے بہت سی ایسی کتب جو اہل سنت علماء کی طرف منسوب تھیں یا وہ غیر معتبر تھیں۔ مولانا موصوف نے ان کی پوری پوری وضاحت کر دی کہ یہ کتب اہل سنت کی کتب نہیں ہیں۔ کیونکہ خود شیعوں کی اپنی کتابوں نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے۔ کہ یہ کتابیں ہمارے شیعہ مصنفین کی لکھی ہوئی ہیں۔ اب اس کے بعد ان کتابوں کو دھوکا دینے کے لیے شیعہ لوگ پیش نہیں کر سکیں گے۔ اور نہ ہی آئندہ

marfat.com

علماء اس قسم کی کتابوں کے حوالہ جات سے پریشان ہوں گے۔ ہر زمانہ میں اس فرقہ باطلہ شیعہ کے رد میں کتابیں لکھی گئیں۔ پہلے تو ہر موضوع پر نہ لکھی گئیں اور جن موضوع پر لکھی بھی گئیں تو اس شیعہ فرقہ باطلہ کے رد میں تشنگی باقی رہی۔ مولانا نے تقریباً تمام موضوعات مختلف فیہ پر قلم اٹھایا اور اتنا مفصل اور محقق لکھا کہ تشنگی باقی نہ رہی۔ اور یہ مولانا کی تصنیف آئندہ لکھنے والے علماء کے لیے مشعل راہ قرار پائے گی۔ ان کی تردید میں جب بھی کسی نے کسی موضوع پر قلم اٹھایا تو یہ تصنیف یقیناً اس کے پیش نظر ہو گی۔ اور اسی کے مضامین و تحقیق اپنے انداز میں لکھنے والا لکھے گا۔ آخر میں مولانا نے موجودہ دور کے بعض کتب اہل سنت کا تذکرہ بھی کر دیا جس کی نہایت اشد ضرورت تھی خصوصاً واقعہ کربلا پر لکھی ہوئی بعض کتب جن میں کچھ غیر تحقیقی واقعات بھی تھے۔ مولانا نے ان کی بھی خوب وضاحت مدلل طریقے سے کر دی۔ اور اب اس کتاب کی جامعیت کے پیش نظر میں دعوے سے کہتا ہوں اگر تمام دنیا کے شیعہ اکٹھے ہو کر اس کتاب کی مکمل تردید کرنا چاہیں تو تا قیامت نہ کر سکیں گے۔ اور پھر بطور تحدیث نعمت کے میں کہتا ہوں کہ جتنے مکاتب فکر کے وہ علماء جو صحابہ کرام کے ساتھ محبت کا دم بھرتے ہیں ان میں سے کوئی بھی اتنی بڑی مفصل اور محقق کتاب شیعہ کے رد میں نہ لکھ سکا۔ اس لیے میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس فرقہ باطلہ کی تردید کا فریضہ اہل سنت کے اس ممتاز عالم دین سے سرانجام دلوایا ہے۔

محمد عبد التواب صدیقی آستانہ عالیہ مناظر اعظم محمد عمر صدیقی اچھروی رحمۃ اللہ علیہ۔

تقریظ ۲

مناظرِ اسلام حضرت علامہ مولانا مولوی حافظ محمد سعید نقشبندی
علی پور چٹھہ تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ
یعنی آپ کو جس کا حکم دیا ہے اسے خوب کھول کھول کر بیان کر دیں۔ اور مشرکین کے منہ نہ لگیں۔

فاضل و محقق مصنف نے مذکورہ بالا آیت کریمہ پر عمل پیرا ہو کر فرقہ باطلہ شیعہ کے بلیغ ردّ میں ایسا بے باکانہ انداز اختیار کیا۔ اور ان کے ردّ میں اس قدر تفصیل اور تحقیق سے کام لیا۔ کہ کسی سے آج تک ایسا کام نہ ہوا۔ اور اس موضوع پر آئندہ جو بھی قلم اٹھائے گا، وہ مصنف کی تصانیف سے لازماً مستفیض و مستفید ہوئے بغیر نہ لکھ سکے گا شیعوں کے علاوہ دیگر ہر مکتبۂ فکر و مسلک سے تعلق رکھنے والے صاحبان علم و بصیرت نے اس کتاب پر مصنف علام کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ سترہ ضخیم جلدوں پر مشتمل مواد اور وہ بھی تحقیق و تدقیق سے لبریز چودہ سو سال کی تاریخ میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گا۔ جو شخص بھی ان مجلدات کا مطالعہ کرے گا وہ مولانا موصوف کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکے گا۔ اہل سنت و جماعت کے مسلک حقہ اور شیعیت کے بطلان کو خود شیعہ معتبر کتب سے ثابت کرنا ان کا امتیازی نشان ہے۔ آج تک شیعہ علماء سے جس قدر اعتراضات بن پڑے۔ اُن تمام

marfat.com

کا تحقیقی ردّ خود ان کی کتب کے حوالہ جات سے دینا یہ ایک ایسا طریقہ ہے۔ جس کے سامنے کوئی شیعہ ٹھہر نہیں سکتا۔ اور اہل سنت کے لیے ان شبہات و اوہام باطلہ کا رد روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ جن کو بڑی اہمیت دی جاتی رہی، مصنف علام اس پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ میں نے جب ان سترہ مجلدات کے ساتھ ساتھ "میزان الکتب" نامی ان کی تصنیف کا مطالعہ کیا۔ تو دل نے گواہی دی۔ کہ مولانا کے پیچھے کوئی روحانی قوت کارفرما تھی۔ "میزان الکتب" میں ان کتابوں کی نشاندہی کی گئی جنہیں شیعہ مصنفین و علماء ہم اہل سنت کی کتب معتبرہ کے طور پر پیش کرتے۔ اور ان میں درج عبارات سے اپنے غلط مسلک کی تائید کرتے۔ اس کتاب کے ہوتے ہوئے اب کسی سنی کو دھوکہ دینا ناممکن ہو جائے گا۔ اسی کتاب میں آخری صفحات پر موجودہ دور کے بعض سنی علماء کی غیر محتاط تصانیف کا بھی ذکر کیا گیا۔ اس کی اشد ضرورت تھی۔ اگرچہ شروع شروع میں ان حضرات کو یہ قدم اٹھانا برا محسوس ہوگا۔ اور ہو سکتا ہے۔ لیکن میں اس کتاب کا اچھی طرح مطالعہ کرنے کے بعد تقریظ لکھی ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ علماء جوں جوں نظر انصاف و تحقیق سے دیکھیں گے۔ تو سمجھ جائیں گے۔ کہ واقعی یہ کتاب حقائق پر مبنی ہے۔ اور انشاء اللہ مولانا موصوف کا شکریہ ادا کریں گے۔ واقعہ کربلا میں جو رطب و یابس نئی تصانیف میں جمع کر دیا گیا۔ مولانا نے اس کی نشاندہی کر کے صحیح اور تحقیقی پہلو ذکر کیا۔ لہٰذا میری موجودہ دور کے سنی علماء سے درخواست ہے۔ کہ مخالفت برائے مخالفت کی بجائے نظر تحقیق سے کام لیں۔ انشاء اللہ وہ مصنف کو حق پر پائیں گے۔

درسخن پنہاں شدم چوں بوئے گل در برگ گل
ہر کہ شوق دید دارد درسخن بیند مرا۔

فقط والسلام۔ حافظ محمد سعید نقشبندی۔ ملی پور رحیمہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

marfat.com

تقریظ ۳

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مقصود احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الکریم والصلوۃ والسلام علی حبیبہ الرحیم
وعلی آلہ وصحبہ الذین ھم مقدمات الدین القویم
امابعد فقد قال اللہ تعالی و جادلھم بالتی ھی احسن۔

اللہ تعالی نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں دین اسلام عطا فرمایا۔ جو کہ عقائد و اعمال کا مجموعہ ہے۔ اور اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ جب تک عقائد درست نہ ہوں۔ اس وقت تک تمام اعمال غیر مقبول اور مردود ہیں۔ ہر زمانہ میں علماء اسلام نے عقائد کی اصلاح کے لیے عظیم الشان مستند کتابیں تصنیف کیں۔ موجودہ دور میں خواندگی کا تناسب نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور جن کے پاس کچھ علم ہے تو وہ سطحی اور غیر تحقیقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مکتب فکر کے بیشتر افراد اپنے مسلک معتقدات اور افکار سے کماحقہ واقف نہیں ہیں۔ اور اس عدم واقفیت کی وجہ سے آئے دن ملت میں انتشار، افتراق اور فساد بپا ہو جاتا ہے اگر ہر شخص کو اپنے عقائد کے بارے میں تحقیقی علم ہو تو فتنہ و فساد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ صدیوں سے اہل سنت اور اہل تشیع میں عقائد کے حوالے سے علمی اختلاف موجود ہے۔ موجودہ دور میں بعض شیعہ علماء اپنے اکابرین کی تحقیقات سے دانستہ یا نادانستہ طور پر مسلمات کا انکار کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ عالم کے شایان شان نہیں ہے۔ اس علمی خیانت کا محاسبہ کرتے ہوئے حضرت علامہ فاضل جلیل عالم نبیل مناظر اہل سنت مولانا الحاج محمد علی صاحب مہتمم جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور نے مذہب شیعہ پر ایک کتاب لکھی جو سترہ جلدوں پر مشتمل ہے

marfat.com

پانچ جلد تحفہ جعفریہ، چار جلد عقائد جعفریہ، چار جلد فقہ جعفریہ، دو جلد دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ مولانا موصوف نے شیعہ حضرات کی مستند کتب سے عام فہم انداز میں حوالہ جات کو نقل کر کے ان کے اصل عقائد کی توضیح و تشریح فرمائی ہے۔ مولانا موصوف کی یہ کتاب شیعہ مذہب کے لیے معتبر و مستند انسائیکلو پیڈیا ہے۔

علاوہ ازیں مولانا موصوف نے "میزان الکتب" تصنیف فرما کر ان نام نہاد اور مدسوس کتب کی نشاندہی کی ہے۔ جو کہ اہل سنت علماء کی تصنیف شدہ نہیں ہیں۔ اور علماء شیعہ انہیں اہل سنت کی طرف منسوب کر کے عامۃ الناس کو اہل سنت سے بدظن اور متنفر کرنے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں۔

ان دونوں کتابوں کو تصنیف فرما کر حضرت علامہ نے عالم اسلام پر جو عظیم ترین احسان فرمایا ہے۔ رہتی دنیا تک اسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دونوں کتابیں عام فہم زبان میں توضیح و تشریح کے اعتبار سے عوام و خواص اور علماء و فضلاء کے لیے بے پناہ افادیت کی حامل ہیں۔ یقیناً حضرت علامہ نے عصر حاضر کی اہم ضرورت کو پورا کر کے پوری دنیائے سنیت کی آبرو کے تحفظ اور تصنیف و تالیف کے میدان میں ہماری کوتاہیوں کے کفارہ کا انتظام کیا ہے۔

ان معروضات کے پیش نظر عوام اور ارباب علم و فضل سے عرض ہے کہ ان کتابوں کو ضرور خریدیں۔ اور خود بھی پڑھیں اور احباب کو خریدنے اور پڑھنے کی ترغیب دیں اللہ تعالیٰ حضرت علامہ کے اس علم و تحقیق کے گلدستہ کو اپنی بارگاہ اقدس میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا محمد مقصود احمد صاحب
خطیب جامع مسجد دربار حضرت داتا گنج بخش محمد اللہ علیہ۔
استاذ دورہ تفسیر القرآن جامعہ سراجیہ شیرانوالہ لاہور

marfat.com

مختلف مکاتب فکر علماء کے تاثرات

(۱) تاثرات مولوی عبیدالحق صاحب دیوبندی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد

شیعہ مذہب المعروف بہ عقائد جعفریہ کو جو سترہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب مہتمم جامعہ رسولیہ شیرازیہ نے جس محنت شاقہ سے مرتب کیا۔ اور جس خوبی سے شیعہ مذہب کا خود اہل تشیع کی مستند کتب کے حوالوں سے رد کیا ہے یہ مولانا موصوف کا نہایت عظیم اور بے مثالی کارنامہ ہے۔ اس سلسلے میں ان کی احتیاط کا یہ عالم ہے کہ جن شیعی علماء و مجتہدین کی کتب کی عربی و فارسی عبارات انہوں نے ان کے اپنے مذہب کے رد میں پیش کی ہیں ان کے اردو تراجم بھی خود شیعہ حضرات ہی کے نقل کیے ہیں۔ حتیٰ کہ جہاں جہاں قرآنی آیات آئی ہیں ان کا ترجمہ بھی انہی سے اخذ کیا ہے حضرت مولانا محمد علی صاحب اعزہ اللہ وادامہ کی اس کتاب سے پہلے بھی بہت سی نہایت مفید کتب دیکھنے کو ملتی ہیں لیکن جس شرح و بسط کے ساتھ نہایت منضبط و محکم اور مدلل انداز میں اس خود ساختہ مذہب کا انہوں نے رد کیا ہے۔ یہ اپنی مثال آپ ہے۔ جب میں ان کے نڈر اور حق گو ہونے کے ساتھ ساتھ فرقہ باطلہ شیعہ کے رد میں ان کے مدلل اور محکم بیانات کو پڑھتا ہوں تو اس قدر مولانا موصوف پر روح راضی ہوتی ہے کہ بسا اوقات منہ سے نکل جاتا ہے کہ اے اللہ اس عالم دین

marfat.com

کی زندگی دراز فرما اور میری زندگی بھی اس کی زندگی میں ڈال دے۔ کیونکہ اس نے امت مسلمہ پر وہ احسان کیا ہے کہ جس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہمارے سادہ دل شیعہ بھائی اس کتاب کا صدق دل سے بغور مطالعہ کریں تو مجھے یقین کامل ہے کہ ان پر ان کے مذہب کی اصل حقیقت آشکارا ہو جائے گی۔ اور وہ اس مذہب سے ہزار بار　برأۃ کا اظہار کریں گے۔

اللہ عزوجل سے دست بدعا ہوں کہ وہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کو تادیر سلامت رکھے اور ان کی اس مساعی جلیلہ کا انہیں بہترین اجر عطا فرمائے اور ہم سب مسلمانوں کو ان کی اس بیش قیمت اور پُر از معلومات تصنیف سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

مولوی عبیدالحق صاحب
ناظم المکتبۃ العلمیہ۔ لیک روڈ لاہور

marfat.com

تاثرات

(شیعہ) یا علی مدد ۷۸۶

محقق وقت
سرکار علامہ کاظم حسین اثیر جاڑوی
(فاضل قم)
پرنسپل دارالعلوم جامعہ حسینیہ سول لائن جھنگ صدر

ھدیۂ حقیر ۔ از جعفری
مورخہ ۔۔۔ ۹۱ ۔ ۔

جناب منیجر صاحب مکتبۃ نوریہ حسنیہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ ــــــ

السلام علیکم! اس دور میں جب ہر طرف سے صرف شیعوں کو گالیوں سے نوازا جارہا ہے۔ آپ کے مکتبہ نے ایک مہذب انداز اختیار کیا ہے۔ اور علماء کی طرف کسی بات کا تحریری جواب دیا ہے۔ سنا ہے ابھی ابھی آپ کے مکتبہ کی ایک کتاب شیعہ مذہب المعروف فقہ جعفریہ منظر عام پر آئی ہے اور بڑی اچھی کتاب ہے۔ اگر مناسب سمجھیں تو براہ نوازش ایک عدد شیعہ مذہب المعروف فقہ جعفریہ دو جلد بذریعہ وی۔ پی۔ ارسال فرمادیں نوازش ہوگی۔

والسلام ۔ احقر جاڑوی عفی

پتہ ــــ معرفت انوار المنجف
دریا خان ۔ ضلع بھکر۔

marfat.com

تاثرات ۳۷　　اللہ اکبر　　(دیوبندی)

یا اللہ مدد

آئین تحفظ ختم نبوت زندہ باد　　حقیقی اسلام و مذہب اہل السنت والجماعت زندہ باد

اصلی کلمہ اسلام :- لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حق چار یار

خلافتِ راشدہ

شائع کردہ :- تحریک خدام اہل سنت چکوال ضلع جہلم فون نمبر ۵۰

تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے اپنی ان عظیم تصنیفات کی مبارک ہو　　نظام خلافت راشدہ زندہ باد　　بندہ عاجز کی طرف سے اپنی ان عظیم تالیفات کی مبارک قبول فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بخدمت محترم حضرت مولنا علامہ شیخ الحدیث محمد علی صاحب مدظلہ (وکیل صحابہ)
مجاہد اسلام بانی و مہتمم جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور۔

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ'

امابعد :- بندہ عاجز نے جناب کی عظیم تالیفات عقائد جعفریہ ۴ جلد، فقہ جعفریہ ۴ جلد، تحفہ جعفریہ ۵ جلد پر جب نظر پڑی تو بے چین ہو گیا۔ کسی طرح یہ تمام جلدیں حاصل ہوں۔ کیونکہ ٹائیٹل دیکھنے اور اندر سے پہلا ورق الٹنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عظیم شاہکار ہے ان کا مطالعہ نہایت ضروری ہے تو اللہ پاک کے فضل و کرم سے ۱۰ جلدیں مہیا ہو گئیں۔ باقی پانچ جلدیں انشاء اللہ جلد لاہور سے منگوا لوں گا۔ امید ہے مکمل پندرہ جلدیں پوری ہو جائیں گی۔ اب تک ایک آدھ دو جلد کا مطالعہ ہوا۔ باقی جلدوں کے چیدہ چیدہ مضامین پر نظر پھیری دل کرتا ہے۔ کسی طرح آپ کی خدمت میں حاضری ہو کر آپ کے ہاتھوں کو چوموں بلکہ آپ جیسے حضرات کے پاؤں چوم لیے جائیں تو بڑی سعادت ہے۔ اللہ پاک اپنی رحیمی اور کریمی

marfat.com

کے طفیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کے صدقہ صحابہ کرام اہل بیت کے عظیم کارناموں کے صدقہ اللہ پاک آپ کی اس عظیم الشان تصنیفات کو قبول و مقبول فرمائے دنیا اور آخرت کے لیے عظیم سرمایہ ہو۔ بالخصوص اپنی رضا نصیب فرمائے اور صدقہ جاریہ تا قیامت ہو۔ اور آپ کی آل کو دین حق کے لیے قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ایک بزرگ جن کا انتقال ہو گیا ہے رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب قیامت کے دن اللہ پاک پوچھیں گے۔ کہ فلاں تم آخرت کے لیے کیا لائے ہو تو میں عرض کروں گا۔ یارب العزت میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ سوائے تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی محبت کے تو کیا بعید ہے۔ اللہ پاک ان دین حق کے ستونوں کے صدقہ بیڑا پار کر دے (آمین) حضرت صاحب یہ غلیظ فرقہ سب سے بڑا اسلام کا دشمن ہے۔ بندہ عاجز کا تعلق بھی حضرت قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ سے ہے۔ امید ہے حضرت صاحب نے بھی آپ کو آپکی اس عظیم خدمت کی مبارک بھیجی ہو گی۔ یقیناً آپ بہت بہت مبارک کے مستحق ہیں۔ بندہ عاجز کی طرف سے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظوں میں خراج تحسین قبول فرمائیں۔ اللہ پاک آپ کو بہت بہت جزائے خیر دے۔ (آمین) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی اس عظیم خدمت جس میں آپنے حضور کے صحابہ کے دشمنوں کو صحیح بے نقاب کیا۔ انشاء آپ کا معاملہ بھی صحابہؓ کے ساتھ ہوگا۔ اور یقیناً صحابہ کرام رضؓ آپ پر خوش ہوں گے۔ خاص کر خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرام جن کی ان بدبختوں نے ناموس مبارک کی بے ادبی کی ہے۔ میری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ اور زندگی دراز عطاء فرمائے۔ تاکہ آپ اس مشن کو پورا کر سکیں۔ اور اسی کے صدقے اللہ تعالیٰ آپ کو قبر حشر میں صحابہ اکرام کی معیت عطا فرمائے۔

مولوی عبدالعزیز راولپنڈی

marfat.com

تاثرات

ابو معاویہ نور حسین عارف ایم اے اسلامیات (دیوبندی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ الی یوم الدین

امابعد۔ پاکستان ایسا اسلامی ملک ہے جس کی ساڑھے ۹۷ فیصد آبادی اہل سنت سے ہے۔ باقی تمام مذاہب باطلہ صرف اڑھائی فیصد ہے لیکن سواد اعظم اہل سنت اس کثرت کے باوجود ایسی گہری نیند سوئے ہوئے ہیں جو اپنے مسلک کی حفاظت سے بھی غافل ہو چکے ہیں۔ ان کے مقابل اقلیت فرقے کا ہر فرد خواہ وہ کتنا ہی بدکردار اور بدسیرت ہو اپنے مذہب کی بقاء کے لیے ہمہ تن کوشش میں مصروف ہے۔ ان مذاہب باطلہ میں سب سے زیادہ خطرناک فرقہ شیعہ ہے۔ جو ایمان کے لیے کینسر کی طرح ہر وقت صحابہ کرام خصوصاً امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امہات المؤمنین خصوصاً سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تبرا بازی کی صورت میں غلاظت نکالتا رہتا ہے۔ گویا لعن طعن پر ہی ان کے مذہب کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اور اکابرین نے اس فرقہ باطلہ کے جوابات لکھے لیکن یکجا نہیں ملتے تھے۔ اللہ تعالی نے اس عظیم کام کے لیے محقق اہل سنت، سرمایہ اہل سنت، عالم باعمل حضرت مولانا محمد علی صاحب کا انتخاب فرمایا۔ مولانا موصوف نے اس فرقہ باطلہ کا ایک ایک اعتراض لے کر اسے اس کے گھر کی جوابات ان کی کتب سے دیتے ہوئے ان کے اعتراضات کو ایسا نیست و نابود کیا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان کو امام غائب کے ساتھ ان کی غار میں دفن کر دیا۔ یہ مولانا کا ایسا کارنامہ ہے کہ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں اور اس پر سورج چاند ستارے چمک رہے ہیں۔ اس وقت تک مولانا کی یہ کتب بھی حقائق کی روشنی کے ساتھ چمکتی دمکتی رہیں گی۔ مولانا کی پہلی کتاب بنام تحفہ جعفریہ جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اس کا مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ میں حیران ہو گیا کہ یہ کونسی ایسی عظیم شخصیت ہے کہ جس نے عقائد کے انمول موتی بکھیر کر رکھ دیئے ہیں۔ اور اپنی تحقیق سے قلم اٹھائی کہ اب باطل کو اس کے

marfat.com

قریب کبھی بھٹکنے کی جرأت نہ ہوگی۔ اس کے بعد مجھے مولانا سے عقیدت ہوگئی۔ اور ملاقات کا شوق ہوا۔ تو خیال آیا کہ مولانا کافی تصنع ہوگا۔ لیکن جب میں ملاقات کے لیے لاہور حاضر ہوا تو میں نے ایک ایسے انسان سے ملاقات کی جو بالکل سادہ سرپرستار اور ریش سنت کے مطابق، زلفیں دراز اور سفید لباس اور بے تکلف تھا۔ لیکن جب تحریر اور حوالہ جات کے ساتھ میدان میں اُترتے ہوئے پایا۔ تو معلوم ہوا کہ بطل حریت یہی ہے۔ اس کے بعد آپ کی دوسری تصنیف عقائدِ جعفریہ جو ضخیم چار جلدوں پر مشتمل ہے اور پھر تیسری تصنیف فقہ جعفریہ وہ بھی ضخیم چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے مارکیٹ میں آگئیں۔ یہ مولانا نے تیرہ جلدوں میں فرقہ باطلہ شیعہ کے جملہ اعتراضات کے دندان شکن جوابات انہی کی کتب سے دے کر اتمام حجت کر دی۔ اور خصوصاً فقہ جعفریہ کی تیسری جلد میں غلام حسین نجفی کی کتاب "ماتم اور صحابہ" اور چوتھی میں "حقیقت فقہ حنفیہ" کے رد میں ایسا قیمتی مواد جمع کیا گیا ہے جو کسی کتاب میں نہ ملے گا۔ اور ان دو کتابوں میں غلام حسین نجفی کی تمام مکاریوں اور عیاریوں کی دھجیاں فضائے آسمان میں بکھیر کر رکھ دیں۔ ان کے مقابلہ میں مسلکِ حقہ اہل سنت والجماعت کے ہر موضوع کو ایسے دلائلِ قاہرہ سے ثابت کیا کہ جن کو توڑنے کی تاقیامت کوئی شیعہ جرأت نہیں کر سکے گا۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ کوئی شیعہ اپنے دل کی آگ بجھانے کے لیے مولانا پر تبرا بازی اور بکواسات کرتا ہے اس کے علاوہ مولانا کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے دشمنانِ امیر معاویہؓ کا علمی محاسبہ دو ضخیم جلدوں میں تصنیف کی۔ جس میں ایسے موتی جمع کیے کہ شاید کہیں سے بھی نہ مل سکیں گے۔ مولانا نے اس کتاب میں بڑے بڑے جبہ پوش مولویوں کی گردنیں مروڑ کر رکھ دیں۔ اس کتاب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ دشمنانِ امیر معاویہ کا تعارف کرا دیا ہے۔ اس کا تعلق خواہ کسی طبقہ سے بھی ہو۔

از ابو معاویہ نور حسین عارف، خطیب جامع مسجد فضل فاروق گنج روڈ آبادی محمد بخش گلی نمبر ۲ گوجرانوالہ

marfat.com

تاثرات ۵

حافظ صلاح الدین یوسف (اہلحدیث)

ایڈیٹر ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور، دارالدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ۔ لاہور

جامعہ رسولیہ شیرازیہ، ہمارے ادارہ دارالدعوۃ السلفیہ کے قریب بلال گنج میں واقع ہے اس کے بانی و مہتمم اور شیخ الحدیث مولانا محمد علی صاحب متعدد مرتبہ ہماری سلفیہ لائبریری میں تشریف لائے اور رجال وغیرہ کی تحقیق میں استفادہ کرتے رہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت مولانا موصوف ردِ رفض و تشیع میں کئی کتابیں لکھ چکے ہیں اور متعدد زیر تالیف یا زیر طبع ہیں۔ اور اب تازہ ملاقات میں انہوں نے تبلایا کہ اس سلسلے کی آخری کتاب "میزان الکتب" ہے جو عنقریب طبع ہونے والی ہے۔ اس میں اُن غیر معروف مصنّفین اور ان کی کتابوں کی حقیقت واضح کی گئی ہے کہ جن کی عبارتوں سے شیعہ حضرات استدلال کرتے ہیں۔ اور یہ باور کراتے ہیں۔ کہ یہ اہل سنت کی کتب ہیں یہ کتب اہل سنت کی کتب نہیں اور نہ ہی ان کے ہاں معتبر ہیں بلکہ یہ کتب خود شیعہ کی کتب ہیں۔

اسی طرح حضرت کی ایک کتاب "تحفہ جعفریہ" ہے جو ۵ جلدوں میں ہے ایک کتاب "عقائد جعفریہ" ہے جو ۴ جلدوں میں ہے۔ ایک "فقہ جعفریہ" ہے جو ۴ جلدوں میں ہے۔ اور ایک کتاب "دشمنانِ امیر معاویہ کا علمی محاسبہ" ہے جو ۲ جلدوں میں ہے۔ اس طرح گویا موصوف نے ۱۷ کتابیں دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہ وازواج مطہرات رضی اللہ عنہ کے رد میں لکھی ہیں۔ جو بلا شبہ ایک عظیم علمی کارنامہ ہے جس پر یقیناً وہ علمی حلقوں کی طرف سے تحسین اور قدر افزائی کے مستحق ہیں۔

یاد رہے مولانا موصوف کا تعلق بریلوی مکتبِ فکر سے ہے جس کو پاک و ہند میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی مساعی اور تصانیف سے زیادہ فروغ حاصل ہوا۔

marfat.com

اہل علم جانتے ہیں۔ کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب شیعہ کو ان کے معروف عقائد کی بناء پر مسلمان نہیں سمجھتے تھے۔ اور انہوں نے کھل کر دشمنانِ صحابہ کی زوردار الفاظ میں تردید کی ہے

تاہم یہ بات بڑی افسوسناک ہے۔ کہ ان کی عقیدت کا دم بھرنے والے سنی واعظین کی اکثریت۔ بلکہ بہت بڑی اکثریت۔ فاضل بریلوی کے برعکس شیعوں کے معاملے میں نہ صرف یہ کہ مداہنت اور بے حمیتی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ بلکہ شیعی رسومات (بالخصوص عشرۂ محرم کی رسومات) میں ایک گونہ تعاون کرتی ہے۔ اُن سے وابستہ عوام کی ایک بہت بڑی اکثریت تعزیے بناتی ہے، ذوالجناح اور دُلدل کے جلوسوں میں عقیدت کے ساتھ شرکت کرتی ہے اور خود یہ سنی واعظین بھی سانحۂ کربلا اسی سُر تال میں بیان کرتے ہیں جو خالص شیعی آئیڈیالوجی کا مظہر ہوتا ہے، وہی من گھڑت قصے کہانیاں، وہی رونے رُلانے والا انداز اپنائے ہوئے ہیں۔ مقام مسرت ہے کہ مولانا محمد علی صاحب نہ صرف شیعیت کے اس دام ہم رنگ زمین سے محفوظ رہے جس میں بہت سے ہر مکتبۂ فکر کے سنی علماء "پھنس گئے"، بلکہ انہوں نے شیعیت کے اس "دام" کے تار و پود بکھیر دیئے ہیں تاکہ اہل سنت کے سامنے شیعیت کی اصل تصویر اور حقیقت آجائے کہ جس کے بعد سنی عوام اور خواص ان کے دامِ فریب میں نہ آسکیں

اس لحاظ سے مولانا موصوف کی یہ کتاب ایک بہت بڑی دینی خدمت ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور انہیں گم گشتگانِ راہ کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

حافظ صلاح الدین یوسف (اہلحدیث)
ایڈیٹر ہفت روزہ "الاعتصام"، لاہور
دار الدعوۃ السلفیہ۔ شیش محل روڈ۔ لاہور

marfat.com

تاثرات ۶

عبد الملک (مودودی)

شیخ الحدیث مرکز علوم اسلامیہ منصورہ لاہور ۵۴۵۷۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——————— اَمّابعد!

حضرت مولانا محمد علی صاحب مہتمم جامعہ رسولیہ شیرازیہ کی تحقیقی علمی شاہکار کتاب عقائد جعفریہ دیکھنے کا مکتبہ علمیہ میں بواسطہ مولانا عبید الحق صاحب کے ایک دفعہ اتفاق ہوا۔ تو مولانا عبید الحق صاحب نے اس کتاب کی تعریف میں جو الفاظ ادا کیے ان سے میں نے یہ اخذ کیا کہ فرقہ باطلہ شیعہ کے ردّ میں اس سے زیادہ محقق اور مفصل شاید کوئی کتاب نہ ہو تو اس کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ اس گراں قدر تصنیف کے علاوہ مولانا موصوف نے شیعہ عقائد و نظریات اور ان کے اعتراضات کے جوابات پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ جو تحفہ جعفریہ ۵ جلد، عقائد جعفریہ ۴ جلد، فقہ جعفریہ ۴ جلد، نور العینین ایک جلد، دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ دو جلد، اور میزان الکتب جلد کے نام سے کل سترہ جلدیں ہیں۔ عقائد جعفریہ جو میری نظر سے گزری۔ ایک گراں قدر تحقیق ہے۔ بلکہ تحقیق کا شاہکار ہے۔ مولانا نے اس کتاب میں جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا۔ اُسے تفصیل سے مکمل فرمایا۔ اور کوئی گوشہ تشنہ نہ رہنے دیا۔ مسلک شیعہ کے اختلافی مسائل خود ان کی کتب معتبرہ سے حل کیے گئے۔ جو اس سے پہلے کسی صدی میں ایسی تحقیقی کتاب دیکھنے میں نہیں ملتی۔ اس کتاب کا انداز بیان اور طرز استدلال ایسا ہے۔ کہ ہر مکتبۂ فکر کے لیے اس میں وابستگی کا سامان اور ہدایت و رہنمائی کے سرچشمے پھوٹتے نظر آتے ہیں۔ بلکہ خود شیعہ حضرات بھی اگر تنگ نظری اور مخالفت برائے مخالفت کی بجائے تلاشِ حق کی خاطر ان کتب کا مطالعہ کریں گے۔ تو انہیں بھی تلاش حق کا وافر ذخیرہ ان میں دستیاب ملے گا۔

شیعہ مسلک چونکہ نہایت عیار و مکار فرقہ ہے۔ وہ اپنے باطل نظریات کو ثابت

کرنے کے لیے کچھ ایسی کتب کا سہارا لیتے تھے۔ جو ان کے بقول سنیوں کی معتبر کتب میں شمار ہوتی تھیں۔ حالانکہ حقیقت یہ نہ تھی۔ اس مغالطہ کا شکار عوام تو عوام بلکہ علماء بھی تھے مولانا نے "میزان الکتب" کے نام سے یہ کتاب لکھی کہ جس میں پورا محاسبہ کیا گیا۔ اور ان کا غیر معتبر ہونا اور خود شیعہ مصنفین کی تصنیف ہونا خود شیعہ حضرات کی کتب معتبرہ کے حوالہ جات سے ثابت کیا ہے۔ تاکہ شیعہ لوگوں کے لیے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

عرصہ دراز سے میری تمنا تھی کہ واقعہ کربلا پر جو موجودہ زمانے کے علماء نے کتب لکھیں جن یک روپے میں سے پندرہ آنے واقعات بے اصل اور موضوع داخل کر دیے اور پھر ان کو بار بار پڑھنے، سننے، سنانے سے وہ حقیقت کا لباس اوڑھ گئیں کہ جس کی وجہ سے موجودہ زمانے کے مقررین جب اپنے لہجہ میں مرثیہ خوانی کے انداز میں بیان کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو رلاتے، پٹاتے ہیں کہ جو قرآن اور سیرت اہل بیت کے سراسر خلاف اور فرقہ باطلہ شیعہ کی تائید پائی جاتی ہے۔

اس طرف بھی کوئی صاحب قلم خیال فرمائے۔ اور واقعہ کربلا کا صحیح پس منظر بیان کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام کو بھی مولانا موصوف کے ذریعہ باحسن طریقہ پورا فرمایا۔ اور جس کے بعد عوام وخواص بلکہ مناظرین اہل سنت بھی دھوکہ دہی سے آگاہ ہو جائیں گے۔ اور یہ کٹھن کام بھی حل کر دیا۔ اور اس مسئلہ پر لکھی گئی ایسی کتب اور ان کے مصنفین کا حقیقی روپ دکھا کر اہل سنت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

آخر میں میں تمام مکاتب فکر کے علماء اور عوام سے بلکہ طلباء سے بھی خصوصی سفارش کرتا ہوں کہ وہ مولانا کی ان کتب سے ضرور استفادہ فرمائیں کیونکہ ایسی تحقیقی وتفصیلی کتب ملنی ناممکن ہیں۔ اپنے اپنے متعلقین ومتوسلین تک انہیں پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ حضرت مولانا کو ان کی اس سعی جمیلہ پر اجر جزیل عطا فرمائے۔ اور شرف قبولیت سے نوازے۔ ان کتب کا فیض عام ہو اور عالم اسلام ان سے سامان رشد وہدایت حاصل کرے اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے آمین

marfat.com

فہرست مضامین

میزان الکتب

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	باب اوّل	۴۶
۲	کتاب اول: شرح نہج البلاغہ مصنفہ ابن ابی الحدید	۴۷
۳	ابن ابی الحدید شیعہ پسند تھا (شیخ عباس قمی)	۴۸
۴	ابن ابی الحدید معتزلی شیعہ تھا۔	۴۹
۵	ابن ابی الحدید نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ ایک شیعہ وزیر کے حکم پر لکھی۔ شیعہ علماء کا بیان	۵۱
۶	ابن ابی الحدید کے شیعی عقائد خود اس کی زبانی۔	۵۵
۷	حضرت علی کے دشمن اور امیر معاویہ کے طرفداروں کی ایک فہرست	۶۷
۸	ابن ابی الحدید کے غالی شیعہ ہونے پر ابن کثیر کی نص	۷۰
۹	کتاب دوم	۷۱

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۰	روضۃ الاحباب مصنفہ جمال الدین عطاء اللہ شیرازی	۷۱
۱۱	روضۃ الاحباب کا مصنف جمال الدین عطاء اللہ شیرازی پکا شیعہ ہے۔	۷۲
۱۲	کتاب سوم	۷۶
۱۳	معارج النبوۃ ملا معین کاشفی	۷۶
۱۴	کتاب چہارم	۷۸
۱۵	حبیب السیر مصنفہ غیاث الدین محمد ابن ہمام الدین	۷۸
۱۶	کتاب وفات عائشہ	۷۸
۱۷	حبیب السیر کا مصنف کٹر شیعہ ہے۔	۷۹
۱۸	کتاب پنجم	۸۴
۱۹	تاریخ الیعقوبی احمد ابن ابی یعقوب عباسی	۸۴
۲۰	طلحہ اور زبیر کی پیش نمازی کے بارہ میں لڑائی۔	۸۴
۲۱	مؤرخ الیعقوبی پختہ امامی شیعہ ہے۔ شیعہ مصنفین کا فیصلہ	۸۵
۲۲	کتاب ششم	۸۹
۲۳	صفوۃ الصفوۃ مصنفہ سعد ابن علی الحضرمی	۸۹
۲۴	صاحب صفوۃ الصفوۃ امامی شیعہ تھا۔	۹۰
۲۵	کتاب ھفتم	۹۳
۲۶	مروج الذہب مصنفہ علی بن حسین مسعودی	۹۴
۲۷	بنو امیہ کے زمانہ میں قتل حسین کی خوشی میں دس اونٹنیوں کے نحر کرنے منت اور اس کا جواب۔	۹۴

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۸	مسعودی غالی شیعہ ہے۔ اس نے شیعہ عقائد کے اثبات پر کتب لکھی ہیں۔	۹۶
۲۹	مسعودی تبرا باز تھا اس لیے بعض لوگ اسے شیعہ نہیں سمجھتے تھے	۹۸
۳۰	مسعودی کے شیعہ ہونے پر مزید شیعہ علماء کے فیصلے۔	۱۰۰
۳۱	**کتاب ہشتم**	۱۰۲
۳۲	تذکرۃ الخواص مصنفہ سبط ابن الجوزی	۱۰۳
۳۳	حضرت علی کا قبر نبی پر جزع۔	۱۰۳
۳۴	تذکرۃ الخواص کی شیعہ نواز عبارتیں۔	۱۰۴
۳۵	سبط ابن الجوزی کے شیعہ ہونے پر شیعہ علماء کی نص۔	۱۰۶
۳۶	سبط ابن الجوزی کے شیعہ ہونے پر سنی علماء کی نص۔	۱۰۷
۳۷	**کتاب نہم**	۱۱۰
۳۸	ینابیع المودۃ مصنفہ حافظ سلیمان بن ابراہیم قندوزی۔	۱۱۰
۳۹	صاحب ینابیع المودۃ اپنی تحریرات کے آئینے میں۔	۱۱۱
۴۰	صاحب ینابیع المودۃ شیخ قندوزی تقیہ باز شیعہ تھا۔	۱۱۴
۴۱	**کتاب دہم**	۱۱۶
۴۲	فرائد السمطین مصنفہ ابراہیم بن محمد حموینی۔	۱۱۶
۴۳	جناب زہرا کی فضیلت عالم انوار میں۔	۱۱۷

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۴	ینابیع المودۃ میں مذکورہ فرائد السمطین کے چند اقتباسات۔	۱۲۰
۴۵	فرائد السمطین کا مصنف شیعوں کا پروردہ ہے۔	۱۲۲
۴۶	کتاب یازدھم ۱۱	۱۲۵
۴۷	مقتل ابی مخنف مصنفہ لوط بن یحییٰ۔	۱۲۵
۴۸	ماتم حسین میں سیدہ زینب کا خون بہانا۔	۱۲۶
۴۹	صاحب مقتل لوط بن یحییٰ مشہور امامی شیعہ ہے۔ شیعہ علماء کا متفقہ فیصلہ۔	۱۲۹
۵۰	کتاب دوازدھم ۱۲	۱۳۷
۵۲	حلیۃ الاولیاء مصنفہ حافظ ابونعیم۔	۱۳۷
۵۳	محدث ابونعیم ملا باقر مجلسی کا جد اعلیٰ تھا۔ اور خاندان مجلسی میں ابونعیم کا تشیع متوارث ہے۔	۱۴۲
۵۴	ابونعیم کی قبر پر شیعوں والا کلمہ لکھا ہوا ہے۔	۱۴۷
۵۵	حافظ ابونعیم کے تشیع پر اس کی اپنی عبارات کی گواہی۔	۱۵۰
۵۶	آخری گزارش۔	۱۶۴
۵۷	مصنف کی طرف سے حافظ ابونعیم کے بارہ میں ایک ضعیف تاویل۔	۱۶۷
۵۸	خلفاء ثلاثہ کے فضائل میں حافظ ابونعیم کی ذکر کردہ چند عبارات	۱۶۹
۵۹	حضرت عمر بن الخطابؓ کی شان میں احادیث۔	۱۷۲
۶۰	حضرت عثمانؓ کی شان میں چند روایات۔	۱۷۳

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶۱	کتاب سیزدھم ۱۳	۱۷۹
۶۲	کتاب الفتوح اعثم کوفی مصنفہ احمد ابن اعثم کوفی۔	۱۷۹
۶۳	اعثم کوفی کے چند حوالہ جات۔	۱۸۱
۶۴	کتاب چہاردھم ۱۴	۱۹۴
۶۵	روضۃ الصفاء مصنفہ محمد میر خاند۔	۱۹۴
۶۶	جناب عائشہ کا فتوائے کہ عثمان نعثل کو قتل کرو۔	۱۹۴
۶۷	روضۃ الصفاء سے چند شیعہ نواز اقتباسات۔	۱۹۵
۶۸	صاحبِ روضۃ الصفاء کا تشیع کتبِ شیعہ سے۔	۲۰۴
۶۹	کتاب پانزدھم ۱۵	۲۰۹
۷۰	الاخبار الطوال مصنفہ ابو حنیفہ دینوری۔	۲۰۹
۷۱	بنی ہاشم کے علاوہ کربلا میں کون شہید ہوا۔	۲۰۹
۷۲	صاحبِ اخبار الطوال ابو حنیفہ دینوری امامی شیعہ ہے۔	۲۱۰
۷۳	ابو حنیفہ دینوری کے شیعہ ہونے پر شیعہ علماء کے مزید فیصلے	۲۱۱
۷۴	کتاب شانزدھم ۱۶	۲۱۴
۷۵	روضۃ الشہداء مصنفہ ملا حسین کاشفی۔	۲۱۴
۷۶	حضرت علی کا نکاح اللہ تعالیٰ نے عرش اعظم پر بھی فرمایا تھا۔	۲۱۴

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۷۷	صاحبِ روضۃ الشہداء ملا حسین کاشفی شیعہ ہے۔	۲۱۶
۷۸	غمِ اہل بیت کی ایک تصویر۔	۲۲۱
۷۹	عبداللہ ابن المبارک کی امام زین العابدین سے ملاقات۔	۲۲۴
۸۰	کیا عبداللہ ابن المبارک اور حضرت زین العابدین کی ملاقات ہوئی	۲۲۶
۸۱	امام حسین رضی کی چار سالہ بچی کا غم اور الم کی حالت میں دربارِ یزید میں وفات پانا۔	۲۳۰
۸۲	امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے گھوڑے کا عجیب واقعہ۔	۲۳۴
۸۳	غمِ حسین میں رونے کا ثواب از عیون الرضا۔	۲۴۰
۸۴	میدانِ کربلا میں امام قاسم کی شادی۔	۲۴۳
۸۵	میدانِ کربلا میں شہربانو کی امام حسین رضی اللہ عنہ سے گزارش۔	۲۴۷
۸۶	عاشورہ کے روز روایات موضوعہ سے ماتم کا اثبات۔	۲۴۹
۸۷	یوم عاشورہ کس طرح منائیں۔	۲۵۰
۸۸	غم حسین کے لیے فرمانِ رسول۔	۲۵۱
۸۹	دنیا میں واقعہ کربلا بیان کرنے والا جو روئے گا اور رلائے گا وہ قیامت میں نہیں روئے گا۔	۲۵۳
۹۰	کتاب ہفدھم ۱۷	۲۵۴
۹۱	مقاتل الطالبین مصنفہ علی بن حسین اصفہانی۔	۲۵۴
۹۲	صاحب مقاتل الطالبین کا تشیع اہل سنت کے نزدیک	۲۵۷

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۹۳	صاحب مقاتل الطالبین کا تشیع شیعہ علماء کے نزدیک۔	۲۵۷
۹۴	کتاب ہشدھم ۱۸	۲۶۰
۹۵	مودۃ القربیٰ مصنفہ سید علی ہمدانی۔	۲۶۰
۹۶	جناب فاطمہ زہرا کے حق مہر کا بیان۔	۲۶۱
۹۷	صاحب مودۃ القربیٰ ہمدانی کا تشیع اس کی تحریرات کے آئینہ میں۔	۲۶۲
۹۸	صاحب مودۃ القربیٰ کے شیعہ ہونے پر شیعہ علماء کی نصوص۔	۲۶۸
۹۹	کتاب نوزدھم ۱۹	۲۷۴
۱۰۰	الامامۃ والسیاسۃ مصنفہ ابن قتیبہ عبداللہ بن مسلم۔	۲۷۴
۱۰۱	الامامۃ والسیاسۃ کی ابن قتیبہ کی طرف نسبت ہی غلط ہے۔	۲۷۵
۱۰۲	ابن قتیبہ کی بعض غلیظ تحریرات۔	۲۷۸
۱۰۳	ابن قتیبہ کی سیرت اور حالات کا آئینہ۔	۲۸۵
۱۰۴	کتاب بستم ۲۰	۲۸۷
۱۰۵	الملل والنحل مصنفہ محمد بن عبدالکریم شہرستانی۔	۲۸۷
۱۰۶	عمر کے ظلم سے سیدہ زہرا کے شکم کا بچہ شہید ہو گیا۔	۲۸۷
۱۰۷	مذکورہ اعتراض کا جواب۔	۲۸۸
۱۰۸	علماء اہل سنت کے نزدیک صاحب ملل والنحل شہرستانی غالی شیعہ ہے۔	۲۹۳

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۰۹	**کتاب بست و یکم ۲۱**	۲۹۷
۱۱۰	عقد الفرید مصنفہ احمد ابن محمد المعروف ابن عبد ربہ	۲۹۷
۱۱۱	جناب عمر فاروق کا دروازہ زہرا پر آگ لے کر آنا اور ان کا گھر جلانے کی دھمکی دینا۔	۲۹۷
۱۱۲	صاحب عقد الفرید کا تشیع۔	۳۰۱
۱۱۳	**کتاب بست و دوم ۲۲**	۳۰۳
۱۱۴	تاریخ طبری مصنفہ ابوجعفر محمد جریر الطبری۔	۳۰۳
۱۱۵	دلیل اوّل:	۳۰۴
۱۱۶	ابن جریر طبری کا ین تشیع تھا۔	۳۰۴
۱۱۷	دلیل دوم:	۳۰۶
۱۱۸	ابن جریر کا امیر معاویہ کے متعلق یوں کہنا ہے۔	۳۰۶
۱۱۹	دلیل سوم:	۳۰۷
۱۲۰	ابن جریر طبری کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا۔	۳۰۷
۱۲۱	دلیل چہارم:	۳۰۸
۱۲۲	ابن جریر طبری نے حدیث ام غدیر کو کئی طرق سے صحیح ثابت کیا۔	۳۰۸
۱۲۳	دلیل پنجم:	۳۰۹
۱۲۴	ابن جریر طبری رافضیوں کے لیے حدیثیں گھڑتا تھا۔	۳۰۹

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۲۵	دلیل ششم:	۳۱۰
۱۲۶	وضو میں پاؤں پر مسح کرتا تھا۔	۳۱۰
۱۲۷	دلیل هفتم:	۳۱۱
۱۲۸	ابن جریر طبری کی اکثر روایات کا راوی ابومخنف لوط بن یحییٰ ہے۔	۳۱۱
۱۲۹	کتاب بست و سوم ۲۳	۳۱۸
۱۳۰	تذکرہ غوثیہ مصنفہ سید گل حسن قادری۔	۳۱۸
۱۳۱	حضرت علی کے حق میں گستاخی۔	۳۱۸
۱۳۲	یحییٰ علیہ السلام کے حق میں گستاخی۔	۳۱۹
۱۳۳	دانیال علیہ السلام کے حق میں گستاخی۔	۳۲۰
۱۳۴	موسیٰ علیہ السلام کے حق میں گستاخی۔	۳۲۱
۱۳۵	شرکیہ واقعہ۔	۳۲۲
۱۳۶	کتاب بست و چہارم ۲۴	۳۲۴
۱۳۷	جناب عمر کا دروازہ زہرا پر آگ لے کر آنا اور ان کا گھر جلانے کی دھمکی دینا۔	۳۲۴
۱۳۸	تاریخ ابوالفداء کی شیعہ نواز عبارتیں۔	۳۲۵
۱۳۹	کتاب بست و پنجم ۲۵	۳۳۳
۱۴۰	خصائص نسائی مصنفہ احمد ابن شعیب النسائی	۳۳۳

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۴۱	۲۶ کتاب بست وششم	۳۴۵
۱۴۲	المستدرک للحاکم مصنفہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری۔	۳۴۵
۱۴۳	۲۷ کتاب بست وھفتم	۳۵۲
۱۴۴	مقتل الحسین للخوارزمی مصنفہ ابوالمؤید محمد بن احمد۔	۳۵۲
۱۴۵	اللہ تعالیٰ نے پوری زمین سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق مہر میں دے دی۔	۳۵۲
۱۴۶	خوارزمی کی چند عبارات جو اس کے شیعہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔	۳۵۶
۱۴۷	اگر تمام لوگ حضرت علی رض کی محبت پر جمع ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔	۳۶۲
۱۴۸	شب معراج اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام سے حضرت علی رض کی لغت پر کلام فرمائی۔ جس سے آپ کو پتہ نہ چلا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کلام فرما ہے یا علی رضی اللہ عنہ سے	۳۷۱
۱۴۹	اللہ تعالیٰ نے جبرئیل، اسرائیل اور درمائیل کو سیدہ فاطمہ رض کے نکاح کا گواہ بنایا۔	۳۷۵
۱۵۰	۲۸ کتاب بست وھشتم	۳۷۸
۱۵۱	المحاضرات مصنفہ حسین ابن محمد الراغب اصفہانی۔	۳۷۸

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۲	محاضرات کی عبارت کے تین جوابات۔	۳۷۹
۱۵۳	اصفہانی کے شیعہ ہونے پر کتب شیعہ سے استدلال۔	۳۸۰
۱۵۴	کتاب بست ونہم ۲۹	۳۹۷
۱۵۵	مصنف عبدالرزاق مصنفہ عبدالرزاق۔	۳۹۷
۱۵۶	واقدی محمد ابن عمر کے حالات۔	۴۰۴
۱۵۷	محمد بن اسحاق بن یسار کے حالات۔	۴۰۸
۱۵۸	شیعہ مجتہد ابو حنیفہ نعمان کے حالات۔	۴۱۴
۱۵۹	ابو حنیفہ سنی اور ابو حنیفہ شیعہ کا تعارف اور فرق	۴۱۶
۱۶۰	کتاب سی ۳۰	۴۲۱
۱۶۱	کفایۃ الطالب مصنفہ محمد بن یوسف بن محمد قرشی گنجی۔	۴۲۱
۱۶۲	محمد بن یوسف، قرشی کے حالات۔	۴۲۱
۱۶۳	سیدہ فاطمہ کے زفاف کے وقت فرشتوں نے تکبیریں کہیں۔	۴۲۲
۱۶۴	جن پر علی رضہ ناراض ہو وہ شیطانی نطفہ ہے۔	۴۲۵
۱۶۵	عرش پر شیعوں کا کلمہ لکھا ہوا ہے۔	۴۲۶
۱۶۶	تمام پیغمبروں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت اور علی المرتضیٰ کی ولایت کا عہد لیا گیا۔	۴۲۷
۱۶۷	جنت میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا محل حضور علیہ السلام کے محل کے مقابل میں ہوگا۔	۴۲۹

marfat.com

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۳۱	علی کی شکل کا ایک فرشتہ جنت میں موجود ہے جس کا حضور علیہ السلام کو بھی علم نہیں۔	۱۶۸
۴۳۳	جو علی المرتضے رض کو سب سے افضل زمانے وہ کافر ہے۔	۱۶۹
۴۳۵	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ان سے بڑھ کر خلافت کا حق کسی اور کو نہ تھا۔	۱۷۰
۴۳۹	حرفِ آخر۔	۱۷۱
۴۴۱	۳۱ کتاب سی و یکم	۱۷۲
۴۴۱	ارجح المطالب مصنفہ عبید اللہ امرتسری۔	۱۷۳
۴۴۶	ابوبکر نے فدک کے معاملہ میں غلطی کی۔	۱۷۴
۴۵۹	مولوی عبید اللہ امرتسری کا اپنی زبان سے اپنے شیعہ ہونے کا اقرار۔	۱۷۵
۴۶۱	۳۲ کتاب سی و سوم	۱۷۶
۴۶۱	الفصول المہمہ مصنفہ علی بن محمد المعروف ابن صباغ۔	۱۷۷
۴۶۵	الفصول المہمہ کے چند ماخذ۔	۱۷۸
۴۷۰	کتب شیعہ سے صاحب الفصول المہمہ علی بن محمد کا تعارف۔	۱۷۹
۴۷۳	۳۳ کتاب سی و سوم	۱۸۰
۴۷۳	مطالب السئول مصنفہ کمال الدین محمد بن طلحہ۔	۱۸۱

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۸۲	شیعہ علماء نے اس کی مذکورہ کتاب کو اپنے ہاں معتبر گردانا ہے۔	۴۷۳
۱۸۳	مذکورہ حوالہ جات سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔	۴۸۳
۱۸۴	سیدہ عائشہ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی گستاخی۔	۴۸۴
۱۸۵	کتاب سی و چہارم ۳۴	۴۸۹
۱۸۶	جامع المعجزات مصنفہ محمد الواعظ الرھاوی۔	۴۸۹
۱۸۷	جامع المعجزات، معجزہ، مضر بن دارم کے حالات اور عجیب وغریب سوالات۔	۴۸۹
۱۸۸	کتاب سی و پنجم ۳۵، سی و ششم ۳۶	۴۹۲
۱۸۹	ذخائر عقبیٰ و ریاض النضرہ مصنفہ محب الدین طبری۔	۴۹۲
۱۹۰	موضوع احادیث کی امثال۔	۴۹۳
۱۹۱	کتاب سی و ہفتم ۳۷	۴۹۸
۱۹۲	نور الابصار مصنفہ شیخ مومن بن حسن شبلنجی۔	۴۹۸
۱۹۳	چیلنج۔	۵۰۸
۱۹۴	کتاب سی و ہشتم ۳۸	۵۰۹
۱۹۵	شواہد النبوۃ مصنفہ عبدالرحمٰن جامی۔	۵۰۹
۱۹۶	شواہد النبوۃ کی چند عبارات۔	۵۱۴
۱۹۷	امیر معاویہ رض کا امام حسن رض کی زوجہ کے ذریعہ ان کو زہر پلوانا۔	۵۴۹

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۹۸	جب تک کلیجہ چبانے والی کا بیٹا میرے سر سے نہیں کھیلے گا اس وقت تک مَیں دنیا سے رخصت نہ ہوں گا۔ (قول علی المرتضیٰ)	۵۵۱
۱۹۹	عقائد جامی کے بارہ میں دیوانِ جامی کی چند عبارات۔	۵۶۰
۲۰۰	مصنف کی طرف سے علامہ جامی کے بارہ میں ایک تاویل۔	۵۶۴
۲۰۱	کتاب سی و نہم ۳۹	۵۶۵
۲۰۲	وحید الزمان غیر مقلد کی کتب۔	۵۶۵
۲۰۳	کفایہ فی علم الدرایہ کے مذکورہ حوالہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے	۵۷۴
۲۰۴	باب دوم: موجودہ دور میں واقعہ کربلا پر لکھی گئی کتب کا جائزہ	۵۷۷
	واقعہ کربلا کے متعلق دَورِ حاضر کے چند سنی واعظین کی غیر معتبر کتب	۵۸۲
	کتاب چہل ۴۰	۵۸۳
	خاک کربلا مصنفہ صاحبزادہ افتخار الحسن صاحب	۵۸۳
۲۰۷	صغریٰ مدینے میں۔	۵۸۷
۲۰۸	بیٹی صغریٰ کا خط۔	۵۹۰
۲۰۹	کتاب چہل و یکم ۴۱	۵۹۸
۲۱۰	فاطمہ کا لال مصنفہ مفتی صبیب سیالکوٹی۔	۵۹۸
۲۱۱	بیمار صغریٰ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رخصت۔	۵۹۹
۲۱۲	صغریٰ بنت حسین رضی اللہ عنہ تاریخ کی نظر میں۔	۶۰۳
۲۱۳	امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کا ذکر۔	۶۰۵

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۱۴	حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ رض کربلا میں موجود تھیں۔ (از کتب سنی و شیعہ)	۶۰۷
۲۱۵	کتاب چہل و دوم ۴۲	۶۲۱
۲۱۶	شہادت نواسہ سید الابرار مصنفہ مولوی عبدالسلام۔	۶۲۱
۲۱۷	کتاب چہل و سوم ۴۳	۶۲۶
۲۱۸	باراں تقریریں مصنفہ نوری قصوری۔	۶۲۶
۲۱۹	صغرے کا خط۔	۶۲۶
۲۲۰	خط کا جواب۔	۶۲۷
۲۲۱	قاصد مدینہ۔	۶۲۸
۲۲۲	ایک اور جھوٹی داستان۔ سیدہ سکینہ کا امام حسین رض کے گھوڑے کے پاؤں سے چمٹنا۔	۶۳۲
۲۲۳	کتاب چہل و چہارم ۴۴	۶۳۳
۲۲۴	شہید ابن شہید مصنفہ نعت خواں فیصل آبادی۔	۶۳۳
۲۲۵	حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے کربلا تک اونٹنی پر سفر کیا۔	۶۴۰
۲۲۶	حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفر کا آغاز اونٹنی پر فرمایا۔	۶۴۴

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۲۷	مدینہ منورہ سے کربلا تک آپ کی سواری اونٹنی ہی رہی۔	۶۴۷
۲۲۸	میدانِ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اونٹنی پر اور دورانِ سفر بھی اونٹنی پر سوار ہونا ثابت اور محقق ہے۔	۶۴۸
۲۲۹	میدانِ کربلا میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے رفقاء کے پاس بوقت جنگ اونٹ ہونے پر چند مزید شواہد۔	۶۵۶
۲۳۰	لفظ رجال کی تحقیق۔	۶۶۱
۲۳۱	اعتراض۔	۶۶۵
۲۳۲	حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کربلا میں تبتیس ۳۲ گھوڑے تھے۔	۶۶۵
۲۳۳	جواب اول:	۶۶۶
۲۳۴	جواب دوم:	۶۶۸
۲۳۵	جواب سوم:	۶۶۹
۲۳۶	میدان کربلا میں ذوالجناح موجود نہ تھا۔	۶۷۰
۲۳۷	امام حسین رض کے میدانِ کربلا میں گھوڑے ہونے پر مولوی عبدالسلام کا بے اصل دعوی۔	۶۷۴
۲۳۸	مذکورہ عبارت کی تردید۔	۶۷۵
۲۳۹	کتاب چہل وپنجم ۴۵	۶۸۰
۲۴۰	شامِ کربلا مصنفہ مولوی محمد شفیع اوکاڑوی۔	۶۸۰
۲۴۱	امام مسلم رضی اللہ عنہ کے بچوں کا واقعہ۔	۶۸۰

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۴۲	**۴۶ کتاب چہل وششم**	۶۹
۲۴۳	خطباتِ محرم مصنفہ مفتی جلال الدین امجدی۔	۶۹۰
۲۴۴	شہادت فرزندان حضرت مسلم۔	۶۹۱
۲۴۵	امام مسلم کا مدینہ سے اپنے بچوں کو ساتھ لے جانا۔	۶۹۸
۲۴۶	امام مسلم کی آخری لمحات میں وصیت کے کچھ الفاظ۔	۷۰۲
۲۴۷	امام مسلم کے بچوں کے واقعہ پر مرزا تقی صاحب۔ ناسخ التواریخ کا تبصرہ	۷۱۱
۲۴۸	**۴۷ کتاب چہل وہفتم**	۷۱۸
۲۴۹	شاہنامہ کربلا مصنفہ اقبال دائم۔	۷۱۸
۲۵۰	**۴۸ کتاب چہل وہشتم**	۷۲۰
۲۵۱	اوراقِ غم مصنفہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری۔	۷۲۰
۲۵۲	قاسم ابن حسن کی کربلا میں شادی کا افسانہ۔	۷۲۱
۲۵۳	اوراقِ غم کی عبارت کا جائزہ۔	۷۲۳

marfat.com

باب اوّل

اہل سنت اور اہل تشیع کی کتب میں امتیاز

اور

اہل سنت کی طرف بطور تقیہ غلط منسوب کردہ کتب کا بیان

marfat.com

بابُ اوّل

اہل سنت اور اہل تشیع کی کتب میں امتیاز اور اہل سنت کی طرف بطور تقیہ غلط منسوب کردہ کتب کا بیان

شیعہ مذہب میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذات پر الزام تراشی اور پھر ان اپنے خود ساختہ عقائد کے ثبوت پر بہت سی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور آتی رہیں گی۔ ان دونوں مقاصد کو جب حوار جات کے ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو پھر بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ حوالہ والی کتاب ہوتی تو ان کی ہے لیکن کمال دھوکہ دہی سے اس کو سنیوں کی معتبر کتاب کے عنوان سے لکھا جاتا ہے۔ حالانکہ ان کے مصنفین کو اہل سنت سے دور کا تعلق بھی نہیں ہوتا۔ اور اگر بعض کتب اہل سنت کے کسی مصنف کی تصنیف تو ہوتی ہیں لیکن وہ مصنف اور اس کی کتاب اہل سنت کے ہاں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ ان حالات کے پیش نظر ہم نے یہ ضروری سمجھا۔ کہ ایک مضبوط کتاب لکھی جائے کہ جس سے شیعہ، سنی کتب باہم ممتاز ہو جائیں اور عوام اہل سنت دھوکا اور فریب کا شکار ہونے سے بچ جائیں۔ کیونکہ اس دور کے ایک شیعہ مولوی غلام حسین نجفی نے اپنی کثیر کتب شیعہ کو یہ عنوان دیتے ہوئے کہ اہل سنت کی فلاں فلاں معتبر کتاب میں یہ لکھا ہے۔ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے اس لیے اب میں ان کتب کی حقیقت آپ کے سامنے رکھتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

کتاب اوّل

شرح نہج البلاغہ مصنفہ ابن ابی الحدید

"سہم مسموم" نامی کتاب میں غلام حسین نجفی نے ایک حوالہ پیش کرنے سے قبل لکھا۔

شرح ابن ابی الحدید: اہل سنت کی معتبر کتاب میں لکھا ہے۔

رَوَی الزُّهْرِیُّ اَنَّ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَیْرِ حَدَّثَہٗ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ عَائِشَةُ قَالَتْ کُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِذْ اَقْبَلَ الْعَبَّاسُ وَعَلِیٌّ فَقَالَ یَا عَائِشَةُ اِنَّ هٰذَیْنِ یَمُوْتَانِ عَلٰی غَیْرِ دِیْنِیْ۔ (سہم مسموم ص ۱۰۲ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: عروہ نے عائشہ سے روایت کی ہے۔ کہ میں ایک دن نبی کے پاس تھی اور جناب عباس اور جناب علی آئے۔ نبی کریم نے فرمایا۔ اے عائشہ یہ دونوں میرے دین پر نہ مریں گے۔

حوالہ اور اس کی عبارت آپ نے ملاحظہ کی۔ پھر "اہل سنت کی معتبر کتاب" سے جب یہ حوالہ پیش کیا گیا ہے۔ تو ہر قاری یہی سمجھے گا۔ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جناب علی اور عباس سے انتہائی بغض و عداوت تھی۔ اور اسی عداوت کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے ان دونوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

کے دین پر مرنے کی بجائے کسی اور دین پر مرنا ثابت کیا ہے۔ لہٰذا شیعہ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ سنی جس شخصیت کو "امام المومنین" اور امت کی نیک ترین عورت کہتے ہیں۔ اس کا باب العلم اور علمبردار حسین کے بارے میں یہ خیال ہے۔ اب اس ڈھول کا پول ہم کھولتے ہیں۔ اور شیعہ علماء کی زبانی اس کتاب کے بارے میں بتلاتے ہیں۔ کہ یہ کس طرح "اہل سنت کی معتبر کتاب ہے"؟ ملاحظہ ہو۔

ابن ابی الحدید تشیع پسند ہے: شیخ عباس قمی

الکنی و الالقاب:

(ابن ابی الحدید) عز الدین عبد الحمید بن محمد بن محمد بن الحسین بن ابی الحدید المدائنی الفاضل الادیب المورخ الحکیم الشاعر شارح نہج البلاغۃ المکرمۃ وصاحب القصائد السبع المشہورۃ

کان مذہبہ الاعتزال کما شہد لنفسہ فی احدی قصائدہ فی مدح امیر المومنین "ع" بقولہ

ورایت دین الاعتزال وانّنی
اھوی لاجلک کل من یتشیع

(الکنی و الالقاب جلد اول ص ۱۹۳ مطبوعہ تھران۔ طبع جدید)

ترجمہ: عز الدین عبد الحمید بن محمد بن الحسین بن ابی الحدید المدائنی الفاضل الادیب

marfat.com

المؤرخ الحکیم الشاعر نہج البلاغہ کا شارح ہے۔ اور سات مشہور قصیدوں کا قائل ہے۔ مذہب کے اعتبار سے معتزلہ تھا۔ جیسا کہ اپنے بارے میں خود اسے معتزلہ ہونے کا اقرار ہے۔ اور یہ اقرار اس نے ایک قصیدہ میں کہا۔ جو اس نے حضرت علی المرتضٰے کی شان میں کہا۔ "اور میں اپنے آپ کو معتزلہ سمجھتا ہوں۔ اور میں آپ کی وجہ سے ہر شیعہ کہلانے والے کو دل سے چاہتا ہوں"

نوٹ:

ابن ابی الحدید کا باوجود معتزلی ہونے کے "تشیع" کو پسند کرنا اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ یہ شخص جن لوگوں میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ وہ معتزلی ہوتے ہوئے تشیع کو اپنائے ہوئے تھے۔ بلکہ تشیع ان کے لیے ضروری تھا۔ اور اس کا ثبوت ابن ابی الحدید کے مقدمہ میں یوں مذکور ہے۔

ابن ابی الحدید معتزلی شیعہ تھا مقدمہ کتاب

مقدمہ شرح ابن ابی الحدید:

وُلِدَ فِی الْمَدَائِنِ فِیْ غُرَّةِ ذِی الْحَجَّةِ سَنَةَ سِتٍّ وَّ ثَمَانِیْنَ وَ خَمْسِمِائَةٍ وَ نَشَأَ بِهَا وَتَلَقّٰی عَنْ شُیُوْخِهَا وَ دَرَسَ الْمَذْهَبَ الْکَلَامِیَّةَ ثُمَّ مَالَ اِلٰی مَذْهَبِ الْاِعْتِزَالِ مِنْهَا وَ کَانَ الْغَالِبُ عَلٰی اَهْلِ الْمَدَائِنِ التَّشَیُّعَ وَ التَّطَرُّفَ وَ الْمُغَالَاةَ فَسَارَ فِیْ دَرْبِهِمْ وَ تَقَبَّلَ مَذْهَبَهُمْ

marfat.com

وَنَظَمَ الْقَصَائِدَ الْمَعْرُوفَةَ بِالْعَلَوِيَّاتِ عَلَى طَرِيقَتِهِمْ وَ فِيهَا غَالَى وَ تَشَيَّعَ وَ ذَهَبَ بِهِ الْإِسْرَافُ فِي كَثِيرٍ مِنْ أَبْيَاتِهَا كُلَّ مَذْهَبٍ يَقُولُ فِي إِحْدَاهَا۔

وَرَأَيْتُ دِيْنَ الْاِعْتِزَالِ وَ اِنَّنِي
اَهْوٰى لِاَجْلِكَ كُلَّ مَنْ يَتَشَيَّعُ

(شرح ابن ابی الحدید تحقیق محمد ابو الفضل ابراهیم الجزء الاول ص ۱۴ مقدمه۔ نوٹ ۲۰ جلدوں میں جو شرح ابن حدید چھپی ہے۔ اس کے مقدمہ میں مذکورہ عبارت موجود ہے)

ترجمہ: ابن ابی الحدید مدائن میں پیدا ہوا اس کا سن پیدائش ۵۸۶ھ ہے۔ اور مدائن میں پرورش پائی۔ اور اسی کے شیوخ سے استفادہ کیا اور مذہب کلامیہ پڑھا۔ پھر اعتزال کی طرف پلٹ گیا۔ ان دنوں اہل مدائن میں شیعیت غالب تھی۔ اور اس بارے میں غلو اور ادھر ادھر کی بہت سی باتیں ان میں موجود تھیں۔ اس نے بھی ان کی روش اختیار کی۔

۔ اور ان کے مذہب کو اپنا لیا۔ اس نے "علویات" نامی مشہور قصیدے بھی لکھے۔ جن میں اہل مدائن کے معتقدات بھی بیان کیے۔ ان میں اس نے غلو بھی کیا۔ اور تشیع کا اظہار بھی۔ ان قصائد میں بہت سے اشعار میں مذہب اعتزال کا اعتراف میں اظہار کیا۔ اسی کا ان قصائد میں ایک شعر یہ بھی ہے۔

"میں نے مذہب اعتزال اختیار کیا۔ اور تیری وجہ سے ہر اس شخص سے

marfat.com

محبت کرتا ہوں۔ جو تشیع رکھتا ہے۔"

لمحہ فکریہ:

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا۔ کہ ابن ابی الحدید از خود اقراری ہے۔ کہ وہ معتزلی شیعہ تھا۔ کیونکہ جس علاقہ میں اس کی نشوونما ہوئی۔ ان لوگوں میں یہ مرض بکثرت تھا۔ اس نے نہج البلاغہ کی شرح لکھی۔ جسے "شرح ابن ابی الحدید" کہا جاتا ہے۔ یہ شرح اس دور کے ایک وزیر ابن علقمی نامی کے کہنے پر لکھی گئی۔ جو شیعہ تھا۔ سات مشہور قصیدے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھے۔ وہ بھی اسی وزیر کی فرمائش تھی۔

قارئین کرام! نہج البلاغہ کی شرح لکھنے کا حکم بھی شیعہ وزیر دے۔ اور لکھنے والا خود اپنا شیعہ ہونا تسلیم کرے۔ تو پھر یہ کیونکر ممکن کہ اس شرح کو وہ مسلک اہل سنت کے مطابق اور ان کے معتقدات کے موافق تحریر کرے۔ اس لیے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ جس سے حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کا دین مصطفوی کے غیر پر مرنا مذکور ہوا۔ وہ قطعاً اہل سنت کا موقف نہیں۔ بلکہ مسلک اہل تشیع کا نمونہ ہے جسے محض بدنام کرنے کے لیے سیدہ عائشہ کی طرف منسوب کر کے اپنا الو سیدھا کیا گیا ہے۔ وزیر موصوف کہ جس کے حکم پر یہ سب کچھ ابن ابی الحدید نے کیا۔ ذرا اس کے بارے میں کتب شیعہ سے حوالہ ملاحظہ کریں۔ کہ وہ کس مسلک کا آدمی تھا۔؟

ابن ابی الحدید نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ ایک شیعہ وزیر کے حکم پر لکھی شیعہ علماء کا بیان

الذریعۃ:

شرح النہج للشیخ عز الدین ابی حامد عبد الحمید بن ہبۃ اللہ ابن ابی الحدید المعتزلی المولود

marfat.com

فِی الْمَدَائِنِ سَنَۃَ ۵۸۶ وَالْمُتَوَفّٰی بِبَغْدَادَ
سَنَۃَ ۶۵۵ ھ وَ فِی عِشْرِیْنَ جُزْءً طبع بطھران
جَمِیْعُھَا فِیْ مُجَلَّدَیْنِ فِیْ سَنَۃِ ۱۲۷۰ وَطُبِعَ
بَعْدَ ذَالِکَ فِیْ مِصْرَ وَغَیْرِھَا مُکَرَّرًا وَقَدْ
اَلَّفَہٗ لِلْوَزِیْرِ مُؤَیَّدِ الدِّیْنِ ابی طالب محمد الشھیر
بابن العلقمی وَکَتَبَ لَہٗ اِجَازَۃَ رِوَایَتِہٖ
وَقَدْ رَاَیْتُ صُوْرَۃَ الْاِجَازَۃِ فِیْ اٰخِرِ
بَعْضِ اَجْزَائِہٖ فِیْ مَکْتَبَۃِ الْفَاضِلِیَّۃِ قَبْلَ
ھَدْمِھَا وَلَعَلَّھَا نُقِلَتْ اِلَی الرَّضَوِیَّۃِ کَمَا
اَنَّہٗ نَظَمَ الْقَصَائِدَ (السبع العلویات) المطبوعہ
بایران فِیْ ۱۳۱۷ اَیْضًا للوزیر ابن العلقمی وقد
رَاَیْتُ نُسْخَتَھَا الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھَا خَطُّ ابن العلقمی
فِیْ مَکْتَبَۃِ العلامہ الشیخ محمد السماوی
(الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد نمبر ۱۴
ص ۱۵۸ تا ۱۵۹ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: نہج البلاغہ کی شرح (شرح ابن ابی الحدید) جسے شیخ عز الدین ابو حامد عبد الحمید بن ہبتہ اللہ ابن ابی الحدید معتزلی نے لکھا۔ یہ شارح مدائن میں ۵۸۶ میں پیدا ہوا۔ اور ۶۵۵ کو بغداد میں فوت ہوا۔ اس کی بیس جلدیں ہیں ۱۲۷۰ھ میں تہران میں یہ شرح دو جلدوں میں چھپی۔ پھر مصر اور دوسرے شہروں میں کئی مرتبہ چھپی۔ یہ شرح ابن ابی الحدید نے اپنے دور کے ایک وزیر مؤید الدین ابی طالب محمد کے حکم پر لکھی۔

marfat.com

جو "ابن العلقمی" کے لقب سے مشہور تھا۔ مصنف نے وزیر موصوف کو اس کتاب کی روایت کی بھی اجازت دی۔ میں نے اس اجازت نامہ کی تحریر خود مکتبہ فاضلیہ میں دیکھی۔ یہ اس وقت کی بات ہے۔ کہ مکتبہ فاضلیہ ابھی قائم تھا۔ ہو سکتا ہے۔ کہ اس مکتبہ کی بربادی سے کچھ عرصہ پہلے یہ منتقل ہو کر مکتبہ رضویہ میں چلی گئی ہو۔ اسی طرح ابن ابی الحدید نے وزیر ابن العلقمی کی فرمائش پر سات مشہور قصیدے بھی لکھے۔ جو ۱۳۱۷ھ میں ایران میں طبع ہوئے۔ میں نے وہ نسخہ بھی دیکھا۔ کہ جس پر ابن العلقمی کی تحریر تھی۔ یہ نسخہ علامہ شیخ محمد سماوی کے مکتبہ میں تھا۔

الکنی و الالقاب:

ابن العلقمی هو الوزیر ابو طالب موید الدین محمد بن محمد (احمد خ ل) بن علی العلقمی البغدادی الشیعی کان وزیر المعتصم آخر خُلَفَاءِ بَنِیْ عَبَّاسٍ وَکَانَ کَاتِباً خَبِیْرًا بِتَدْبِیْرِ الْمُلْکِ نَاصِحًا لِاَصْحَابِه وَکَانَ اِمَامِی الْمَذْهَبِ صَحِیْحَ الْاِعْتِقَادِ رَفِیْعَ الْهِمَّةِ مُحِبًّا لِلْعُلَمَاءِ وَالزُّهَادِ کَثِیْرَ الْمَبَارِ وَلِاَجْلِه صَنَّفَ ابن ابی الحدید شرح النَّهج فِی عِشْرِیْنَ مُجَلَّدًا والسبع العلویات تُوُفِّیَ فی ۲ جمادی الآخرة سنة ۶۵۶ (خون) وَقَدْ یُطْلَقُ عَلٰی اَبِیْهِ شرف الدین ابی القاسم علی بن محمد۔

(کتاب الکنی والالقاب تصنیف شیخ عباس قمی جلد اول ص ۳۶۲ مطبوعہ تہران طبع جدید۔)

marfat.com

ترجمہ: "ابن العلقمی" یعنی ابوطالب مویدالدین محمد بن محمد بن علی العلقمی البغدادی الشیعی معتصم کا وزیر تھا۔ جو کہ بنی عباس کے خلفاء میں سے سب سے آخری خلیفہ تھا۔ یہ وزیر کاتب تھا۔ ملکی معاملات کو بخوبی سمجھتا تھا۔ اپنے دوستوں کا خیرخواہ تھا۔ مذہب میں کٹر امامی شیعہ تھا۔ ہمت کا بلند اور علماء و زہاد سے محبت رکھنے والا تھا۔ اسی کے لیے ابن ابی الحدید نے نہج البلاغہ کی شرح لکھی۔ اور سات مشہور قصیدے بھی اسی کے حکم پر لکھے ابن علقمی ۲ جمادی آخرہ ۶۵۶ھ کو فوت ہوا۔ اس کا ایک بیٹا تھا جسے شرف الدین ابوالقاسم علی بن محمد کہتے ہیں۔

لمحہ فکریہ:

اوپر جن دو کتب کے حوالہ جات نقل کیے گیے۔ یہ اہل تشیع کی معتبر اور مستند کتابوں میں سے ہیں۔ اور ان دونوں کتابوں کی تصنیف و تالیف کا مقصد بھی یہی تھا۔ کہ کتب اہل تشیع کی نشاندہی کی جائے۔ لہٰذا کتاب الکنی والالقاب اور الذریعہ سے اس وزیر کا شیعی ہونا ثابت ہوگیا۔ جس نے ابن ابی الحدید سے نہج البلاغہ کی شرح لکھوائی۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں قصیدے کہلوائے بعض کتب میں تو اس امر کی تصریح بھی موجود ہے۔ کہ وزیر موصوف نے ابن ابی الحدید کو مذکور شرح لکھنے پر ایک لاکھ دینار بھی دیئے تھے۔ علاوہ ازیں اور بھی تحائف دیئے گئے اس کی تفصیل علامہ نوربخش توکلی مرحوم نے تحفہ شیعہ جلد اول ص ۳۱۳ پر لکھی ہے۔

اس قدر خطیر رقم دینا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ ابن ابی الحدید نے اس شرح میں وہی کچھ لکھا جو وزیر ابن العلقمی کو پسند و مقبول تھا۔ اور ایک کٹر امامی شیعہ یہ کیسے پسند کر سکتا ہے۔ کہ اس کی فرمائش پر لکھی جانے والی کتاب میں شیعوں کی بجائے سنیوں کے عقائد اور خیالات درج ہوں۔ اور ان سات قصائد میں سے ایک کے شعر میں خود

marfat.com

ابن ابی الحدید نے اس امر کی وضاحت بھی کر دی ہے۔ کہ وہ شیعہ ہے۔ اور ہماری کتب اہلسنت میں ابن الحدید کو شیعی بالتصریح لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

کشف الظنون:

نہج البلاغۃ........فَقَدْ شَرَحَہٗ عِزّ الدِّیْن عبد الحمید بن ھبۃ اللہ المدائنی الکاتِبُ الشَّاعر الشیعی فِیْ عِشْرِیْنَ مجلدا وَ تُوُفِّیَ ۶۵۵ھ۔

(کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون جلد ۲ ص ۱۹۹۱ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: نہج البلاغہ کی ایک شرح عزالدین عبد الحمید بن ہبۃ اللہ مدائنی شیعی نے لکھی۔ جو بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا انتقال ۶۵۵ھ میں ہوا۔

ابن ابی الحدید کے شیعی عقائد خود اس کی زبانی

گزشتہ حوالہ جات تو اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ کہ ابن ابی الحدید معتزلی شیعی تھا۔ اور ایک شعر میں خود اس نے اس کا اقرار بھی کیا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ خیال آئے۔ کہ شعر میں ابن ابی الحدید نے شائد اپنے محسن وزیر ابن علقمی کو خوش کرنے اور اس سے کچھ وصول کرنے کے لیے اس کے معتقدات کے مطابق لکھ دیا ہو۔ ورنہ وہ خود ہو سکتا ہے۔ کہ اہل تشیع سے نہ ہو۔ تو ہم اس خیال

marfat.com

کی تردید میں خود اس کا شرح سے چند اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔ جس سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ کتاب الکنی والالقاب، الذریعہ اور کشف الظنون وغیرہ نے اس کے مذہب کی جو نشاندہی کی ہے۔ وہ درست ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

حوالہ نمبر(۱)، ناسخ التواریخ: ابن ابی الحدید کے دو عدد اشعار

وَاِنَّ اَنْسَ لَا اَنْسَ الَّذِیْنَ تَقَدَّمَا
وَفَرَّ هُمَا وَالْفَرُّ قَدْ عَلِمَا حُوْبٌ
وَلِلرَّاْیَۃِ الْعُظْمٰی وَقَدْ ذَهَبَا بِهَا
مَلَابِسُ ذُلٍّ فَوْقَهَا وَجَلَابِیْبُ

میگوید۔ یا اینکہ دانستند ابوبکر و عمر فرار از جنگ گناہ عظیم است مرتکب ایں گناہ شدند و رائت پیغمبر را لباس ذلت بپوشیدند۔

(ناسخ التواریخ حالات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جلد دوم ص ۲۷۵ وقائع سال ہفتم ہجرت مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

بے شک ان دونوں (ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کی محبت کوئی محبت نہیں۔ وہ لڑنے کے لیے آگے نکلے۔ اور پھر بھاگ کھڑے ہوئے۔ حالانکہ وہ دونوں بخوبی جانتے تھے۔ کہ بھاگنا گناہ عظیم ہے۔ ان دونوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم جھنڈے کو ذلت اور رسوائی کا لباس اور کپڑے پہنا دیئے۔

توضیح:

سیدنا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے ایسے خیالات سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ کس مسلک و مشرب کے ماننے والے کے ہو سکتے ہیں۔

marfat.com

گنا و عظیم کے مرتکب اور حضور کے جھنڈے کو رسوا کرنے والے کہنا کن عقائد کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ابن ابی الحدید بھی دیگر شیعوں کی طرح شیخین کو گستاخ ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

حوالہ نمبر (۲): ابن حدید:

فَاَمَّا عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهٗ عِنْدَنَا بِمَنْزِلَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وسلم فِیْ تَصْوِیْبِ قَوْلِهٖ وَالْاِحْتِجَاجِ بِفِعْلِهٖ وَ وُجُوْبِ طَاعَتِهٖ وَمَتٰی صَحَّ عَنْهُ اَنَّهٗ قَدْ بَرِیَٔ مِنْ اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ بَرِئْنَا مِنْهُ کَائِنًا مَنْ کَانَ وَلٰکِنَّ الشَّاْنَ فِیْ تَصْحِیْحِ مَا یُرْوٰی عَنْهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَدْ اَکْثَرَ الْکَذِبَ عَلَیْهِ وَوَلَدَتِ الْعَصَبِیَّةُ اَحَادِیْثُ لَا اَصْلَ لَهَا فَاَمَّا بَرَاَتُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ الْمُغِیْرَةِ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَمُعَاوِیَةَ فَهُوَ عِنْدَنَا مَعْلُوْمٌ جَارٍ مَجْرَی الْاَخْبَارِ الْمُتَوَاتِرَةِ فَلِذٰلِکَ لَا یَتَوَلَّاهُمْ اَصْحَابُنَا وَلَا یُثْنُوْنَ عَلَیْهِمْ وَهُمْ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَةِ فِیْ مَقَامٍ غَیْرِ مَحْمُوْدٍ۔

(شرح نہج البلاغۃ ابن حدید جلد چہارم ص۴۶۲ فی رأی الشارح رد اعلی ما کتبہ الزیدی الخ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: بہرحال حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ ہم معتزلی شیعوں کے نزدیک اپنے قول کے صائب ہونے اور ان کے فعل سے احتجاج کرنے

کے معاملہ میں اور اطاعت کے وجوب کے معاملہ میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کے مالک ہیں۔ اور جب حضرت علی کی طرف سے یہ بات پایہ ثبوت وصحت کو پہنچ جائے۔ کہ آپ فلاں شخص سے ناراض ہیں، تو ہم بھی اس سے ناراض رہیں گے۔ چاہے وہ کوئی ہو۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے۔ کہ آپ سے بہت سی روایات ایسی ذکر کی گئی ہیں۔ جن میں اکثر کذب بیانی اور تعصب سے کام لیا گیا ہے۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جناب مغیرہ، عمرو بن العاص اور معاویہ (رضی اللہ عنہم) سے بیزار ہونا۔ تو یہ معاملہ ہمارے نزدیک خبر متواتر کے قائم مقام ہے یہی وجہ ہے۔ کہ ہمارے اصحاب نہ تو ان سے محبت رکھتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ اور معتزلہ کے نزدیک یہ لوگ مقام غیر محمود میں ہیں۔

توضیح:

اس عبارت میں ابن ابی الحدید نے اہل تشیع کے دو خیالات کی تائید کی ہے۔ اور انہیں اپنا عقیدہ بتلایا ہے۔ اوّل یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قول، فعل اور وجوب اطاعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ رکھتے ہیں دوسرا یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جس سے ناراض ہوں۔ ہم بھی اس سے بیزار ہیں۔ چاہے وہ کوئی ہو۔ اس سے یہ بیان کرنا مقصود ہے۔ کہ خلفائے ثلاثہ اور دیگر صحابہ کرام پر ابن ابی الحدید کے عقیدہ کے مطابق یہ سب حضرات وہ ہیں جن سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ناراض تھے۔ اس مقام پر ابن ابی الحدید نے صرف تین حضرات کا نام لیا۔ یہ اس کا تقیہ کہہ لیجئے۔ ورنہ "کائنا من کان" کے الفاظ کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ اس کا ثبوت اگلے حوالہ جات سے ہم پیش کریں گے جس

marfat.com

میں اس نے صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کو بھی اس زمرے میں شامل کیا ہے۔ اہل تشیع کا یہ طریقہ ہے۔ کہ اپنا تبرائی عقیدہ اشارۃً کنایۃً بیان کرتے رہتے ہیں۔ فروعؒ کافی میں ایک مقام پر یہ انداز اپنایا گیا۔ کہ امام جعفر اول، دوم اور سوم پر تبرہ کیا کرتے تھے۔ بہرحال ان دونوں حوالہ جات سے ابن ابی حدید کے شیعہ ہونے کا ثبوت کافی و وافی موجود ہے۔

حوالہ نمبر(۳): ابن حدید:

ثُمَّ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهِ اَنَّ الْحَدِيْثَ فِيْ عُثْمَانَ قَدْ كَثُرَ وَ فَشَا فِيْ كُلِّ مِصْرٍ وَفِيْ كُلِّ وَجْهٍ وَ نَاحِيَةٍ فَاِذَا جَاءَكُمْ كِتَابِيْ هٰذَا فَادْعُوا النَّاسَ اِلَى الرِّوَايَةِ فِيْ فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ وَالْخُلَفَاءِ الْاَوَّلِيْنَ وَلَا تَتْرُكُوْا خَبَرًا يَرْوِيْهِ اَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ اَبِيْ تُرَابٍ اِلَّا وَ اْتُوْنِيْ بِمُنَاقِضٍ لَهٗ فِي الصَّحَابَةِ مُفْتَعِلَةً فَاِنَّ هٰذَا اَحَبُّ اِلَيَّ وَ اَقَرُّ لِعَيْنِيْ وَ اَدْحَضُ لِحُجَّةِ اَبِيْ تُرَابٍ وَ شِيْعَتِهٖ وَ اَشَدُّ اِلَيْهِمْ مِنْ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ وَ فَضْلِهٖ ، قُرِئَتْ كُتُبُهٗ عَلَى النَّاسِ فَرُوِيَتْ اَخْبَارٌ كَثِيْرَةٌ فِيْ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ مُفْتَعِلَةٌ لَا حَقِيْقَةَ لَهَا وَ جَدَّ النَّاسُ فِيْ رِوَايَةِ مَا يَجْرِيْ هٰذَا الْمَجْرٰى حَتّٰى اَشَادُوْا بِذِكْرِ ذَالِكَ عَلَى الْمَنَابِرِ وَاُلْقِيَ اِلٰى مُعَلِّمِي الْكَتَاتِيْبِ فَعَلَّمُوْا صِبْيَانَهُمْ وَ غِلْمَانَهُمْ مِنْ ذَالِكَ الْكَثِيْرَ الْوَاسِعَ حَتّٰى رَوَوْهُ وَتَعَلَّمُوْهُ كَمَا يَتَعَلَّمُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَحَتّٰى عَلَّمُوْهُ بَنَاتِهِمْ وَنِسَائَهُمْ وَخَدَمَهُمْ

marfat.com

وَحَشَمِهِمْ فَلْيَبُثُّوْا بِذَالِكَ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ نُسْخَةً وَاحِدَةً إِلَى جَمِيْعِ الْبُلْدَانِ اُنْظُرُوْا إِلَى مَنْ اَقَامَتْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةُ اَنَّهُ يُحِبُّ عَلِيًّا وَاَهْلَ بَيْتِهِ فَامْحُوْهُ مِنَ الدِّيْوَانِ وَاَسْقِطُوْا اَعْطَاءَهُ وَرِزْقَهُ۔

(شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید جلد سوم ص ۱۶ فیما فعلتہ بنو امیۃ من الامور التی وجبت وضع کثیر من الاحادیث مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کارپردازوں کو خط لکھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فضائل اور مناقب کا عام چرچا ہو گیا ہے۔ اور ہر شہر و گاؤں میں ان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے لہٰذا جب میرا یہ خط تمہیں ملے۔ تو لوگوں کو اس بات کی دعوت دو کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما دونوں پہلے خلفاء اور دیگر صحابہ کرام کے فضائل بھی عام کیے جائیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابوتراب کے بارے میں فضائل کی جو حدیث لوگ بیان کریں۔ تم اس کے مقابلہ میں جھوٹی احادیث دوسرے صحابہ کرام کے بارے میں میرے پاس پہنچاؤ۔ کیونکہ ایسا کرنے سے مجھے آنکھوں میں ٹھنڈک محسوس ہوگی۔ اور میں اس کو بہت پسند بھی کرتا ہوں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے شیعوں کی حجت کا توڑ بھی یہی ہے۔ اور یہ بات ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل سے بھی زیادہ چبھتی ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ حکم ان کے کارندوں نے لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔ لہٰذا

marfat.com

اس پر عمل پیرا ہو کر لوگوں نے فضائل صحابہ میں بہت سی ایسی احادیث بیان کرنا شروع کر دیں۔ جو من گھڑت تھیں۔ اور ان کی حقیقت کچھ بھی نہ تھی۔ لوگ اسی وطیرہ پر چلتے رہے۔ حتیٰ کہ مساجد کے منبروں پر ان احادیث کا تذکرہ ہونے لگا۔ اور دینی استادوں نے ان کی تدریس بھی شروع کر دی۔ بچے اور غلاموں کو بھی یہ احادیث پڑھائی گئیں۔ اس حد تک ان کا پڑھنا پڑھانا جاری ہو گیا۔ جیسا کہ لوگ قرآن کریم پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ بچیوں، عورتوں اور خادموں تک ان احادیث کو پڑھایا گیا۔ یہی طریقہ بہت عرصہ تک چلتا رہا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر ایک اور رقعہ اپنے کارندوں کو لکھا کہ تم اپنے اپنے علاقہ میں اس بات کی تحقیق کرو۔ کہ کون شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کی اہل بیت سے محبت کرتا ہے۔ جب تحقیق سے یہ بات کسی پر ثابت ہو جائے۔ تو اس شخص کو سرکاری رجسٹر سے نام خارج کر دیا جائے۔ اور اس کا خرچہ وغیرہ بند کر دیا جائے۔

حوالہ نمبر ۴: ابن حدید :

وَرَوٰی اَبُوْ اَلْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ محمد بن ابی السیف المدائنی فِیْ كِتَابِ الْاَحْدَاثِ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ نُسْخَةً وَاحِدَةً اِلٰی عُمَّالِهٖ بَعْدَ عَامِ الْجَمَاعَةِ اَنْ بَرِئَتِ الذِّمَّةُ مِمَّنْ رَوٰى شَيْئًا مِنْ فَضْلِ اَبِیْ تُرَابٍ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ۔

(شرح ابن ابی الحدید جلد سوم ص ۱۵)

marfat.com

ترجمہ: کتاب الاحداث میں ابوالحسن علی بن محمد مدائنی نے روایت کی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کارندوں کو ایک رقعہ عام الجماعۃ کے بعد لکھا۔ جس میں تحریر تھی کہ جس شخص نے حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ اور ان کی اہل بیت کی فضیلت میں کوئی ایک آدھ روایت بھی بیان کی۔ حکومت اس کے تحفظ کی ذمہ دار نہ ہوگی۔

حوالہ نمبر۵: ابن حدید:

فَصَاحَ بِهٖ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اِنَّ اَهْلِيْ عَقُّوْنِيْ فَسَمَّوْنِيْ عَلِيًّا وَاِنِّيْ فَقِيْرٌ بَائِسٌ وَاَنَا اِلٰى صِلَةِ الْاَمِيْرِ مُحْتَاجٌ فَتَضَاحَكَ لَهُ الْحَجَّاجُ وَقَالَ لِلُطْفِ مَا تَوَسَّلْتَ بِهٖ قَدْ وَلَّيْتُكَ مَوْضِعَ كَذَا۔

(شرح ابن ابی الحدید جلد سوم ص۱۶)

ترجمہ:

حجاج کے دربار میں ایک شخص آیا۔ اور چلا کر کہا۔ اے امیر! میرے خاندان والوں نے میرا نام علی رکھ کر مجھ سے زیادتی کی ہے۔ میں تو فقیر اور مسکین ہوں۔ اور امیر کی طرف سے صلہ کا محتاج ہوں۔ یہ سن کر حجاج ہنس دیا۔ اور اس خوشی میں انہیں ایک علاقہ کا والی بنا دیا۔

حوالہ نمبر۶: ابن حدید:

رَوَى الزُّهْرِيُّ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهٗ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ قَالَتْ كُنْتُ

marfat.com

عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِذْ أَقْبَلَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ هٰذَيْنِ يَمُوْتَانِ عَلٰى غَيْرِ دِيْنِيْ۔

(شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ ص ۴۶۷ بحوالہ سہم مسموم ص ۱۰۲ مصنفہ غلام حسین نجفی شیعی)

ترجمہ:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث سنائی۔ کہ میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھی۔ کہ اتنے میں حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہ آئے۔ انہیں آتے دیکھ کر حضور نے فرمایا۔ یہ دونوں یقیناً میرے دین کے غیر پر مریں گے۔

حوالہ نمبر ۱۷: ابن حدید:

إِنَّ عُرْوَةَ زَعَمَ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِذْ أَقْبَلَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنْ سَرَّكَ أَنْ تَنْظُرِيْ إِلٰى رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَانْظُرِيْ إِلٰى هٰذَيْنِ قَدْ طَلَعَا فَنَظَرْتُ فَإِذَا الْعَبَّاسُ وَعَلِيُّ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ

(شرح ابن ابی الحدید جلد اول ص ۴۶۷ بحوالہ سہم مسموم مصنفہ غلام حسین نجفی ص ۱۰۳)

ترجمہ: حضرت عروہ کا خیال ہے۔ کہ انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث سنائی۔ کہ میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اے عائشہ! اگر تو کوئی دو مردوں کو دیکھنا

marfat.com

چاہتی ہے جو دوزخی ہیں۔ تو دیکھے کہ جو ابھی دو مرد آرہے ہیں۔ یہ وہی ہیں۔ میں نے دیکھا۔ تو دونوں آنے والے عباس اور علی بن ابی طالب تھے۔

حوالہ نمبر ۸: سہم مسموم:

عَنْ عَمَرٍو بْنِ عَاصٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ إِنَّ آلَ اَبِيْ طَالِبٍ لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَاءَ إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَالصَّالِحُوْنَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

(شرح ابن ابی الحدید جلد اول ص ۴۶۷ بحوالہ سہم مسموم ۱۰۳)

ترجمہ: عمرو بن العاص کہتے ہیں۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔ کہ ابو طالب کی آل میرے دوست اور خیر خواہ نہیں ہیں۔ میرا دوست اور خیر خواہ تو اللہ تعالیٰ اور صالح مومن ہیں

حوالہ نمبر ۹: سہم مسموم:

وَقَدْ رُوِیَ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بَذَلَ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ مِائَةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ حَتّٰى يَرْوِيَ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ وَاَنَّ الْاٰيَةَ الثَّانِيَةَ نَزَلَتْ فِيْ اِبْنِ مُلْجَمٍ وَهِيَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَلَمْ يَقْبَلْ فَبَذَلَ لَهٗ مِائَتَيْ اَلْفِ دِرْهَمٍ فَلَمْ يَقْبَلْ فَبَذَلَ لَهٗ اَرْبَعَ مِائَةِ اَلْفِ

marfat.com

فَقُبِلَ۔

(شرح ابن ابی الحدید ص ۱۷۱ جلد اول بحوالہ سہم مسموم ص ۱۰۴)

ترجمہ: مروی ہے۔ کہ حضرت معاویہ نے جناب سمرۃ بن جندب کو ایک ہزار درہم دینے کو کہا۔ اور شرط یہ ہے۔ کہ "ومن الناس من یشری نفسہ الخ" ابن ملجم کے بارے میں وہ یوں روایت کریں۔ کہ یہ آیت حضرت علی المرتضٰی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور دوسری آیت "ومن الناس من یشری نفسہ الخ" ابن ملجم کے حق میں نازل ہوئی۔ لیکن جناب سمرہ نے یہ پیش کش قبول نہ کی۔ معاویہ نے دو ہزار درہم پیش کیے انھوں نے پھر ٹھکرا دیے۔ بالآخر چار ہزار درہم پر جناب سمرہ راضی ہو گئے۔ اور معاویہ کی پیش کش قبول کر لی۔

حوالہ نمبر ۱: سہم مسموم:

وَ کَانَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ عُثْمَانِیًّا شَدِیْدًا فِیْ ذَالِکَ وَکَانَ عَمْرُو ابْنِ ثَابِتٍ عُثْمَانِیًّا بَلْ مِنْ اَعْدَاءِ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ مُبْغِضِیْہِ رُوِیَ عَنْ عَمْرٍو اَنَّہٗ کَانَ یَرْکُبُ وَیَدُوْرُ الْقُرٰی بِالشَّامِ وَیَجْمَعُ اَھْلَھَا وَیَقُوْلُ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ عَلِیًّا کَانَ رَجُلًا مُنَافِقًا اَرَادَ اَنْ یَنْخَسَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْلَۃَ الْعَقَبَۃِ فَالْعَنُوْہُ فَیَلْعَنُہٗ اَھْلُ تِلْکَ الْقَرْیَۃِ ثُمَّ یَسِیْرُ اِلَی الْقَرْیَۃِ الْاُخْرٰی فَیَاْمُرُھُمْ بِمِثْلِ

marfat.com

ذَالِکَ وَکَانَ فِی زَمَنِ مُعَاوِیَۃَ۔

(شرح ابن ابی الحدید جلد اوّل ص ۴۸۵
بحوالہ سہم مسموم ص ۱۰۵)

ترجمہ: زید بن ثابت بڑے متعصب عثمانی تھے۔ اور عمرو بن ثابت بھی عثمانی تھا۔ بلکہ حضرت علی المرتضٰے کے دشمنوں اور ان سے بغض رکھنے والوں میں سے تھے۔ عمرو بن ثابت سے سوٹا سے یکر مختلف بستیوں میں سواری پر جاتا۔ وہاں کے باشندوں کو جمع کرکے کہتا کہ علی ایک منافق شخص تھا۔ انہے رسول اللہ کو دھوکہ دینے کا ارادہ کیا۔ تم اس پر لعنت بھیجو۔ یہ سن کر اس بستی والے علی المرتضٰے پر لعنت بھیجتے۔ پھر عمرو بن ثابت وہاں سے دوسری بستی کا رُخ کرتا۔ اور وہاں جاکر بھی یہی کچھ کرتا۔ یہ امیر معاویہ کے دورِ خلافت میں ہوا ہے۔

حوالہ نمبر۱۱ : سہم مسموم:

قَالَ نَاوِلْنِی یَدَکَ فَقَبَّلَهَا وَقَالَ لَا تَمَسَّکَ النَّارُ اَبَدًا۔

(شرح ابن ابی الحدید جلد اوّل ص ۴۸۴
بحوالہ سہم مسموم ص ۱۰۷)

ترجمہ: ابو بردہ نے ابو العادیہ الجہنی سے کہا۔ کیا تو عمار بن یاسر کا قاتل ہے۔؟ اس نے کہا ہاں۔ کہا پھر مجھے اپنا ہاتھ پکڑاؤ ہاتھ پکڑا کر ابو بردہ نے اسے چوما۔ اور کہا تمہیں کبھی بھی دوزخ نہ چھوئے گی۔

marfat.com

حوالہ نمبر ۱۲:

حضرت علی المرتضےؓ کے دشمن اور امیر معاویہؓ کے طرفداروں کی ایک فہرست

۱۔ ابوہریرہ، ۲۔ مغیرہ بن شعبہ، ۳۔ عروہ بن زبیر، ۴۔ حریز بن عثمان ۔ ۵
مروان بن حکم ۔ ۶ عمرو بن سعید بن عاص ۔ ۷ سمرہ بن جندب ۔ ۸۔ انس بن مالک
۹ ، اشعث بن قیس ، ۱۰ جریر بن عبداللہ بجلی ، ۱۱ ، ابومسعود انصاری ۔ ۱۲
کعب بن الاحبار ۱۳ عمران بن الحصین ۔ ۱۴ عبداللہ بن الزبیر ۔ ۱۵ عبداللہ
بن عمر ۔ ۱۶ ، ابوموسے اشعری ، ۱۷ ضحاک بن قیس ۱۸ ولید بن عقبہ بن ابی معیط
۱۹ حنظلہ ۔ ۲۰ وائل بن حجر ۔ ۲۱ مطرف بن عبداللہ ۲۲ علاء بن زیاد ۲۳
عبداللہ بن شقیق ۲۴ مرہ ہمدانی ۲۵ ۔ اسود بن یزید ۲۶ مسروق بن اجدع ۔
۲۷ قاضی شریح ۲۸ ۔ امام شعبی محدث ۲۹ ۔ ابووائل شقیق بن سلمہ ۳۰
ابوعبدالرحمٰن قاری ۳۱ عبداللہ بن حکیم ۔ ۳۲ سہم بن طریف ۳۳ قیس بن ابی
حازم ، ۳۴ سعید بن مسیب ۔ ۳۵ ۔ امام زہری ۔ ۳۶ زید بن ثابت ۔ ۳۷
مکحول شامی ۔ وکان جمهور الخلق مع بنی امیه

(شرح ابن ابی الحدید ۔ جلد اوّل ص ۳۶۳ تا ۳۷۴ بحوالہ سہم مسموم مصنفہ غلام حسین نجفی شیعی ص ۱۰۷)

توضیحات:

ان بارہ عدد حوالہ جات میں ابن ابی الحدید نے شیعی عقائد اور ان کے

marfat.com

اثرات پر گفت گو کی۔ حوالہ نمبر ۲ میں یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ حضرت ابو بکر، عمر وغیرہ صحابہ کرام میں کوئی ذاتی فضیلت نہ تھی۔ بلکہ امیر معاویہ رضؓ نے حضرت علی المرتضےٰ کے فضائل کے مناقب میں ان حضرات کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے لوگوں سے من گھڑت احادیث کی روایت کرنے کو کہا۔ مقصد یہ ہوا کہ صاحب فضیلت صرف علی المرتضےٰ ہیں۔ بقیہ صحابہ کرام میں سے کوئی بھی فضیلت نہیں رکھتا۔ یہ کس مسلک کی ترجمانی کی جا رہی ہے؟

اسی طرح یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی آل کے دشمن تھے۔ اسی لیے انہوں نے اپنے کارندوں کو ایسے اشخاص کا پتہ چلا کر جو علی اور آلِ علی سے محبت رکھتے ہوں۔ آن کے وظیفہ جات بند کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ یہی امیر معاویہ رضؓ ہیں۔ جو بحوالہ مقتل ابی مخنف حسنین کریمین کو اپنے دورِ خلافت میں ہر سال دس لاکھ دینار ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔ جلاء العیون میں امام حسن سے منقول ہے۔ کہ وہ امیر معاویہ کی طرف سے تحائف اور وظیفہ کی آمد کا پہلے سے اعلان کر دیا کرتے تھے یہ وظیفہ حسنین خود اور اپنے اعزہ و اقارب پر خرچ کیا کرتے تھے۔ حجاج کا نام تو ابن ابی الحدید نے دکھاوے کے لیے ذکر کیا۔ ورنہ اصل مقصد تو یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ ثابت کیا جائے۔ کہ آپ علی المرتضےٰ کا نام سننا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ حالانکہ شیعوں کی معتبر کتاب امالی شیخ صدوق کے بقول امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل سنتے تو رو دیا کرتے تھے۔

حضرت عباس اور علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں من گھڑت روایت سیدہ عائشہ کی طرف منسوب کر کے ابن ابی الحدید نے یہ ثابت

marfat.com

کرنا چاہا۔ کہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سن چکی تھیں کہ عباس و علی وغیرہ اسلام پر فوت نہ ہوں گے۔ تو پھر ایسے آدمیوں سے انکا قلبی تعلق کیونکر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ روایت من گھڑت ہے۔ کیونکہ بحار الانوار وغیرہ میں صراحت سے یہ مذکور ہے۔ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی روایت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب علی اور فاطمہ تھے۔ تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین شخص وہ ہے۔ جسے دین اسلام پر مرنا بھی نصیب نہیں؟ اور ایسی روایت کے ہوتے ہوئے سیدہ عائشہ کے خیالات کیا وہ ہو سکتے ہیں جو ابن ابی الحدید نے لکھے ہیں۔

اس کے بعد جناب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ کہ یہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آل ابی طالب کو اپنا دوست نہیں سمجھتے حالانکہ تمام صحابہ کرام اہل بیت کو اپنی ذات سے بھی مقدم سمجھتے تھے مناقب ابن شہر میں فاروق اعظم کے مال تقسیم کرنے کا واقعہ اور ان کے بیٹے عبداللہ کا اعتراض کہ ابا جان آپ نے حسنین کریمین کو مجھ سے دگنا حصہ عطا فرمایا۔ اس کے جواب میں جناب فاروق اعظم کا یہ قول موجود ہے۔ کہ عبداللہ! ان کی والدہ تیری والدہ سے بہتر ان کا نانا تیرے نانا سے بہتر ہے۔ اس تصریح کے ہوتے ہوئے حضرات صحابہ کرام کو ابن ابی الحدید نے بدنام کرنے کی کوشش کی یہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو دین فروش اور لالچی ثابت کرنا چاہا۔

کرنا چاہا۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر یہ الزام کہ یہ حضرت علی المرتضٰے کو معاذاللہ منافق سمجھتے تھے۔ پھر حق شیعیت ادا کرتے ہوئے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بھی معاف نہ کیا۔ اور ابو موسیٰ اشعری کے فرزند ابوبردہ کو عمار بن ابی الخطاب کے ہاتھ چومنے والا بنا کر پیش کیا۔ اور آخر میں تقریباً ۲۷ حضرات کے نام درج کر دیئے

marfat.com

جو بقول ابن ابی الحدید، دشمنانِ علی تھے۔ اور اہلبیت سے بغض و کینہ رکھنے والے تھے۔ اسی ابن ابی الحدید کے "نقش قدم پر چلتے ہوئے"، غلام حسین نجفی نے سہم مسموم میں ان حضرات کی فہرست اس عنوان سے لکھی۔ کہ یہ لوگ دشمنانِ علی و آلِ بیت ہیں۔ بہر حال خلاصہ یہ ہے۔ کہ ان مذکورہ عقائد کی روشنی میں ابن ابی الحدید کے مسلک و مشرب کے بارے میں کوئی خفا نہیں رہتا۔ یہ کٹر شیعی ہے۔ اور اس نے اپنی شرح میں شیعیت کی ترویج و اشاعت کی ہے۔ اس لیے غلام حسین نجفی کا اُسے سنی اور اس کی شرح کو "اہل سنت کی معتبر کتاب"، کہنا اسی طرح ہے۔ جس طرح دن کو کوئی رات کہے۔ اللہ تعالیٰ بددیانتی اور خیانت سے بچائے

ابن ابی الحدید کے غالی شیعہ ہونے پر امام ابن کثیر کی نص

البدایۃ والنہایۃ:

عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ هِبَةِ اللهِ بن محمد بن الحسين ابو حامد بن ابی الحديد۔ عز الدين المدائنی اَلْكَاتِبُ الشَّاعِرُ الْمُطِيقُ الشِّيْعِيُّ الْغَالِيْ لَهُ شَرْحُ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ فِيْ عِشْرِيْنَ مُجَلَّدًا۔۔۔۔۔ و كان حظيا عند الوزير ابن العلقمی لما بينهما من المناسبة والمقاربة والمشابهة فی التَّشَيُّعِ۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۱۳ ص ۱۹۹ تا ۲۰۰ ذکر سن ۶۵۵ھ)

marfat.com

ترجمہ: عبدالحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد بن محمد بن الحسین ابو حامد بن ابی الحدید عز الدین المدائنی جو کاتب اور مکمل شاعر اور غالی شیعہ ہے۔ اس کی ایک کتاب شرح نہج البلاغہ بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ وزیر ابن علقمی (شیعی) کے ہاں اس کا بڑا مقام تھا۔ کیونکہ شیعہ ہونے کی وجہ سے دونوں میں مناسبت اور مقاربت موجود ہے۔

نوٹ:

اب فرمایئے ابن ابی الحدید کے شیعہ ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔ جبکہ شیعہ سنی علماء نے بالاجماع ابن حدید کو شیعہ کہہ دیا۔ اب اس کو سنی بنا کر الزامات قائم کرنے پر بد دیانتی نہیں تو اور کیا ہے۔

کتاب دوم ۲

روضۃ الاحباب مصنفہ جمال الدین عطاء اللہ شیرازی

ان کتابوں میں سے کہ جنھیں شیعہ مصنفین نے اپنے مذموم عقائد ثابت کرنے اور حضرات صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرنے کے لیے "اہل سنت کی معتبر کتاب" کے عنوان سے پیش کیا، دوسری کتاب "روضۃ الاحباب" ہے۔ اس کتاب میں کئی ایک واہی تباہی روایات درج ہیں۔ مثلاً امام زین العابدین کا غم حسین میں گریبان چاک کرنا ثابت کیا گیا ہے۔ غلام حسین نجفی نے ماتم اور صحابہ نامی اپنی تصنیف میں اس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا۔

ماتم و صحابہ: "امام زین العابدین کا غم حسین میں گریبان چاک کرنا" اہل سنت کی معتبر کتاب

marfat.com

روضۃ الاحباب از حاشیہ تاریخ احمدی "اے یزید مرا یتیم ساختی و روضہ در دین جدم انداختی پس دست دراز کردہ گریبان جامہ بر رید"۔

ترجمہ:۔

دربار یزید میں امام چہارم سید سجاد نے فرمایا۔ کہ اے یزید تو نے مجھے یتیم کیا۔ اور میرے جد کے دین میں رخنہ ڈالا۔ اور حضرت نے ہاتھ بڑھایا۔ اور گریبان جامہ کو چاک کیا۔ (ماتم اور صحابہ ص ۱۶۴)

اس وضاحت کے بعد کہ اہل تشیع روضۃ الاحباب کو "اہل سنت کی معتبر کتاب" کے عنوان سے پیش کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ہم اس کے بارے میں حقیقت حال واضح کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ اس کتاب کو اہل سنت کی کتاب کہنا کس قدر بددیانتی ہے اور مکر و فریب ہے۔ اہل تشیع اس کتاب کے بارے میں کیا حقیقت بیان کرتے ہیں؟ ملاحظہ ہو۔

روضۃ الاحباب کا مصنف جمال الدین عطاء اللہ شیرازی
پکا شیعہ ہے۔ شیخ شیعہ علماء کی وضاحت

الکنیٰ و الالقاب:

جمال الدین وحید سید عطاء اللہ بن امیر فضل اللہ شیرازی دشتکی است کہ محدث است و مولف کتاب روضۃ الاحباب در سیرۃ پیغمبر و آل و اصحاب است کہ بفرمان امیر علی شیر پادشاہ ہرات نوشتہ کہ عموزادہ غیاث الدین منصور معروف است کہ از علمائے قرن نہم است۔

marfat.com

و پسر بزرگوارش میر نسیم الدین محمد ملقب بمیرک شاہ کو شید در تکمیل علوم و فنون بویژه علم حدیث کرد و آں یگانہ زمان و تنہا بود میان اقران و او را اعتراضاتی است بر سخنان ذہبی در کتاب المیزان کہ دلالت دارند بر اینکہ شیعہ بودہ بر وضاحت مراجعہ کن۔

(الکنی والالقاب جلد سوم ص ۲۶۴ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

ایک اور جمال الدین نامی سید عطاء اللہ بن امیر فضل اللہ شیرازی دشتکی ہے۔ جو محدث تھا۔ اور روضۃ الاحباب کتاب کا مؤلف بھی تھا۔ یہ کتاب اس نے پیغمبر خدا کی سیرت اور آپ کے اصحاب و آل کی سیرت میں ہرات کے بادشاہ امیر علی شیر کے حکم سے لکھی۔ جمال الدین مذکور غیاث الدین منصور کا چچا زاد بھائی ہے۔ جو کہ نویں صدی کے مشہور علماء میں سے ہے۔ اور اس کا لڑکا میر نسیم الدین مذکور غیاث الدین منصور کا چچا زاد بھائی لکھا جاتا ہے۔ اس نے حدیث اور دیگر علوم و فنون میں بڑی مہارت پائی۔ اور اپنے دور کا یکتا عالم تھا۔ اس نے امام ذہبی کی کتاب المیزان کی کچھ عبارات پر اعتراض بھی کیے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ شخص شیعہ تھا۔ روضۃ الاحباب کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

الذریعہ:

رَوْضَۃُ الْاَحْبَابِ فِیْ سِیْرَۃِ النَّبِیِّ وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ فَارِسِیٌّ فِیْ ثَلَاثِ مُجَلَّدَاتٍ لِلسَّیِّدِ الْاَمِیْرِ جَمَالِ الدِّیْنِ فَضْلِ اللّٰہِ بْنِ

marfat.com

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْحُسَيْنِي الْاَشْتَكى الْمُلَقَّبِ بِالْاَمِيْرِ
جَمَالِ الدِّيْنِ الْمُحَدِّثِ الشِّيْرَازِي الْفَارِسِي
الْقَاطِن بِهِرَاةَ كَتَبَهٗ بِاَمْرِ الْاَمِيْرِ عَلِي شِيْر الْوَزِيْرِ
تَرْجَمَهٗ فِي (امل الامال) وَحُكِيَ فِي الرِّيَاضِ
سَمَاعًا عَنِ الْفَاضِلِ الْهِنْدِي اَنَّهٗ كَانَ شِيْعِيًّا
وَعِنْدَهٗ كُتُبُهٗ عَلٰى طَرِيْقَةِ الشِّيْعَةِ وَكَانَ
يَتَّقِيْ فِيْ هِرَاةَ وَكَذَا الْقَاضِي نُوْرُ اللهِ التُّسْتَرِي
وَلِذَا عَمَلَ فِيْهِ التَّقِيَّةَ۔

(الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد ۱۱ ص ۲۸۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

"روضۃ الاحباب فی سیرۃ النبی والآل والاصحاب" فارسی میں تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ اور اسے سید امیر جمال الدین عطاء اللہ فضل اللہ نے تحریر کیا۔ جو امیر جلال الدین محدث شیرازی کے نام سے مشہور تھا۔ یہ کتاب اس نے امیر علی شیر کے حکم سے لکھی۔ جو ہرات کا وزیر تھا۔ اس وزیر کا تذکرہ کتاب "امل والامال" میں مفصل موجود ہے۔ کتاب الریاض میں فاضل ہندی سے ایک سماعی روایت مذکور ہے۔ کہ صاحب روضۃ الاحباب شیعہ تھا۔ اور مسلک شیعہ پر اس کی کتابیں اس کے پاس موجود تھیں۔ ہراۃ میں نوراللہ تستری کی طرح یہ بھی تقیہ کی زندگی بسر کرتا رہا۔ اسی لیے روضۃ الاحباب میں بھی اس نے "تقیہ" کو چھوڑا نہیں۔

marfat.com

ملحہ فکریہ:

اہل تشیع کے عظیم محدث شیخ عباس قمی اور شیخ آقا بزرگ طہرانی نے کس دوٹوک انداز میں امیر جلال الدین کو اپنا ہم مسلک ثابت کیا اور اس کی روضۃ الاحباب میں بعض عبارات کہ جن سے سنیت کا اظہار ہوتا تھا۔ اس کی صفائی بیان کر دی۔ کہ اس نے یہ باتیں بطور تقیہ کہی ہیں۔ یہی وہ پکا شیعہ ہے۔ کہ جسے نجفی اینڈ کمپنی اہل سنت کی صف میں کھڑا کر کے اپنے مسلک میں تقیہ پر عمل پیرا نظر آتے ہیں۔ جس طرح امیر جلال الدین نے روضۃ الاحباب میں بعض عبارات کو تقیہ کے طور پر لکھا اسی طرح پیارے عقیدہ کی روشنی میں نجفی وغیرہ نے اپنے ہی ایک "ماتمی اور عزادار" کو سنی بنا دیا۔ نہیں نہیں صرف یہی نہیں بلکہ بے چارے کو وہ کتے اور خنزیر "کے ساتھ ملا دیا گیا بلکہ اصول کافی وغیرہ میں اہل سنت کو ہی کچھ کہا گیا ہے۔ دنیائے شیعیت میں ایک عجیب زلزلہ اور ایک عظیم انکشاف ہے۔ کہ نجفی وغیرہ نے اپنے ہی ایک بڑے کی ٹانگیں پکڑیں۔ اور اٹھا کر پھینکا کہ جنگلی درندوں میں سے بنا دیا۔ لیکن اس پر حیرانی کی کوئی بات نہیں۔ مطلب برآری کے لیے ایسا کرنا ان شیعوں کے نزدیک کوئی جرم نہیں۔ "تقیہ" کی برکت سے ایسا کرنے پر بھی انہیں ثواب ملتا ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

کتاب سوّم

معارج النبوۃ مصنفہ ملا معین کاشفی

"معارج النبوۃ" ایسی کتاب ہے، جسے بعض سطحی لوگ اہل سنت کی کتاب کہتے اور سمجھتے ہیں۔ اور اس میں موجود تحریر بطور حوالہ پیش کی جاتی ہے۔ اور اس پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے شور مچایا جاتا ہے۔ کہ دیکھو۔ اہل سنت کی معتبر کتاب میں فلاں فلاں شیعہ عقیدہ اور عمل ثابت ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ماتم اور صحابہ میں نجفی شیعی نے اسی کتاب کا اقتباس پیش کیا۔ اور پھر اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

"وقت مصیبت حضرت عمر کا سر میں خاک ڈالنا"

(اہل سنت کی معتبر کتاب معارج النبوۃ رکن چہارم باب پنجم میں ہے۔

نقل است کہ حفصہ خاتون درمیان امہات المومنین بہ تندخوئی شہرتی داشت واحیانًا بایں جہت خاطر آں حضرت ملول میشد چنانکہ ہمیش بجائے رسید کہ حضرت خواست کہ او را طلاق دہد۔ در روایتی آنست کہ طلاقش داد۔ چوں امیر المومنین عمر ایں معنی معلوم کرد خاک بر سر ریخت و فغاں برآورد کہ بعد ازیں مرا چہ آبرو بماند کہ فرزند من از وصال آں حضرت بیرواں آمد۔

(ماتم اور صحابہ ص ۵۶)

marfat.com

ترجمہ: بی بی حفصہ اپنی تند مزاجی کی وجہ سے ازواجِ نبی میں خاصی شہرت رکھتی تھیں۔ اور اس سے حضور کو صدمہ ہوتا تھا جناب نے اسے طلاق دینے کا ارادہ کیا دوسری روایت میں ہے دے دی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو روئے "سر میں خاک بھی ڈالی"

جواب:

کتاب معارج النبوۃ میں ہر طرح کی روایات اکٹھی کر دی گئیں۔ اس میں صحت وعدم صحت کا کوئی معیار نہیں رکھا گیا۔ اسی لیے اس کے بارے میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے احکام شریعت حصہ دوم ص ۸۲ میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔ کہ اس کتاب میں رطب و یابس سب اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ یعنی مصنف کی اس روش نے کتاب کو قابل حجت نہ رہنے دیا۔ در خود مصنف بھی مشکوک ہو گیا۔ اس کے علاوہ شیعہ برادری کے شیخ آغا بزرگ طہرانی کا کہنا ہے کہ یہ شخص (صاحب معارج النبوۃ ملا کاشانی) شیعہ معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بھی لکھا کہ اس نے بطور تقیہ اپنے آپ کو سنی ظاہر کیا۔ الذریعہ جلد ۲۱ ص ۱۸۴۔ ان حوالہ جات سے ظاہر ہوا۔ کہ معارج النبوۃ اہل سنت کی معتبر کتاب نہیں۔ جیسے اعلیٰحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے لہٰذا اس کتاب کے مندرجات سے مسلک شیعہ کی تائید پیش کرنا بھی دھوکا اور فریب ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

marfat.com

کتاب چہارم

حبیب السیر مصنفہ غیاث الدین محمد ابن ہمام الدین

"حبیب السیر" کو نجفی شیعی نے "قول مقبول" میں کئی ایک مقام پر اہل سنت کی معتبر کتاب کے عنوان سے پیش کیا۔ اور دیگر شیعہ مصنفین نے اس کتاب کو اہل سنت کی طرف منسوب کیا۔ اور پھر اس سے ادھر اُدھر کی لایعنی روایات سے اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کی۔ بطور نمونہ کتاب وفات عائشہ ملاحظہ ہو۔

کتاب وفات عائشہ:

ایک دن معاویہ نے عائشہ سے کہلا بھیجا۔ کہ آج آپ کی دعوت ہے اور دعوت کا سامان یہ کیا کہ اپنی قیام گاہ میں خفیہ طور سے ایک کنواں کھدوایا اور اس کا منہ خس و خاشاک سے بھر دیا۔ اور اس پر آبنوس کی کرسی ڈال دی۔ جب بی بی عائشہ اس مکان میں تشریف لائیں۔ تو معاویہ نے اس کنوئیں کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اس پر تشریف رکھیں۔ عائشہ قدم رکھتے ہی کنوئیں میں گر پڑیں۔ معاویہ نے اس کنوئیں کو چونے سے بھروا دیا۔ اور بند کر دیا۔ اور مدینہ واپس آ گئے۔

(حبیب السیر جلد اول جزء سوم ص ۸۵ مطبوعہ بمبئی۔ بحوالہ وفات عائشہ مصنف مرزا یوسف لکھنوی ص ۱۱۲)

marfat.com

(جواب) حبیب السیر کس مذہب سے تعلق رکھنے والی کتاب ہے اس کا مصنف کون ہے؟ اس کا جواب شیخ آقائے بزرگ شیعی سے سنیئے۔

حبیب السیر کا مصنف کٹر متعصب شیعہ ہے

آقا بزرگ شیعی کا بیان

الذریعہ:

حبیب السیر فی اخبار افراد البشر، تاریخ فارسی کبیر فی ثلاث مجلدات لغیاث الدین محمد بن ہمام الدین المدعو بخواند میر......

جَعَلَ جَمِیْعَ مُجَلَّدَاتِہٖ ضِمْنَ مُجَلَّدٍ کَبِیْرٍ اَوَّلُہٗ (الطائف اخبار لئمالی نثار انبیاء عالی مقدار) اِلٰی قَوْلِہٖ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ (ص) سِیَّمَا وَصِیَّہٗ وَوَارِثَ عِلْمِہٖ وَخَلِیْفَتِہِ الْمُکَرَّمِ بِتَکْرِیْمِ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا الْمُشَرَّفُ بِتَشْرِیْفِ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی مَظْہَرُ الْعَجَائِبِ وَمَظْہَرُ الْغَرَائِبِ امیر المومنین وَاِمَامُ الْمُسْلِمِیْنَ اَبُوْ الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اِلٰی قَوْلِہٖ بَعْدَ عِدَّۃِ اَبْیَاتٍ فَارِسِیَّۃٍ فِیْ مَدِیْحِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (ع) اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلَی الْمُصْطَفٰی وَعَلَی الْمُرْتَضٰی وَسَائِرِ الْاَئِمَّۃِ

marfat.com

المعصومین........ وله ایضاً منتخب تاریخ اوصاف و مکارم الاخلاق فی احوال الامیر علی شیر ثم انه قد ابدی فی هذا الکتاب الذی هو آخر تصانیفہ حسن عقیدته بما لم یظهره فی تصانیفه السابقة علیه فانه ذکر فی اول الجزء الرابع من المجلد الاول ما ترجمته بالعربیة ان الاحادیث النبویة صریحة فی کون الامارة والخلافة بعد النبی صلی الله علیه و اله متعلقة بامیر المؤمنین (ع) ولا یلیق للامامة غیره لکن القوم رغبوا عنه لکثیر و من قتل فی جهاد المشرکین من اقربائهم فاعرضوا عن الامام بالحق وبایعوا ابابکر و کان اول من بایعه عمر ثم ذکر فی اول جزء الاول من المجلد الثانی کثیرا من فضائل امیر المؤمنین و مناقبه و اورد دلائل علی امامته من آیات القرآن و الاحادیث النبویة و کذا ذکر مناقب سائر الائمة الاثنی عشر (ع) باسمائهم و القابهم نظما و نثرا ولا یذکر احد هم الا موصوفا بالامامة و کثیرا ما وصفهم بالعصمة و غیر ذالک

مِمَّا يُعَدُّ عِنْدَ الْعَامَّةِ مِنَ الْغُلُوِّ وَالْمُنْكَرَاتِ
الْأَزْمَاتِ الَّتِي كَ فِيمَا يَرَى مِنْ تَصَانِيفِهِمْ بَلْ
فِي جَمِيعِ مُحَاوَرَاتِهِمْ۔
(الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ۔ جلد ۶
ص ۴۴۲ تا ۴۴۷ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: "حبیب السیر، فی اخبار افراد البشر" فارسی زبان میں لکھی گئی ایک بہت بڑی تاریخ کی کتاب ہے۔ جس کی تین جلدیں ہیں۔ اسے غیاث الدین محمد بن ہمام الدین نے تصنیف کیا...... اس کو پھر ایک بہت بڑی جلد میں اکٹھا کر دیا گیا۔ اس کتاب کے شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کے بعد یہ کہا۔ (خاص کر صلوٰۃ امام المسلمین امیرالمؤمنین حضرت علی بن ابی طالب پر ہوں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی، آپ کے علم کے وارث اور خلیفہ ہیں۔ جن کے بارے میں حضور نے فرمایا۔ میں علم کا شہر اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ اور جن کو یہ اعزاز ملا۔ کہ اے علی تو میرے نزدیک یوں ہے جیسے موسیٰ کے نزدیک ہارون کا مقام مرتبہ تھا۔ عجائب وغرائب کے مظہر اور مسلمانوں کے امیر و امام ہیں اس کے بعد بہت سے فارسی شعروں کے ذریعہ اور نثر کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ کی تعریف لکھی۔ اور یوں لکھا۔ اللھم صل علی المصطفیٰ وعلی المرتضیٰ وسائر الائمۃ المعصومین۔

اسی مصنف کی ایک اور کتاب بھی ہے۔ جس میں امیر عالم سیر کے اخلاق اور کمالات بیان کئے گئے ہیں۔ یہ اس کی آخری تصنیف ہے

marfat.com

اور اس میں اس نے اپنے عقائد کھل کر بیان کیے۔ جو اس سے پہلے تصانیف میں صراحت کے ساتھ نظر نہیں آتے۔ جلد اول کی جزو رابع میں لکھا "یقیناً بہت سی احادیث نبویہ اس بات پر صراحت کرتی ہیں کہ حضور کے بعد امارت اور خلافت حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے لیے تھی۔ ان کے سوا کوئی دوسرا لائق امامت نہ تھا۔ لیکن لوگوں نے بے اعتنائی برتی۔ کیونکہ مشرکین کے ساتھ جہاد میں ان کے بہت سے رشتہ دار کام آگئے تھے۔ امام برحق سے منہ موڑ کر لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔ ان کی سب سے پہلے بیعت کرنے والے عمر بن خطاب تھے پھر جلد ثانی کی جزو اول میں حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب تحریر کیے۔ اور قرآن کریم و احادیث نبویہ سے ان کی امامت کے دلائل بھی ذکر کیے۔ ان کے علاوہ بارہ ائمہ معصومین کے بھی فضائل کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی اور القابات کے ذریعہ نظم و نثر میں ان صفت امامت و عصمت کا تذکرہ بھی کیا۔ ان کے علاوہ ان حضرات کے بارے میں کچھ ایسی باتیں بھی ذکر کیں۔ جو غلو اور منکرات میں شامل ہیں۔ ان غلو اور منکرات کے قائل اہل سنت ہیں۔ اور ان باتوں کا غلو اور منکر ہونا ان کی بہت سی تصانیف میں موجود ہے۔ اور ان کے محاورات بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

لمحہ فکریہ:

صاحب الذریعہ نے حبیب السیر کے مصنف کو بالدلائل شیعہ ثابت کیا۔ اور وہ بھی اس کی اپنی عبارات کی روشنی میں۔

marfat.com

مثلاً۔

(۱) حضرت علی المرتضٰے رضؓ کو وصی رسول کہا اور خلیفہ بلافصل کہا۔
(۲) حضرت علی المرتضٰے رضؓ اور ائمہ پر صلوٰۃ و سلام کا شیعی انداز۔
(۳) امامت اور خلافت کے حقیقی حق دار حضرت علی المرتضٰے رضؓ تھے۔
(۴) لوگوں نے حقیقی خلیفہ کو چھوڑ کر ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کر لی۔
(۵) حضرت علی المرتضٰے رضؓ کی امامت و خلافت پر دلائل لکھے۔
(۶) تمام ائمہ اہل بیت معصوم تھے۔
(۷) ان کے فضائل و مناقب میں ایسی باتیں بھی لکھیں۔ جسے سُنی "منکرات" بجا سے مانتے ہیں۔

ان عقائد و نظریات کا حامل "اہل سنت کا معتبر عالم" کب ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ حبیب السیر کا مصنف پکا شیعی امامی ہے۔ اب ایسے شخص کی عبارت سے حضرت امیر معاویہ رضؓ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اچھی توقع رکھنا عبث ہے۔ اس لیے نجفی وغیرہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو یہ اعتراض کیا۔ کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ کو دھوکے سے گڑھے میں گرا کر مارا تھا۔ بالکل ناقابل یقین بات ہے۔ یہی اعتراض شیعہ لوگ تقریباً ہر کتاب میں بیان کرتے اور اس پر بغلیں بجاتے ہیں۔ ہم نے اس کی تفصیل بحث مطاعن امیر معاویہ رضؓ میں ذکر کر دی ہے۔ اس مقام کے مناسب اس اعتراض کا ایک جواب یہ بھی ہے۔ کہ یہ اعتراض کسی سنی نے نہیں بلکہ غالی شیعہ نے لکھا ہے لہٰذا اس کا جواب دینا ہمارے ذمہ نہیں۔ کیونکہ اس نے بلا دلیل اپنے بغض کا اظہار کیا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

کتاب پنجم

تاریخ یعقوبی مصنفہ احمد ابن ابی یعقوب عباسی

غلام حسین نجفی وغیرہ نے تاریخ یعقوبی کو بھی دیرینہ عادت کی طرح اہل سنت کی معتبر کتاب کے طور پر پیش کیا ہے۔ حالانکہ یہ کٹر امامی شیعہ ہے۔ سب سے پہلے اس کتاب کے بارے میں سہم مسموم کی ایک عبارت ملاحظہ ہو۔

طلحہ اور زبیر کی پیش نمازی کے بارے میں لڑائی

سہم مسموم:

فَلَمَّا حَضَرَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ تَنَازَعَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَجَذَبَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ حَتّٰى فَاتَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ وَصَاحَ النَّاسُ الصَّلٰوةُ الصَّلٰوةُ يَا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يُصَلِّيْ مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ يَوْمًا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمًا فَاصْطَلَحُوْا عَلٰى ذَالِكَ

(اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ یعقوبی جلد دوم ص ۱۷۰ ذکر جنگ جمل)

marfat.com

ترجمہ:

جب وقت نماز ہوا طلحہ وزبیر کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو پیچھے ہٹاتا تھا۔ (اور خود امامت کے لیے آگے بڑھتا تھا) حتیٰ کہ نماز قضا ہو گئی۔ لوگوں نے شور وغل مچایا کہ اے اصحاب محمد نماز کا خیال کرو پس وڈی اماں عائشہ جی نے فرمایا۔ کہ ایک دن محمد بیٹا طلحہ کا جماعت کرائے۔ اور ایک دن عبداللہ بیٹا زبیر کا نماز پڑھائے۔ پس دونوں نے اپنی سالی کے فیصلے پر صلح کر لی۔ (حصہ سوم ص ۲۱۷)

جواب:

غلام حسین نجفی نے کس ڈھٹائی سے تاریخ یعقوبی کو اہل سنت کی معتبر کتاب لکھا۔ اور پھر اس کے حوالہ سے دو جلیل القدر صحابہ کی شان میں ہرزہ سرائی کی۔ تاریخ یعقوبی کے مصنف کا نام احمد بن ابن یعقوب ہے۔ اور اس کے بارے میں ایک شیعہ کتاب سے اس کا مسلک ملاحظہ ہو۔

مؤرخ یعقوبی پختہ امامی شیعہ ہے شیعہ مصنفین کا فیصلہ

الذریعہ الی تصانیف الشیعہ

(تاریخ یعقوبی) لِلْمُؤَرِّخِ الرحالةِ اَحْمَد بن اَبی یعقوب اسحاق بن جعفر بن وھب بن واضع الکاتب العباسی المُکَنّیٰ بابْنِ وَاضِع

وَالْمَعْرُوْفُ بِالْيَعْقُوْبِيِّ الْمُتَوَفّٰی ۲۸۴ صَاحِبُ كِتَابِ الْبُلْدَانِ الْمَطْبُوْعُ فِيْ لِيدن قَبْلًا وَفِي النَّجَفِ سنہ ۱۳۵۷ وَتَارِيْخُهٗ كَبِيْرٌ فِيْ جُزْئَيْنِ اَوَّلُهُمَا تَارِيْخُ مَا قَبْلَ الْاِسْلَامِ وَالثَّانِيْ فِيْمَا بَعْدَ الْاِسْلَامِ اِلٰى خِلَافَةِ الْمُعْتَمِدِ الْعَبَّاسِيِّ سنہ ۲۵۲ طُبِعَ جُزْءَانِ فِيْ لِيدن سنہ ۱۸۸۳ كَمَا فِيْ مُعْجَمِ الْمَطْبُوْعَاتِ وَفِيْهِ اِنَّ ابْنَ وَاضِحٍ شِيْعِيُّ الْمَذْهَبِ وَفِيْ (اِكْتِفَاءِ الْقُنُوْعِ) اَنَّ الْيَعْقُوْبِيَّ كَانَ يَمِيْلُ فِيْ غَرْضِهٖ اِلَى التَّشَيُّعِ دُوْنَ السُّنِّيَّةِ (الذریعہ الی تصانیف الشیعہ تصنیف آقائے بزرگ تہرانی جلد سوم ص ۲۹۶ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ:

تاریخ لیعقوبی احمد بن ابی لیعقوب الکاتب عباسی کی تصنیف ہے اس کی کنیت ابن واضح اور یعقوبی کے نام سے مشہور ہے ۲۸۴ میں فوت ہوا۔ کتاب البلدان بھی اس کی تصنیف ہے۔ جو لندن میں پھر نجف میں ۱۳۵۷ھ میں چھپی اس کی تاریخ کی کتاب دو جزوں میں ہے۔ پہلی جز میں اسلام سے پہلے کی تاریخ ہے۔ اور دوسری جلد میں اسلام کے بعد کے حالات درج ہیں۔ جو عباسی خلیفہ معتمد کے دور تک ہے۔ دونوں جز میں ۱۸۸۳ھ میں لندن میں شائع ہوئیں۔ اور معجم المطبوعات میں ہے۔ کہ ابن واضح مذہب کے اعتبار سے شیعہ تھا۔ اور اکتفا ءالقنوع میں ہے کہ لیعقوبی شیعیت کا دلدادہ

marfat.com

تھا۔ اور سنیت اس کا مسلک نہ تھا۔

الکنیٰ والالقاب؛

احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح کاتب و نویسندہ عباسی و شیعہ امامی است جدش از موالی و طرفداران منصور دوانیقی بود و او مردِ سیاحے بود کہ مسافرت را درست میداشت و در شرق و غرب بلاد اسلامی گردش کردہ و در سال ۲۶۰ وارد ارمینیہ شد آنگاہ مسافرت بہند نمود و از آنجا برگشت بمصر و بلاد مغرب و در سیاحتش کتاب بلدان را تالیف کرد۔ تاریخے دارد بنام تاریخ یعقوبی و غیر اینہا در سال ۲۸۴ وفات نمود (الکنیٰ والالقاب (فارسی) جلد چہارم ص ۲۵۸ مطبوعہ تہران طبع جدید۔)

توجمہ: احمد بن ابی یعقوب جو کاتب اور منشی تھا۔ عباسی اور امامی شیعہ تھا اس کا دادا منصور دوانیقی کے آزاد کردہ غلاموں اور طرفداروں میں سے تھا۔ یہ شخص (احمد بن ابی یعقوب) سیاح تھا۔ اور ہر وقت سفر میں رہتا تھا۔ مشرق و مغرب کے مختلف اسلامی ممالک میں پھرا۔ ۲۶۰ میں ارمینیہ گیا۔ وہاں سے ہندوستان اور پھر مصر لوٹا۔ اس کی ایک سیاحی کے موضوع پر کتاب بھی ہے۔ جس کا نام کتاب البلدان ہے۔ ایک فن تاریخ پر کتاب لکھی۔ جو تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے اس کے علاوہ اور بھی اس کی تصانیف ہیں۔ ۲۸۴ میں اس نے وفات پائی۔

اعیان الشیعہ؛

مؤلفو الشیعۃ فی التاریخ والسیر والمغازی

والیعقوبی احمد بن ابی یعقوب واضح۔ لہٗ التاریخ

marfat.com

اَلْمَعْرُوْفُ بِتَارِيْخِ الْيَعْقُوْبِيْ مَطْبُوْعٌ فِيْ لِيدن
فِيْ مُجَلَّدَيْنِ مِنْ اِبْتِدَاءِ الْخَلِيْفَةِ اِلٰى ۲۵۹۔
(اعیان الشیعہ تصنیف امام سید محسن الامین
جلد اول ص ۱۵۴ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ: تاریخ، سیرت اور مغازی پر شیعہ مصنفین کی تصانیف۔
تاریخ الیعقوبی، اس کا مصنف احمد بن ابی یعقوب واضح ہے۔ یہ تاریخ دو جلدوں میں لنڈن میں شائع ہوئی۔ پہلی جلد ابتداء خلیفہ سے ۲۵۹ تک یعنی خلیفہ معتمد کے زمانہ تک پھیلی ہوئی ہے۔

لمحہ فکریہ:

مذکورہ تین کتب سے تاریخ الیعقوبی کے مصنف کے نظریات کے بارے میں ہم نے حوالہ جات پیش کیے۔ ان کتب کے مصنفین کا زندگی بھر کا سرمایہ یہی تھا کہ دنیا کے سامنے اُن لوگوں کی تالیفات و تصنیفات کو روشناس کرایا جائے جو مذہب کے اعتبار سے شیعہ تھے۔ خاص کر الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جو ۲۵ مجلدات پر مشتمل ہے۔ اپنے نام سے اپنا تعارف کرا رہی ہے۔ ان تصریحات کے بعد بھی اگر کوئی نجفی ساسر پھر تاریخ الیعقوبی کے مصنف کو اہل سنت میں شمار کرے۔ اور اس کی تصنیف کو سنیوں کی معتبر تصنیف کہے۔ تو ایسے شخص کی ذہانت پر ماتم کرنا چاہیئے۔

سیدنا حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما وہ جلیل القدر شخصیات ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں جنتی ہونے کی بشارت دے دی تھی۔ ایسے حضرات کی تنقیص شان کے لیے تاریخ یعقوبی ایسی بدعقیدہ لوگوں کی تصنیف

marfat.com

سے اقتباسات پیش کرنے سے ان کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑھتا۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اہل تشیع جب قرآن و حدیث سے حضرات صحابہ کرام کے بارے میں کوئی نقص ثابت کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ تو پھر مقہور اور مغلوب بلی کی طرح ادھر اُدھر کی لایعنی کتابوں سے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ اور پوری بددیانتی سے امامی شیعوں کی کتابوں کو "اہل سنت کی معتبر کتابوں" کے عنوان سے پیش کرکے اپنے باطنی مرض کا علاج کرتے ہیں۔

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ

کتاب ششم

صفوۃ الصفوۃ مصنف سعد ابن علی الحضرمی

گذشتہ کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی حضرات صحابہ کرام پر اعتراضات اور ان کی تنقیص شان کے مواد سے بھری پڑی ہے۔ اسے اہل سنت کی کتاب کے عنوان سے پیش کرکے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک ناپاک عبارت لکھتے ہوئے غلام حسین نجفی نے یوں لکھا۔

سہم مسموم: جناب عمر اور ولید بن مغیرہ کا نسب پیغمبر کی نگاہوں میں ایک جیسا تھا۔

ثبوت ملاحظہ ہو:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صفوۃ الصفوۃ جلد اول صہ ۱۰۳

ذکر عمر صفوۃ الصفوۃ کی عبارت ملاحظہ ہو۔ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ حَتّٰى اَتٰى عُمَرَ

marfat.com

فَاَخَذَ بِمَجَامِعِ ثَوْبِہٖ وَحَمَائِلِ السَّیْفِ فَقَالَ مَا اَنْتَ مُنْتَھِیًا یَا عُمَرُ حَتّٰی یُنْزِلَ اللہُ بِکَ مِنَ الْخِزْیِ وَالنِّکَالِ مَا نَزَلَ بِالْوَلِیْدِ بْنِ مُغِیْرَہ۔

ترجمہ: (جب جناب عمر تلوار لے کر رسول اللہ کو قتل کرنے کے لیے آئے تھے۔ اور نبی کریم کو اطلاع مل گئی تھی) پس حضور اُٹھے حتیٰ کہ گریبان عمر اور نیام عمر سے پکڑ کر فرمایا۔ کہ تو باز آئے گا۔ اے عمر حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں اس رسوائی والی بات کی خبر دے۔ جو ولید بن مغیرہ کے متعلق دی ہے۔ (سہم مسموم ص ۲۲۴ مطبوعہ لاہور)

جواب:

اس امر سے ہر شخص واقف ہے۔ کہ شیعہ مسلک میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات پر تبرا بازی ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ اس سلسلہ میں جب کسی شیعہ کو کسی کتاب سے تھوڑی سی عبارت ملتی ہے۔ تو فوراً اسے "اہل سنت کی معتبر کتاب" کے طور پر پیش کر دیا جاتا ہے۔ اسی ڈگر پر چلتے ہوئے سہم مسموم میں غلام حسین نجفی نے حضرت فاروق اعظم کی ذات پر صفوۃ الصفوۃ کے حوالہ سے الزام دھرا۔ یہ کتاب کس مسلک کے مصنف کی ہے؟ خود شیعہ محقق سے سنیئے۔

صاحب صفوۃ الصفوۃ امامی شیعہ اور علامہ حلی شیعہ کا شاگرد ہے

شیعہ علماء کا بیان

الذریعہ الی تصانیف الشیعہ:

صِفْوَۃُ الصَّفْوَۃِ لِلْعَارِفِ فِیْ شَرْحِ صَفْوَۃِ الْمَعَارِفِ

marfat.com

اَلَّتِيْ هِيَ مَنْظُوْمَةٌ فِي الْعَيْئَةِ مِنْ نَظْمِ سَعْدِ بْنِ عَلِي الحضرمی لابن العتایقی الشیخ کمال الدین عبد الرحمٰن بن محمد بن ابراهیم ابن العتایقی الحلی شارح "نهج البلاغة" وَمُعَاصِرُ الشَّهِيْدِ الاَوَّلِ وَفِيْ طَبَقَةِ جُمْلَةٍ مِنْ تَلَامِذَةِ الْعَلَّامَةِ الْحِلِّي. قَالَ فِي "الرِّيَاضِ" رَأَيْتُ خَطَّهُ بِالتَّارِيْخِ عَلٰى شَرْحِ نَهْجِهٖ وَكَانَ تَارِيْخُهٗ ۷۸۰. (الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد ۱۵ ص ۵۱ مذکورہ صفوۃ الصفوۃ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: صفوۃ المعارف کہ جسے سعد بن علی الحضرمی نے علم ہیئت میں لکھا۔ اس کی شرح کا نام صفوۃ الصفوۃ ہے۔ یہ شرح ابن عتایقی شیخ کمال الدین عبد الرحمٰن بن محمد شارح نہج البلاغہ کی تصنیف ہے۔ اور اس کا مصنف شہید اول کا ہم عصر تھا۔ اور علامہ الحلی کے شاگردوں میں سے تھا۔ صاحب الریاض نے کہا کہ میں نے شرح نہج البلاغہ پر اس کے دستخط دیکھے جس کی تاریخ ۷۸۶ تھی۔

الکنی والالقاب: (ابن العتایقی) كَمَالُ الدِّيْنِ عَبْدُ الرحمٰن بن محمد بن ابراهيم بن العتايقي الحلي الامامي الشيخ العالم الفاضل المحقق الفقيه المتبحر كَانَ مِنْ عُلَمَاءِ الْمِائَةِ الثَّامِنَةِ مُعَاصِرًا لِلشَّيْخِ الشَّهِيْدِ وَبَعْضِ تَلَامِذَتِهِ الْعَلَّامَةِ رحمهم الله تَعَالٰى. لَهٗ مُصَنَّفَاتٌ كَثِيْرَةٌ فِي الْعُلُوْمِ رَأَيْتُ جُمْلَةً مِنْهَا فِي الْخِزَانَةِ الْمُبَارَكَةِ الْغَرَوِيَّةِ وَلَعَلَّ بَعْضَهَا كَانَتْ بِخَطِّهٖ. وَلَهٗ شَرْحٌ عَلٰى نهج البلاغة قَالَ (ض) وَلَهٗ مَيْلٌ إِلَى الْحِكْمَةِ وَالتَّصَوُّفِ لٰكِنْ قَدْ أَخَذَ أَصْلَ شَرْحِهٖ مِنْ شَرْحِ ابْنِ مِيْثَمٍ وَكَانَ تَارِيْخُ فَرَاغِهٖ مِنْ تَصْنِيْفِ الْمُجَلَّدِ الثَّالِثِ مِنْ شَرْحِهٖ عَلَى النَّهْجِ فِيْ شَعْبَانَ سَنَةَ ۷۸۰.

(الکنی والالقاب جلد اول ص ۳۵۲ تذکرہ ابن العتایقی مطبوعہ تہران طبع جدید)

marfat.com

ترجمہ: ابن العتایقی کمال الدین عبد الرحمٰن بن محمد بن ابراہیم بن عتایقی الحلی الامامی بہت بڑا شیخ، عالم، فاضل محقق، فقیہ اور آٹھویں صدی کے علماء میں سے تھا۔ شیخ شہید اول کا ہم عصر اور علامہ کے شاگردوں میں سے تھا۔ اس کی کئی علوم میں تصانیف ہیں۔ میں نے ان میں سے بعض تصانیف عزویہ کے خزانہ مبارکہ میں دیکھیں۔ اور ان میں سے بعض کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ ابن عتایقی کے ہاتھوں سے لکھی ہوئی ہیں اسی مصنف کی ایک شرح نہج البلاغہ بھی ہے۔ اگرچہ یہ تصوف و حکمت کی طرف مائل تھا۔ لیکن نہج البلاغہ کی شرح کرتے وقت ابن میثم کی شرح اس کے پیش نظر تھی۔ اور اس کے مواد اکٹھا کر کے شرح لکھی۔ اس کی شرح تیسری جلد سے شعبان ۷۸۰ھ میں یہ فارغ ہوا۔

لمحہ فکریہ:

ناظرین کرام! یہ حقیقت ہے۔ کہ جب کسی کتاب کے مصنف کے بارے میں اہل تشیع میں اختلاف ہو۔ اور اس کا مذہب معلوم نہ ہو سکتا ہو تو اس کا فیصلہ "الذریعہ الی تصانیف الشیعہ" سے کیا جاتا ہے۔ جس کتاب اور مصنف کا تذکرہ اس میں مل جائے۔ وہ پکا شیعہ ہے۔ اسی طرح کتاب الکنیٰ والالقاب جو اہل تشیع کے ہاں محقق شہید اور مؤرخ الکبیر کی تصنیف ہے۔ اس محقق اور مؤرخ کا نام شیخ عباس قمی ہے۔ یہ بھی کسی شخص کے مذہب کے بارے میں فیصلہ کن کتاب سمجھی جاتی ہے

marfat.com

ان دونوں کتابوں میں "صاحب صفوۃ الصفوۃ"، کے شیعہ ہونے کی تصدیق کی گئی۔ اس کے ہوتے ہوئے پھر ابن عتائقی کی کتاب صفوۃ الصفوۃ کو "اہل سنت کی معتبر کتاب"، کہنا بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟ لیکن غلام حسین نجفی وغیرہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر الزام دھرنے کے لیے اس بے چارے کو بھی سنیوں میں لا کھڑا کیا۔ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ بھی اس کے "تقیہ" کا ایک انداز ہو۔ جب ان کے مذہب میں تقیہ کے رنگ میں حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کو گالی تک نکالنا باعث نجات ہے نہج البلاغہ خطبہ ۵۷ ص ۹۲) تو پھر ایک امامی، ماتمی، اور گستاخِ صحابہ کو اگر تقیہ کے طور پر سنی کہہ دیا۔ تو کون سی قیامت ٹوٹ پڑی۔

(فاعتبروا یااولی الابصار)

marfat.com

کتابِ ہفتم

مروّج الذہب مصنّفہ علی بن حسین مسعودی

ایک سے زائد حوالہ جات کے ذریعہ غلام حسین نجفی وغیرہ نے مروج الذہب کو بھی "اہل سنت کی معتبر کتاب" کہہ کر پیش کیا۔ اور پھر اس کی عبارات سے اپنے مذموم مقاصد اور باطل عقائد پر دلائل پیش کر کے مقصد برآری کی کوشش کی۔ صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔

سہم مسموم	بنو اُمیہ کے زمانہ میں قتل حسین رضی اللہ عنہ کی خوشی میں دس اونٹنیوں کے نحر کرنے کی منت

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب جلد نمبر صفحہ نمبر ۱۵۲ طبع بیروت ذکر اخبار الحجاج۔

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ ص ۴۶۶۔ اختصار کی خاطر صرف ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

ترجمہ: حجاج بن یوسف نے اپنے ایک چچے عبداللہ بن ہانی کے عرب کے دوسرے سرداروں کی بیٹیوں سے شادی کی اور پھر اس سے کہا کہ ہم نے تمہاری عزت بنا دی۔ تو عبداللہ بن ہانی نے کہا۔ امیر! ہماری قوم کے بڑے بڑے فضائل ہیں۔

marfat.com

۱۔ ہماری کسی بزم میں عبدالملک کو برا بھلا نہیں کہا گیا۔
۲۔ جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہماری قوم کا ستر آدمی تھا۔ اور ابو تراب کے ساتھ صرف ایک آدمی تھا۔
۳۔ جنگ کربلا کے موقعہ پر ہماری ہر عورت نے منت مانی تھی۔ کہ اگر حسین بن علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے۔ تو ہم دس اونٹنیوں کی قربانی دیں گی۔ اور انھوں نے وہی بھی ہے۔
۴۔ ہماری قوم کے جس مرد کو یہ کہا گیا ہے۔ کہ ابو تراب کو گالیاں دو اور لعنت کرو۔ تو اس نے حسن وحسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ان کی ماؤں کو بھی گالیاں دیں ہیں۔ حجاج نے کہا۔ بخدا یہ فضائل ہیں۔ پھر عبداللہ نے کہا۔ کہ جو حسن وجمال ہماری قوم میں ہے۔ وہ کسی میں نہیں۔ حجاج ہنس پڑا۔ عبداللہ نے کہا یہ بھی ہماری فضیلت ہے۔ حجاج نے کہا بھائی اسے رہنے دو۔ کیونکہ عبداللہ بن ہانی انتہائی درجہ کا بدشکل تھا۔ اس کے منہ پر چیچک کے داغ تھے۔ اس کی باچھ ٹیڑھی تھی۔ ایک آنکھ سے بھینگا تھا۔ اور سر میں بڑی بڑی رسولیاں تھیں۔ (سم مسموم ص ۱۱۲ مطبوعہ لاہور)

جواب:

سم مسموم میں بحوالہ شرح ابن ابی الحدید اور مروج الذہب میں جو عبارت لکھی گئی۔ ان دونوں کتابوں میں سے شرح ابن ابی الحدید کے متعلق ہم گذشتہ صفحات میں تحریر کر چکے ہیں۔ کہ یہ ایک شیعہ مصنف کی تصنیف ہے۔ اس لیے اس کے بارے میں مزید لکھنا فضول ہو گا۔ ہاں مروج الذہب کے بارے میں چند حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں۔ جو کتب شیعہ سے ماخوذ ہیں۔ ان کے مطالعہ کے بعد اس کتاب اور اس کے مصنف کے بارے میں حقیقت سامنے آجائے گی۔

marfat.com

مسعودی غالی شیعہ ہے اس نے شیعہ عقائد کے اثبات پر کتابیں لکھیں ہیں

الذریعہ الی تصانیف الشیعہ

(الصَّفْوَةُ) فِی الْإِمَامَةِ لِأَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنِ الْمَسْعُوْدِیْ صَاحِبِ "مروج الذہب" الْمُتَوَفّٰی بمصر ۳۴۶ ذَکَرَہُ النَّجَاشِیُّ وَصَرَّحَ بِہٖ فِیْ اَوَّلِ "مروج الذہب" (الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد ۱۵ ص ۴۷)

ترجمہ: الصفوۃ نامی کتاب ابوالحسن علی بن حسین سعودی کی تصنیف ہے۔ جسے اس نے مسئلہ امامت کے موضوع پر لکھا۔ مصنف "مروج الذہب" کا بھی مصنف ہے۔ جو ۳۴۶ میں مصر میں انتقال کر گیا۔ اس کا نجاشی نے ذکر کیا۔ اور مروج الذہب کے شروع میں اس کی تصریح موجود ہے۔

الکنی والالقاب:

مسعودی شیخ و بزرگ تاریخ نگاران و مستند آنہا جناب ابوالحسن علی بن حسین بن علی مسعودی ہذلی عالمی بزرگوار و نورانی گداورا علامہ (رہ) در قسم اول از خلاصۃ الرجالش ذکر کردہ و گفتہ۔ کہ برائے او کتابیست در امامت وغیر آں کہ از آنست کتابی در اثبات وصیت حضرت علی ابن ابی طالب

marfat.com

علیہ السلام ولادت صاحب کتاب مروج الذہب علامہ مجلسی رہ در مقدمہ وپیش گفتار بحار فرمودہ ومسعودی را نجاشی در فہرستش از رادیان شیعہ شمردہ وگفتہ اوراست کتاب اثبات الوصیہ لعلی ابن ابی طالب علیہ السلام وکتاب مروج الذہب درسال ۳۳۳ برابر (شلج) از دنیا رفت وبعضی ہم گفتہ اند تا سال ۳۴۵ برابر (شمہ) زیست۔
(الکنی والالقاب عربی جلد سوم ص ۱۸۴)
(الکنی والالقاب فارسی جلد چہارم ص ۲۲۱ تصنیف شیخ عباس قمی تذکرہ مسعودی۔)

ترجمہ: مسعودی ہذلی جس کا نام ابوالحسن علی بن حسین بن علی ہے۔ بہت بڑا شیخ اور مؤرخین میں سے بزرگ اور ان کا مستند ہونے کے ساتھ ایک بہت بڑا عالم تھا۔ علامہ نے اسے خلاصۃ الرجال کی قسم اول میں ذکر کیا۔ اور کہا کہ اس کی ایک کتاب امامت وغیرہ کے مسئلہ پر ہے جس میں اس نے حضرت علی المرتضے رضی اللہ عنہ کی وصیت کے اثبات پر بہت کچھ لکھا ہے۔ مروج الذہب بھی اسی کی تصنیف ہے۔ علامہ مجلسی نے مقدمہ میں اور بحار الانوار کی عبارت شروع کرنے سے قبل اس کا تذکرہ کیا۔ اور نجاشی نے اسی مسعودی کو اپنی فہرست میں اُن راویوں میں شمار کیا ہے۔ جو شیعہ مسلک رکھتے ہیں۔ اور کہا کہ اس کی ایک کتاب کا موضوع حضرت علی المرتضے کی وصیت کا اثبات بھی ہے۔ کتاب مروج الذہب اسی کی تصنیف ہے۔ ۳۳۳ یا ۳۴۵ میں انتقال کر گیا۔

marfat.com

مسعودی تبرا باز نہ تھا اس لیے بعض لوگ اسے شیعہ نہیں سمجھتے حالانکہ وہ پکا امامی ہے۔

سید ہاشم شیعی کا بیان

منتخب التواریخ:

یکے از علمائے معروف عجم در بارہ مسعودی صاحب مروج الذہب گویداو شیعی بود لعلت آنکہ در اخبار خلفائے بنی عباس وغیرہم اقتصار بر مثالب وعیوب وطعن ولعن نکردہ است۔ واز محاسن اعمال آناں لختی برشمردہ باآنکہ مسعودی مردے شیعی وامامی بود ودر نقل تاریخ وظیفہ مورخ را انجام دادہ است نہ ابراز تعصب مذہبی کردہ وہرکس داند کہ شقی ترین مردم روزگار نیز بعض صفات نیک داشتند۔ (منتخب التواریخ مقدمہ (ج) مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ: ایک معروف عجمی عالم نے مسعودی کے بارے میں کہا اور دلیل یہ پیش کی۔ کہ اس نے مروج الذہب میں نبی عباس کے خلفاء کے مظالم، عیوب پر لعن طعن نہ کرنے کے علاوہ ان کے فضائل و محاسن بھی بیان کیے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ مسعودی امامی شیعہ ہے۔ اور اس نے تاریخ نویسی میں ایک مورخ کا کردار سامنے رکھا۔ نہ کہ مذہبی تعصب سے کام لیا۔ اور ہر شخص یہ جانتا ہے۔ کہ دنیا کا بدبخت ترین آدمی بھی کچھ صفات ایسی رکھتا ہے۔ جو

قابل تعریف وستائش ہوں۔

اعیان الشیعہ:

اَبُوالْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ حُسَیْنِ الْمَسْعُوْدِیُّ صَاحِبُ مُرُوْجِ الذَّھَبِ لَہٗ کِتَابُ الْمَقَالَاتِ فِیْ اُصُوْلِ الدِّیَانَاتِ ذَکَرَہٗ فِیْ مُرُوْجُ الذَّھَبِ وَ ذَکَرَلَہٗ النَّجَاشِیُّ اَیْضًا اَلْاِبَانَۃَ فِیْ اُصُوْلِ الدِّیَانَاتِ نص علیٰ تَشَیُّعِہٖ الشَّیْخُ الطُّوْسِیُّ وَالنَّجَاشِیُّ وَ غَیْرُھُمَا وَلَہٗ مُؤَلَّفَاتٌ فِیْ اَثْبَاتِ اِمَامَۃِ الْاَئِمَّۃِ الْاِثْنٰی عَشَرَوَھُمْ التَّاجُ السُّبْکِیُّ فِیْ ذِکْرِہٖ فِیْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِیَۃِ کَمَا ذَکَرَ فِیْھَا الشَّیْخَ اَبَا جَعْفَرَ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ الطُّوْسِیِّ الْمَعْرُوْفَ عِنْدَ الشِّیْعَۃِ بِشَیْخِ الطَّائِفَۃِ۔

(اعیان الشیعۃ جلد اول ص ۵۷ امولفوا الشیعۃ فی الفرق والدیانات مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: ابوالحسن علی بن حسین مسعودی صاحب مروج الذہب کی ایک تصنیف کتاب المقالات فی اصول الدیانات ہے۔ اس کتاب کا تذکرہ اس نے مروج الذہب میں کیا ہے۔ نجاشی نے اس کی ایک تصنیف "الابانۃ فی اصول الدیانات" کا ذکر کیا ہے۔ اور شیخ طوسی اور نجاشی وغیرہ نے اس کا اہل تشیع میں سے ہونا اس پر نص وارد کی ہے۔ بارہ اماموں کی امامت

کے اثبات پر اس کی کئی ایک تصانیف ہیں۔ علامہ تاج السبکی نے طبقات شافعیہ میں اس کا ذکر کیا۔ لیکن یہ محض وہم ہے۔ یہ اسی طرح درست نہیں جس طرح ابو جعفر محمد بن حسن الطوسی کو علامہ سبکی نے طبقات شیعہ میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ طوسی مذکور شیعوں کے نزدیک "شیخ الطائفہ" کے لقب سے معروف و مشہور ہے۔

مسعودی کے شیعہ ہونے پر مزید شیعہ علماء کے فیصلے

اعیان الشیعہ:

عُلَمَاءُ النُّجُوْمِ مِنَ الشِّيْعَةِ ..... وَمِنْ اَفْضَلِ الْمَوْصُوْفِيْنَ بِعِلْمِ النُّجُوْمِ الشَّيْخُ الْفَاضِلُ الشِّيْعِيُّ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ الْمَسْعُوْدِي مُصَنِّفُ كِتَابِ مُرُوْجِ الذَّهَبِ الخ.... (اعیان الشیعہ جلد اول ص ۱۶۰ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ:

شیعہ علماء کہ جنہوں نے علم نجوم میں شہرت پائی۔ اس علم کے علماء میں سے افضل علی بن الحسین بن مسعودی ہے۔ جو کتاب مروج الذہب کا مصنف ہے۔ یہ شخص اپنے دور کا فاضل اور شیخ تھا۔ اور مسلک کے اعتبار سے شیعہ تھا۔

maktabah.org

تنقیح المقال فی علم الرجال :

اس میدان میں تحقیقی بات یہ ہے۔کہ صاحب مروج الذہب علامہ مسعودی کے بارے میں فن رجال کے علماء کے کئی ایک اقوال ہیں۔ان میں سے ایک یہ ہے۔کہ إِنَّهُ إِمَامِيٌّ ثِقَةٌ وَهُوَ الْحَقُّ الْحَقِيقُ بِالْاِتِّبَاعِ۔یقیناً وہ امامی شیعہ تھا۔اور یہی قول حق ہے۔اور اسے ہی حق سمجھنا چاہیئے۔اس عبارت میں مسعودی کے متعلق دو دعوے کیے گئے۔ایک اس کا امامی ہونا ہے۔اس دعوی کے دلائل یہ ہیں۔

۱۔ نجاشی اور فہرست نے اس کا تذکرہ کیا۔لیکن اس کے مذہب کے بارے میں قطعاً قیل وقال نہ کی۔ہم نے مقدمہ میں بھی ذکر کیا ہے۔

۲۔ اس کا مسئلہ امامت پر مختلف کتب تصنیف کرنا اس کے شیعہ ہونے کی صراحت ہے۔

۳۔ الخلاصہ اور رجال ابن داؤد نے باب اول میں اسے صراحت کے ساتھ شیعہ لکھا ہے۔

۴۔ شہید ثانی کی تعلیق سے یہی ظاہر ہے۔کیونکہ اس نے مسعودی کو "خلاصہ" میں شیعہ راویوں کی قسم اول میں شمار کرنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا ہے حالانکہ اعتراض کرنا اس کی عادت ہے۔

۵۔ وجیزہ اور بلغہ نے اسے قابل تعریف شخص لکھا۔ان کا "قابل تعریف" وہی ہو سکتا ہے۔جو پکا شیعہ ہو۔

۶۔ کتاب النجوم میں ابن طاؤس نے اس کے شیعہ ہونے کی تصریح کی ہے۔

marfat.com

۷۔ فاضل مجلسی نے بحار الانوار کے مختلف مقامات پر اپنی کتاب کے ماخذ کے طور پر کتاب الوصیہ اور مروج الذہب کو لکھا۔

۸۔ تکملہ امل الامل میں شیخ حر نے اس کا بھی تذکرہ کیا۔ حالانکہ اس نے اپنی مذکورہ کتاب میں صرف اور صرف شیعہ علماء کا ذکر کیا ہے۔

۹۔ "اثبات الوصیہ لعلی ابن ابی طالب"، مسعودی کی تصنیف ہے۔ کتاب کے نام سے اس کا مسلک نظر آ رہا ہے۔ (تنقیح المقال جلد دوم ص ۲۸۲، ۲۸۳ مطبوعہ تہران طبع جدید)

خلاصہ:

الذریعہ، الکنی والالقاب، منتخب التواریخ، اعیان الشیعہ اور تنقیح المقال کے حوالہ جات سے مروج الذہب کے مصنف علی بن الحسین المسعودی کے بارے میں حقائق سامنے آئے۔ ان میں سے تقریباً تمام حوالہ جات میں اس کے شیعہ امامی ہونے کی تصریح موجود ہے۔ جس پر بہت سے دلائل پیش کئے گئے۔ صاحب منتخب التواریخ نے علامہ تاج السبکی کا اسے طبقات شافعیہ میں شمار کرنا وہم قرار دیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جن باتوں سے اس کا کچھ سُنی ہونا معلوم ہوتا تھا۔ اس کا جواب بھی دیا۔ گویا اس کے سُنی ہونے کا صرف وہم تھا۔ ورنہ حقیقت میں علمائے شیعہ نے اس کے امامی شیعہ ہونے کی تصریح کی ہے۔

ان تصریحات کے ہوتے ہوئے غلام حسین نجفی کا اسے سنی اور اس کی کتاب مروج الذہب کو "اہل سنت کی معتبر کتاب" لکھنا کس قدر دلیری ہے۔ اور کتنی بڑی بددیانتی اور دھوکہ دہی ہے۔ دراصل نجفی چاہتا ہے۔ کہ میں ادھر اُدھر کی کتابوں کو اہلسنت کی کتابیں کہہ کر اور انہیں "اہل سنت کی معتبر کتاب" کا عنوان دیکر قارئین کو یہ باور کرا سکوں گا۔ کہ میں اپنے دعوے پر کتب اہل سنت سے بہت سے حوالہ جات

پیش کر رہا ہوں۔ اور کر سکتا ہوں۔ حالانکہ وہ کتابیں ہوتی ان کے مذہب کی ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

کتاب ہشتم

تذکرۃ الخواص مصنفہ سبط ابن جوزی

"تذکرۃ الخواص" سبط ابن الجوزی کی تصنیف ہے۔ اس سے غلام حسین نجفی نے جزع کو ثابت کرنے کے لیے لکھا۔

ماتم اور صحابہ حضرت علی کا قبر نبی پر جزع:

اہل سنت کی معتبر کتاب تذکرۃ الخواص الامہ ص ۹۷۔

تذکرۃ الخواص الامہ:

وَ قَالَ الشَّعْبِيْ بَلَغَنِيْ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقَفَ عَلٰى قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ قَالَ اِنَّ الْجَزْعَ لَيَقْبَحُ اِلَّا عَلَيْكَ وَ اِنَّ الصَّبْرَ لَيَجْمُلُ اِلَّا عَنْكَ۔

(ماتم اور صحابہ تالیف غلام حسین نجفی شیعی ص ۳۸)

ترجمہ: شعبی بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب قبر نبی پر آئے۔ تو فرمایا۔ یا رسول اللہ جزع کرنا آپ (کی مصیبت) پر قبیح نہیں۔ اور صبر کرنا آپ (کی مصیبت) پر اچھی چیز نہیں۔

جواب: جہاں تک اس عبارت سے جزع اور ماتم وغیرہ ثابت کرنے کا

marfat.com

معاملہ ہے۔ تو اس کو تفصیلاً ہم "فقہ جعفریہ" میں مسئلہ ماتم کی بحث میں ذکر کر چکے ہیں۔ اس کے جواب کے لیے وہاں مطالعہ کر لیا جائے۔ یہاں ہمیں سبط ابن جوزی کے بارے میں کچھ لکھنا ہے۔ کہ اس کے عقائد و نظریات کیا تھے۔ تاکہ اس کے سنی یا شیعہ ہونے کا فیصلہ کیا جا سکے۔

اب سبط ابن جوزی خود موجود نہیں۔ اس لیے اس کی تصانیف سے ہی اس کے عقائد کا پتہ چل سکتا ہے۔ لہٰذا ہم اس کی اسی کتاب یعنی "تذکرۃ الخواص" سے چند ایک باتیں درج کر رہے ہیں۔ اس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ کن عقائد کا حامل تھا۔

تذکرۃ الخواص کی شیعہ نواز عبارتیں

۱۔ جنت کے دروازے پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی اخو رسول اللہ۔ ص ۲۲

۲۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کرام کا اجماع نہیں ہوا تھا۔ ص ۶۰

۳۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت شر پر مبنی تھی۔ لہٰذا ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہیئے تھا۔ ص ۶۱

۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا۔ اقتلو انعثلاً۔ ص ۶۱

۵۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ نے نفس پرستی کرتے ہوئے علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کو حکومت کا حق نہ دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی۔ ص ۶۲

۶۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلافت کے لائق نہ تھے۔ ص ۶۲

۷۔ عمرو ابن العاص کے بارے میں پانچ آدمی دعوے دار تھے۔ کہ یہ ہمارا

marfat.com

بیٹا ہے۔ ص ۲۰۱

۸۔ امیر معاویہ کے چار باپ تھے۔ اور ان کی والدہ ہندہ زانیہ تھی۔ ص ۲۰۲

۹۔ عمر فاروق نے ہندہ سے زنا کیا۔ ص ۲۰۳

۱۰۔ ولید بن عقبہ شرابی تھا۔ حالت نشہ میں نماز پڑھانے پر ان پر حد شراب لگی۔ ص ۲۰۵

۱۱۔ جب عثمان غنی نے حکم کو واپس بلانے کا ارادہ کیا۔ تو صحابہ کرام نے اُن کو بُرے الفاظ سے ڈانٹ پلائی۔ ص ۲۰۹

۱۲۔ جب عثمان غنی نے حکم کا جنازہ پڑھا۔ تو لوگوں نے ان کے پیچھے نمازیں پڑھنا چھوڑ دیں۔ ص ۲۰۹

۱۳۔ عثمان نے مروان کو افریقہ کا خمس یعنی بیس لاکھ دینار دیئے۔ ص ۲۰۹

۱۴۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ نے زہر دلوایا۔ ص ۲۱۲

۱۵۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں دفن نہ ہونے دیا۔ ص ۲۱۳

نوٹ:۔

ان الزامات سے سبط ابن الجوزی کی شخصیت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ ایسے نظریات، وعقائد کسی سنی کے نہیں ہو سکتے۔ ان نظریات کا جواب ہم تحفہ جعفریہ کی مختلف مجلدات میں تفصیل سے درج کر چکے ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زہر دینے کا واقعہ جلد پنجم میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں دفن کرنے سے روکنے کا معاملہ جلد دوم میں مذکور ہے

marfat.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع نہ ہونا۔ ان کا دور خلافت دور شر تھا، یہ واجب القتل تھے۔ خلافت کے اہل نہ تھے۔ نفس پرست تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک سے زائد باپ، ان کی بیوی بدکار تھی، عمرو بن العاص کے بیٹا ہونے کے پانچ دعویدار اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا زانی ہونا یہ عقائد کس کی نشاندہی کرتے ہیں؟ اب آیئے خود شیعوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ سبط ابن الجوزی ہمارا تھا یا تمہارا؟

سبط ابن جوزی کے شیعہ ہونے پر شیعہ علماء کی نص

الکنی والالقاب:

سبط ابن جوزی ابوالمظفر یوسف بن فرغلی بغدادی عالم فاضل مؤرخ وکامل است و ازاوست کتاب تذکرہ خواص الامہ در ذکر خصائص ائمہ علیہم السلام ومرأت الزمان در تاریخ اعیان در حدود چہل مجلد۔ ذہبی گفتہ در آں، حکایت ہاسے باور نکردنی آوردہ وگمان ندارم ثقہ باشد ناروا گوو گزافہ پرداز است و باالجملہ رافضی است پایاں۔

(الکنی والالقاب فارسی جلد سوم ص ۲۹۷ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ: ابوالمظفر یوسف بن فرغلی سبط ابن جوزی بغدادی ایک عالم، فاضل اور مؤرخ تھا۔ تذکرۃ خواص الامراس کی تصنیف ہے۔ جس میں ائمہ اہل بیت کے خصائص ذکر کیے گئے۔ اور مرأت الزمان، تاریخ کے موضوع پر ایک اس کی تصنیف ہے۔ جو چالیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ ذہبی کا کہنا ہے۔ کہ اس کتاب میں بہت سے ایسی حکایات درج ہیں

marfat.com

جو نا قابل یقین ہیں۔ ادھر اُدھر کی ہانکنے والا، گپّی اور غیر ثقہ آدمی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کٹر شیعہ ہے۔

سبط ابن جوزی کے شیعہ ہونے پر سنی علماء کی نص

میزان الاعتدال:

یُوْسُفُ بْنُ فَرَغْلِیَ الْوَاعِظُ الْمُؤَرِّخُ شَمْسُ الدِّیْنِ اَبُوْالْمُظَفَّرِ سَبْطُ ابْنِ الجوزی رَوٰی عَنْ جَدِّہٖ وَطَائِفَۃً وَاَلَّفَ کِتَابَ مِرْاٰۃِ الزَّمَانِ فَتَرَاہُ یَاْتِیْ فِیْہِ بِمَنَاکِیْرِ الْحِکَایَاتِ وَمَا اَظُنُّہٗ بِثِقَۃٍ............قَالَ الشَّیْخُ مُحِیُّ الدِّیْنِ سَبْقَ الْبُوْسِیْ لَمَّا بَلَغَ جَدِّیْ مَوْتَ سَبْطِ ابْنِ الْجَوْزِیْ قَالَ لَا رَحِمَہُ اللّٰہُ کَانَ رَافِضِیًّا۔

(میزان الاعتدال جلد سوم ص ۳۳۳ مطبوعہ مصر طبع قدیم)

(ترجمہ: یوسف بن فرغلی واعظ مؤرخ شمس الدین ابوالمظفر سبط ابن جوزی اپنے دادا اور ایک جماعت سے روایت کرتا ہے۔

اس نے "مرآۃ الزمان" نامی کتاب تالیف کی۔ اس میں تمہیں عجیب وغریب حکایات نظر آئیں گی۔ اور میں تو اسے ثقہ گمان نہیں کرتا...... شیخ محی الدین نے کہا۔ جب میرے دادا کو سبط ابن الجوزی کی موت کی خبر ملی۔ تو انہوں نے کہا تھا۔ اس رافضی پر اللہ تعالیٰ رحم نہ کرے۔

لسان المیزان:

یوسف بن فرغلی الواعظ المؤ رخ شمس الدین ابو المظفر سبط ابن الجوزی رَوٰی عَنْ جَدِّہٖ وَ طَائِفَۃٍ وَ اَلَّفَ کِتَابَ مِرْاٰۃِ الزَّمَانِ فَتَرَاہُ یَاْتِیْ فِیْہِ بِمَنَاکِیْرِ الْحِکَایَاتِ وَمَا اَظُنُّہٗ بِثِقَۃٍ فِیْمَا یَنْقُلُہٗ بَلْ یُجَنِّفُ وَ یُجَازِفُ ثُمَّ اَنَّہٗ تَرَفَّضَ......کان رافِضِیًّا وَ لَہٗ ذُکِرَ اَنَّہٗ تَحَوَّلَ حَنْفِیًّا لِاَجَلِ الْمُعَظَّمِ عِیْسٰی قَالَ اِنَّہٗ کَانَ یُعَظِّمُ الْاِمَامَ اَحْمَدَ وَ یَتَغَالٰی فِیْہِ وَعِنْدِیْ اَنَّہٗ لَمْ یَنْتَقِلْ عَنْ مَذْھَبِہٖ اِلَّا فِی الصُّوْرَۃِ الظَّاھِرَۃِ۔

(لسان المیزان جلد ۶ ص ۳۲۸ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: یوسف بن فرغلی شمس الدین ابو المظفر سبط ابن جوزی

marfat.com

واعظ اور مؤرخ اپنے دادا اور دیگر لوگوں سے روایت کرتا ہے اس نے ایک کتاب "مراۃ الزمان" لکھی تم اسے دیکھو تو اس میں بہت ہی عجیب و غریب اور انوکھی روایات و حکایات پاؤ گے اور میں ان کے نقل کے بارے میں اسے ثقہ خیال نہیں کرتا۔ بلکہ وہ باتونی تھا۔ پھر اس پر مزید یہ کہ وہ شیعہ ہو گیا...... وہ شیعہ تھا۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔ کہ سبط ابن جوزی اپنے استاد عیسٰی کی وجہ سے حنفی ہو گیا تھا۔ کیونکہ جناب عیسٰی اس کے نزدیک قابل احترام شخصیت تھی۔ امام احمد کی تعظیم میں غلو کیا کرتا تھا۔ لیکن میرے (ابن حجر عسقلانی) کے نزدیک اس کا حنفی بننا بناوٹ اور دکھلاوے کی خاطر تھا۔ درحقیقت یہ اپنے مذہب شیعیت سے نہیں پھرا تھا۔

لمحہ فکریہ:

الکنی والالقاب اور تذکرۃ الخواص کے مندرجات سے سبط ابن الجوزی کا عقیدہ و مسلک بالکل واضح ہو گیا۔ یعنی یہ کٹر شیعہ تھا۔ اور پھر لسان المیزان سے بھی معلوم ہوا۔ کہ یہ دھوکہ اور فریب دہی کی خاطر حنفی بنا ہوا تھا۔ ورنہ حقیقت میں رافضی تھا۔ اس کے ہم عصر شیخ محی الدین کے دادا نے اس کے انتقال کی خبر سن کر بوجہ اس کے شیعہ ہونے کے یہ کلمات کہے "اللہ اس پر رحم نہ کرے کیونکہ یہ رافضی تھا"۔ اس سے بڑھ کر اس کے شیعہ ہونے کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔ ان دلائل و شواہد کے باوجود نجفی حجتی نے قسم کھا رکھی ہے۔ کہ اپنے بڑوں کو بھی معاف نہیں کرے گا۔ اور خواہ مخواہ انہیں اہل سنت میں داخل کرکے رہے گا۔ اور ان کی تصنیفات کو "اہل سنت کی معتبر"

marfat.com

کہے گا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

معلوم ہوتا ہے۔کہ اہل تشیع نے اس کو "حجۃ الاسلام" کا خطاب اسی لیے دیا کیونکہ سنیوں کو شیعہ اور شیعوں کو سنی بنا کر پیش کرنے میں اسے ید طولیٰ حاصل ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

کتاب نہم

ینابیع المودۃ مصنفہ حافظ سلیمان بن ابراہیم قندوزی

اس کتاب کے پہلے صفحہ پر اس کے مصنف کا نام اور مسلک یوں لکھا گیا ہے "تالیف حافظ سلیمان بن ابراہیم قندوزی حنفی"، جیسا کہ ہر قاری اس بات سے بخوبی آشنا ہے۔کہ اہل تشیع کے نزدیک اہل بیت کے بارہ امام ہیں اور ان کے اقوال و اعمال کو یہ دین سمجھتے ہیں، بارہ اماموں میں سے ہر ایک کی امامت منصوص من اللہ ثابت کرتے ہیں۔ پھر ان بارہ حضرات کے نام کی باری آتی ہے۔ تو اہل سنت پر حجت قائم کرنے کے لیے "ینابیع المودۃ" کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ سہم مسموم اور قول مقبول (جو کہ غلام حسین نجفی کی تالیفات ہیں) وغیرہ میں بیسیوں جگہ اس کتاب کے حوالہ جات نقل کیے گئے۔ اور ہر جگہ اسے اہل سنت کی کتاب کے طور پر لکھا گیا۔ بطور نمونہ ایک اقتباس پیش نظر ہے۔

"نبی کو فرمان کریمہ سے بعد بارہ خلیفے امام اور سردار ہونگے" اور اہل سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ میں یہ ثابت ہے۔

(سہم مسموم ص ۶۰)

marfat.com

جواب:

صاحب ینابیع المودہ سلیمان بن ابراہیم کون تھا؟ اس بارے میں "الذریعہ" کی ایک کسوٹی پیش کرکے ہم پرکھیں گے۔ کسوٹی یہ ہے۔ کہ اگر کسی شخص کے بارے میں نظریاتی اور عقائد کا اختلاف ہو۔ تو پھر اس کی تحریرات سے اس کا فیصلہ آسان ہو جاتا ہے۔ اس کسوٹی کے پیش نظر ینابیع المودہ سے چند اقتباسات (صرف ترجمہ کی صورت میں) ذیل میں مرقوم ہیں۔ اس بارے میں تفصیلی شواہد شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں ذکر کردیئے ہیں۔

صاحب ینابیع المودہ اپنی تحریرات کے آئینہ میں

۱۔ جابر سے روایت ہے کہ جنت کے دروازہ پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے۔
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی اخو رسول اللہ ص ۲۰۶

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ شب معراج تمام انبیاء کو جب میرے پاس اکٹھا کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا۔ ان سے پوچھئے کہ تمہیں کیوں نبی بنا کر بھیجا گیا؟ انہوں نے جواب دیا۔ لا الہ الا اللہ وحدہ کی شہادت، آپ کی نبوت کا اقرار اور علی ابن ابی طالب کی ولائیت کے اقرار کے لیے ہم مبعوث ہوئے ہیں۔ ص ۲۳۸

۳۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارواح سے اپنے رب ہونے کا اقرار لیا۔ تو فرمایا۔ دو میں تمہارا رب، محمد تمہارے نبی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

marfat.com

تم سب کے امیر ہیں۔ ص ۲۴۸

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ شب معراج میں نے جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا مُحَمَّدٌ حَبِیْبِیْ مِنْ خَلْقِیْ اَیَّدْتُهٗ بِعَلِیٍّ وَزِیْرُہٗ ؛ وَنَصَرْتُهٗ بِهٖ۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمدؐ تمام مخلوق سے مجھے زیادہ پیارے ہیں۔ میں نے علیؓ کے ذریعہ اُن کی تائید کی۔ علیؓ اُن کے وزیر ہیں۔ اور علیؓ کے ذریعہ میں نے ان کی مدد کی۔ ص ۲۵۶

۵۔ جابر جعفی کا کہنا ہے۔ کہ امام باقرؑ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے امامت امام حسینؓ کی اولاد میں رکھی ہے۔ اور ان بارہ اماموں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف نشاندہی فرمائی۔ فرماتے ہیں۔ جب میں آسمانوں پر گیا۔ تو میں نے ان کے ساقِ عرش پر نام لکھے دیکھے۔ نور سے لکھے ہوئے بارہ نام یہ تھے۔ علیؓ حسنؓ حسینؓ۔ علیؓ۔ محمدؓ۔ جعفرؓ۔ موسیٰ، علی، محمد، علی، الحسن، محمد القائم الحجۃ المہدی۔ ص ۴۲۷

۶۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ کا معنی یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ امام قائم کے آنے پر سلسلہ امامت کو مکمل فرمادے گا۔ ص ۴۲۹

۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! لوگوں کے سینوں میں چھپی، چھپی کدورتوں سے ڈر۔ جنہیں وہ ظاہر نہیں کرتے۔ میرے وصال کے بعد ان کو ظاہر کریں گے۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ رو دیئے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ جبرئیل نے مجھے بتایا ہے۔ کہ میرے بعد لوگ تم (علی المرتضیٰ) پر ظلم کریں گے۔ اور یہ سلسلۂ ظلم امام قائم کے

marfat.com

ظہور تک رہے گا۔ ص ۴۴۰

۸۔ حضرت جابرؓ سے عبایہ بن ربعی روایت کرتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں سید النبیین ہوں۔ اور علی سید الوصیین ہیں میرے وصی میرے بعد بارہ ہوں گے۔ ان میں سے پہلا وصی علی اور آخری امام مہدی ہو گا۔ ص ۴۴۵

۹۔ ابن عباسؓ سے روایت کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا۔ میں، علی حسن و حسین اور حسین کی اولاد میں سے نو آدمی مطہر اور معصوم ہیں۔ ص ۴۴۵

۱۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہ خلفاء والی حدیث سے مراد بارہ ائمہ اہل بیت ہیں۔ یہ ان خلفاء پر صادق نہیں آتی جنہوں نے آپ کے وصال کے بعد خلافت سنبھالی۔ کیونکہ وہ بارہ نہیں تھے۔ ص ۴۴۶

لمحہ فکریہ:

ان دس عدد تحریرات میں صاحب ینابیع المودہ کے نظریات و عقائد مکمل کر سامنے آ گئے۔ باب جنت پر اہل تشیع کا کلمہ تحریر ہونا۔ تمام انبیائے کرام کو ولائت علی المرتضٰی کے اقرار کا مکلف کرنا، تمام ارواح سے امارت و ولائت شیر خدا کا اقرار لینا، بارہ خلفاء سے مراد بارہ ائمہ اہل بیت نہ کہ خلفائے راشدین وغیرہ، اللہ تعالٰی کا اپنے نور کا مکمل فرمانے کا مطلب سلسلہ امامت کو مکمل کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد لوگوں (خلفائے ثلاثہ اور دیگر صحابہ کرام) کا حضرت علی المرتضٰی پر ظلم کرنا، علی المرتضٰی کا وصی رسول ہونا اور ائمہ اہل بیت کا معصوم ہونا یہ نظریات اہل سنت کے ہیں؟ نہیں نہیں بلکہ یہ تمام کے تمام عقائد اہل تشیع کے ہیں۔ اس کے باوجود صاحب ینابیع المودۃ

marfat.com

سُنّی کیونکر ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اس کے نام کے ساتھ "حنفی" محض دھوکہ دہی اور فریب کے طور پر لکھا گیا ہے۔ اس کی اپنی تحریرات سے اس کے نظریات کے بعد آئیے شیعہ محققین سے پوچھیں۔ کہ شیخ سلیمان بن ابراہیم صاحب در ینابیع المودہ کس مسلک سے تعلق رکھتا تھا؟ الذریعہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

صاحب ینابیع المودہ شیخ قندوزی تقیہ باز شیعہ ہے۔ اور یہ کتاب کتب شیعہ میں سے ہے:

آقا بزرگ شیعی

الذریعة الیٰ تصانیف الشیعه:

(ینابیع المودہ لذوی القربیٰ) لِلشَّیخِ سُلَیمَان بن ابراهیم الحنفی القندوزی البلخی۔ ط النقشبند (۱۲۲۰-۱۲۹۴) ط-استانبول ۱۳۰۱ فی ۵۲۷ ص ثم فی بمبئی علی الحجر ثم طهران ۱۳۰۸ وَ بَعْدَ هَا مُكَرَّرًا وَالْمُؤَلِّفِ وَإِنْ لَمْ يُعْلَمْ تَشَيُّعُهُ لٰكِنَّهُ عَنُوصِيٌّ وَالْكِتَابُ يُعَدُّ مِنْ كُتُبِ الشِّيْعَةِ اَوَّلُهُ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلَّذِیْ اَبْدَعَ الْوُجُوْدَ) وَ يَظْهَرُ مِنْهُ اَنَّ لَهُ فِیْ مَسَائِلَةِ مَوَدَّةِ ذوی الْقُرْبیٰ كِتَابٌ اٰخَرُ سَمَّاهُ

marfat.com

"مشرق الاکوان"

(الذریعۃ جلد ۲۵ ص ۲۹۰ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: ینابیع المودہ لذوی القربی، شیخ سلیمان بن ابراہیم الحنفی، القندوزی البلخی کی تصنیف ہے۔ جو (۱۲۲۰-۱۲۹۴) کو نقشبند میں چھپی ۱۳۰۱ میں استنبول میں، ۵۲۰ صفحات پر مشتمل چھپی۔ پھر بمبئی اس کے بعد ۱۳۰۸ میں تہران میں چھپی۔ اس کے بعد کئی مرتبہ اس کی اشاعت ہوئی۔ اس کے مصنف کا شیعہ ہونا اگرچہ غیر معلوم ہے۔ لیکن وہ غنوصی ہے۔ اور اس کی کتاب کا شمار کتب شیعہ میں ہی ہوتا ہے۔ کتاب "الحمد للہ رب العالمین الذی ابدع الوجود" سے شروع ہوتی ہے۔ اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی مودۃ ذوی القربی کے موضوع پر "مشرق الاکوان" کے نام سے بھی ایک کتاب ہے۔

جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ کہ کسی مصنف کے نظریات وعقائد معلوم کرنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ ایک اس کی تصانیف اور دوسرا "مصنفین" کے موضوع اور ان کے عقائد پر لکھی جانے والی کتب۔ ینابیع المودہ سے دس عدد حوالہ جات اس کے مصنف سلیمان بن ابراہیم کے شیعہ ہونے کی صراحت کرتے ہیں۔ اور معتبر شیعہ علامہ شیخ آقا بزرگ تہرانی نے بھی الذریعہ میں اس کے شیعہ ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ لہٰذا اس مصنف کا اہل سنت میں سے ہرگز شمار نہیں ہو سکتا اور اہل سنت حضرات کو اس کی کتب کی عبارات سے پریشان نہ ہونا چاہیے پھر یہ بھی بات قابل غور ہے۔ کہ اگر یہ کتاب اور اس کا مصنف سنی ہے۔

marfat.com

تو پھر اس وقت ایران میں اس کا چھپنا اور کھلے بندوں فروخت ہونا کیا معنی رکھتا ہے، کیونکہ خمینی صاحب کے دور میں کسی ایسی کتاب کی اشاعت ہرگز برداشت نہیں کی جا سکتی۔ ان شواہد کی روشنی میں اس کے نظریات وعقائد ڈھکے چھپے نہیں رہ سکتے۔

نوٹ:

"ینابیع المودۃ" کے اگر ماخذ دیکھے جائیں۔ تو یہ کتابیں نظر آئیں گی۔

۱۔ کتاب سلیم بن قیس ہلالی۔ ۲۔ مناقب ابن شہر آشوب۔ ۳۔ نہج البلاغہ یہ تینوں کتب سبھی جانتے ہیں۔ کہ مسلک شیعہ کی معتبر کتب ہیں۔ اور ینابیع المودۃ کے راوی موفق بن احمد اور شیخ صدوق کے شیعہ ہونے میں کس کو شک ہے۔ پھر بھی نجفی وغیرہ یہی ہانکے جا رہے ہیں۔ کہ یہ کتاب اہل سنت کی معتبر ہے۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

کتاب دہم ۱۰

فرائد السمطین مصنفہ ابراہیم بن محمد حموینی

"فرائد السمطین" کے مصنف کا نام ابراہیم بن محمد حموینی ہے مسئلہ امامت و خلافت وغیرہ کے اثبات پر اہل تشیع اس کی کتاب کے بعض حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ اور "اہل سنت" کے عالم دین کے روپ میں اسے ذکر کیا جاتا ہے حالانکہ یہ شخص "تقیہ باز" شیعہ ہے۔ اور اس کی تصانیف ایسے حوالہ جات سے بھری پڑی ہیں۔ جو اہل تشیع کے ہاں مسلم ہیں۔ "انوار نعمانیہ" سے ہم ان کا ایک

marfat.com

عقیدہ ذکر کر چکے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور دیگر پیغمبروں کو آگاہ کیا کہ اگر تم نے پنجتن کے بارے میں حسد و رقابت سے کام لیا۔ تو سخت سزا کے مستحق ہو جاؤ گے۔ اور یہ کہ اگر تم نے مجھ سے کچھ مانگنا ہو۔ تو ان کے وسیلہ کے بغیر نہ مانگنا۔

غلام حسین نجفی نے بھی "قول مقبول" میں ایسے عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے (اور وہ بھی اہل سنت کی طرف سے) فرائد السمطین کا حوالہ پیش کیا۔ نجفی کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

قول مقبول:

"جناب زہرا کی فضیلت عالم انوار میں"

اہل سنت کی معتبر کتاب فرائد السمطین باب اول ص ۳۶

فرائد السمطین:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ اِلْتَفَتَ یُمْنَةَ الْعَرْشِ فَاِذَا فِی النُّوْرِ خَمْسَةُ اَشْبَاحٍ سُجَّدًا وَرُکَّعًا قَالَ اٰدَمُ یَارَبِّ هَلْ خَلَقْتَ اَحَدًا مِنْ طِیْنٍ مِنْ قَبْلِیْ قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ هٰؤُلَاءِ الْخَمْسَةُ الْاَشْبَاحِ الَّذِیْنَ اَرَاهُمْ فِیْ صُوْرَتِیْ قَالَ هٰؤُلَاءِ خَمْسَةٌ مِنْ وُلْدِكَ لَوْلَا هُمْ مَا خَلَقْتُكَ هٰؤُلَاءِ خَمْسَةٌ شَقَقْتُ لَهُمْ خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ مِنْ اَسْمَائِیْ لَوْلَا هُمْ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَا الْعَرْشَ وَلَا الْکُرْسِیَّ

marfat.com

وَلَا السَّمَاءَ وَلَا الْاَرْضَ وَلَا الْمَلٰئِکَةَ وَلَا الْاِنْسَ
وَلَا الْجِنَّ فَاَنَا الْمَحْمُوْدُ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ
اَنَا الْعَالِیُّ وَهٰذَا عَلِیٌّ وَاَنَا الْفَاطِرُ وَهٰذِہٖ
فَاطِمَةُ وَاَنَا الْاِحْسَانُ وَهٰذَا الْحَسَنُ وَاَنَا
الْمُحْسِنُ وَهٰذَا الْحُسَیْنُ اٰلَیْتُ بِعِزَّتِیْ اِنَّهٗ
لَا یَاْتِیْنِیْ اَحَدٌ بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ
مِنْ بُغْضِ اَحَدِهِمْ اِلَّا اَدْخَلْتُهٗ نَارِیْ یَا اٰدَمُ
هٰؤُلَاءِ صَفْوَتِیْ مِنْ خَلْقِیْ اُنْجِیْهِمْ وَبِهِمْ اُهْلِکُهُمْ
فَاِذَا کَانَ لَکَ اِلَیَّ حَاجَةٌ فَبِهٰؤُلَاءِ تَوَسَّلْ
فَقَالَ النَّبِیُّ نَحْنُ سَفِیْنَةُ النَّجَاةِ مَنْ تَعَلَّقَ
بِهَا نَجَا وَمَنْ حَادَ عَنْهَا هَلَکَ فَمَنْ لَهٗ اِلَی اللّٰهِ
حَاجَةٌ فَلْیَسْئَلْ بِنَا اَهْلِ الْبَیْتِ۔

(اہل سنت کی معتبر کتاب فرائد السمطین باب اول ص ۳۶)

ترجمہ ملخص۔ جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو انہوں نے عرش کی دائیں جانب پانچ نوری پیکر رکوع وسجود میں مشغول عبادت پائے۔ آدم نے اللہ کے حضور میں عرض کی۔ کہ کیا مجھ سے پہلے تو نے کسی کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اللہ نے فرمایا۔ کہ نہیں۔ آدم نے عرض کی۔ یہ نوری پیکر میری صورت میں کون ہیں۔ اللہ نے فرمایا۔ کہ یہ پانچ تیری اولاد میں سے ہیں۔ اور اگر ان کو پیدا نہ کرتا تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ ان پانچ کے پانچ نام میں نے اپنے ناموں سے نکالے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں نہ ہی جنت و دوزخ کو پیدا کرتا۔

marfat.com

اور نہ ہی عرش و کرسی کو پیدا کرتا اور نہ ہی زمین و آسمان کو پیدا کرتا اور نہ ہی فرشتہ جن و انس پیدا کرتا۔ میں محمود ہوں اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں عالی ہوں یہ علی ہے۔ میں فاطر ہوں یہ فاطمہ ہے۔ اور میں احسان و محسن ہوں۔ اور یہ حسن و حسین ہیں۔

میں نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے۔ کہ جو شخص میرے پاس آئے گا۔ اور اس کے دل میں رائی برابر ان پانچ انوار کا بغض ہوگا۔ اس کو آگ میں ڈالوں گا اے آدم! یہ میری مخلوق میں چنے ہوئے ہیں۔ ان کے صدقے میں نجات دوں گا اور ان کے بغض کی وجہ سے ہلاک کروں گا۔ اے آدم! اگر تجھ کو میرے دربار میں کوئی کام پڑے۔ تو ان پانچ انوار کو وسیلہ بنا۔ اور نبی کریم نے بھی فرمایا ہے۔ ہم نجات کی کشتی ہیں۔ اور جس کو اللہ کے حضور میں کوئی حاجت پیش آئے۔ وہ ہم اہل بیت کے وسیلہ سے اللہ سے حاجت طلب کرے۔ (قول مقبول فی اثبات وحدت بنت الرسول ص ۱۲ - ۱۳)

جواب:

"فرائد السمطین"، کے بارے میں "ینابیع المودۃ"، کے مصنف اپنی اسی تصنیف میں کچھ عقائد کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اگرچہ "فرائد السمطین"، ہمارے پاس نہیں۔ لیکن ینابیع المودۃ میں اس کے چند حوالہ جات ملتے ہیں۔ ان حوالہ جات کی روشنی میں آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ محمد بن ابراہیم کون ہے؟ اور کس مسلک سے تعلق رکھتا ہے؟

marfat.com

ینابیع المودۃ میں مذکورہ فرائد السمطین کے چند اقتباسات

۱۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا۔ اور روتے ہوئے فرمایا۔ کچھ لوگوں کے دل میں تیرا بغض ہے۔ جو میرے بعد ظاہر کریں گے۔ یعنی تم سے خلافت چھینیں گے۔ ص ۱۳۴

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک یہودی کا سوال و جواب۔ یہودی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ جبکہ ہر نبی کا وصی ہوتا چلا آیا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کے یوشع بن نون وصی تھے۔ اس لیے آپ کا بھی وصی لازمی ہے۔ وہ کون ہے؟ فرمایا۔ میرا وصی علی ابن ابی طالب ہے۔ اس کے بعد ان کے دونوں فرزند حسن و حسین پھر ان کے بعد نو امام جو امام حسین کی پشت سے ہوں گے (وہ میرے وصی ہیں) یہودی نے پوچھا مجھے ان کے نام تبلا دیجئے؟ فرمایا جب حسین رضہ دنیا سے رخصت ہوں گے تو ان کے بیٹے علی، ان کے بعد ان کے بیٹے محمد، ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر، ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ، ان کے بیٹے علی، ان کے بعد ان کے بیٹے محمد، ان کے بعد ان کے بیٹے علی، ان کے بعد ان کے بیٹے حسن ان کے بعد ان کے بیٹے الحجۃ محمد المہدی۔ یہ ہیں بارہ ائمہ (جو میرے وصی ہوں گے ص ۴۴۱

۳۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرمایا میں، علی، حسن اور حسین اور نو افراد ان کی اولاد سے مطہر و معصوم ہوں گے۔ ص ۴۴۵

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ میرے بعد میرے خلفاء اور وصی حضرات اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق پر حجت، بارہ حضرات ہوں گے ص ۴۴۶۔

marfat.com

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ذکر فرمایا ۔ "میرے بعد میری امت کے امام حضرت علی المرتضیٰ ہوں گے۔ اور ان کی اولاد سے وہ شخص آئے گا۔ جو القائم المنتظر کے نام سے مشہور ہو گا۔ اور جو آتے ہی دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

توضیح:

حوالہ نمبر ا۔ میں صاحب فرائد السمطین کے عقیدہ کے مطابق خلفائے ثلاثہ معاذ اللہ غاصب خلافت ملی ہیں۔

۲۔ کے مطابق حضرت علی وصیِ رسول ہیں۔ اور بارہ ائمہ یکے بعد دیگرے وصی ہیں۔ لہٰذا خلفائے ثلاثہ نے حضور کی وصیت کو ٹھکرا کر اپنی خلافت کا اعلان کیا۔

۳۔ کے اعتبار سے تمام ائمہ کو معصوم کہا گیا۔ یہی چند عقائد ہیں۔ کہ جو شیعہ اور سنی کے مابین مختلف ہیں۔ شیعہ ان کے شد ومد سے قائل ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ ان عقائد کی وجہ سے صاحب فرائد السمطین محمد بن ابراہیم کٹر شیعہ ہے۔

ان حوالہ جات سے جو عقائد نظر آئے۔ اُن کی رو سے ہم پہچان گئے کہ فرائد السمطین کا مصنف ہرگز سنی نہیں ہے۔ اب دوسرا طریقہ سامنے رکھیے خود شیعہ محققین سے پوچھتے ہیں۔ کہ اس مصنف کے بارے میں تمہاری کیا تحقیق ہے۔ تو سنیئے۔

marfat.com

فرائد السمطین کا مصنف شیعوں کا پروردہ ہے اس لیے اس کا شیعہ ہونا ہی قرین عقل ہے۔ آقا بزرگ شیعہ الذریعہ:

وَ بِالْجُمْلَةِ تَرْجَمَ صَاحِبُ الرِّيَاضِ صَدْرُ الدِّيْنِ اِبْرَاهِيْم هٰذَا فِيْ ذَيْلِ عُنْوَانِ الْمُحْتَمَلِ تَشَيُّعُهُمْ لِلتَّلَمُّذِ عَلَى الشِّيْعَةِ وَ التَّالِيْفِ فِيْ فَضَائِلِ اَهْلِ الْبَيْتِ اَقُوْلُ فِيْ مَكْتَبَةِ الْمِشْكَاةِ نُسْخَةٌ مِنْ فَرَائِدِ السِّمْطَيْنِ تَامَّةٌ..... اَوَّلُهَا بَعْدَ الْبَسْمَلَةِ تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا وَ بَعْدَ ذِكْرِ النَّبِيِّ قَالَ وَ انْتَخَبَ لَهٗ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيًّا اَخًا وَعَوْنًا وَ رِدْاءً اِلٰى قَوْلِهٖ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَتَمَ النُّبُوَّةَ بِهٖ وَ بَدَءَ الْوِلَايَةَ مِنْ اَخِيْهِ صِنْوِ اَبِيْهِ الْمُنَزَّلِ فَصْلُهُ النُّبُوَّةُ مَنْزِلَةَ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى وَصِيُّهُ الْمُرْتَضٰى الْمُرْتَضٰى عَلِيٌّ بَابُ مَدِيْنَةِ الْعِلْمِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَ وَصِيُّهُ اَسَدُ اللّٰهِ الْغَالِبُ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَ اٰلِهٖ وَ عِتْرَتِهِ الْمُبَارَكَةِ وَ ذُرَارِيْهِ الطَّاهِرَاتِ نُجُوْمٌ

فَلَكِ الْعِصْمَةِ ۔

(الذریعہ جلد ۱۶ ص ۱۳۶، ۱۳۷ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: صاحب الریاض صدر الدین ابراہیم نے اپنی اس تصنیف میں ایک عنوان باندھا۔ وہ یہ کہ کچھ مصنفین ایسے ہیں جو مشہور و معروف شیعہ علماء کے شاگرد ہیں۔ اور انہوں نے فضائل اہل بیت پر تصانیف بھی لکھی۔ ان دو باتوں کی بنا پر ان مصنفین کے شیعہ ہونے کا احتمال ہے۔ اس عنوان کے تحت صاحب فرائد السمطین کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ میں (صاحب الذریعہ) کہتا ہوں کہ مکتبہ الشکوۃ میں فرائد السمطین کا مکمل نسخہ موجود ہے۔ اس کتاب میں بسم اللہ کے بعد تبارك الذی نزل الفرقان آیت لکھی ہوئی ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و ثناء تحریر ہے۔ پھر یہ الفاظ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی المرتضےٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منتخب کیا۔ آپ کے بھائی اور مددگار بنے۔ پھر حضرت علی المرتضےٰ کے بارے میں مزید لکھا۔ کہ تمام تعریفیں اس اللہ کی جس نے آپ پر دروازہ نبوت بند کر دیا۔ اور ولایت کی ابتداء آپ کے چچازاد بھائی سے کی۔ جو آپ کے ساتھ وہ مقام و منزلہ رکھتے ہیں۔ جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھا علی المرتضےٰ آپ کے وصی ہیں۔ الرضی والمرتضےٰ ہیں۔ باب العلم ہیں آخر میں یہ کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی، اللہ کے شیر علی ابن ابی طالب آپ کی عترت و آل مبارک جو آسمان عصمت کے

marfat.com

درخشندہ ستارے ہیں۔ (یعنی معصوم ہیں)

توضیح:

"صاحب الریاض" نے دو وجوہات کی بنا پر محمد بن ابراہیم حموینی کے شیعہ ہونے کا احتمال ذکر کیا۔ لیکن آقائے بزرگ طہرانی شیعی صاحب الذریعہ نے اس کی تصنیف فرائد السمطین کے اقتباسات سے اس کا پکا شیعہ ہونا ثابت کیا ہے۔ جن باتوں سے اس کی شیعیت ثابت کی گئی وہ بالاختصار یہ ہیں۔

۱۔ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر، خلیل، رفیق اور ظہیر لکھا گیا۔

۲۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ کی تفسیر کے تحت حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کو امام الاولیاء لکھ کر ان کی آل واولاد کو ائمہ معصومین کہا گیا۔

۳۔ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ وصی رسول ہیں۔ ان تین عقائد کے بعد جب اس کا شیعہ ہونا صاحب الذریعہ کے نزدیک مسلم تھا۔ تو اس نے اسی حموینی کے لیے یہ دعائیہ الفاظ اسی مذکورہ صفحہ پر لکھے۔

غَفَرَ اللّٰهُ عَنْهُ لِمَحَبَّةِ الْاَئِمَّةِ الطَّاهِرِيْنَ وَ اَحْيَاهُ عَلٰى مُتَابِعَتِهِمْ وَ وِلَايَتِهِمْ وَاَمَاتَهُ عَلَيْهَا وَحَشَرَهُ مَعَهُمْ وَجَعَلَهُ تَحْتَ لِوَائِهِمْ سَادَةِ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ۔

ترجمہ: ائمہ معصومین کے ساتھ محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ حموینی کو معاف کر دے۔ ان کی متابعت اور امامت کے عقیدہ پر اسے زندہ رکھے۔ اور ان کے ساتھ اس کا حشر و نشر کرے۔ اور ان اولین و آخرین

کے سرداروں کے جھنڈے تلے اُسے جگہ دے۔

مذہب شیعہ میں صرف اور صرف اہل تشیع کے لیے دعائے مغفرت ہے۔ فروع کافی میں مذکور ہے۔ کہ اگر کوئی اہل سنت مر جائے۔ تو اس کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی جائے۔ اور اگر بامر مجبوری شرکت کرنی پڑے۔ تو اس کے لیے مغفرت کی دعا کرنا حرام ہے۔ بلکہ اس کی بجائے لعنت کی دعا کرے۔ آقائے بزرگ طہرانی نے کلمات دعائیہ کہہ کر اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ فرائد السمطین کا مصنف اِن کا اپنا ہے۔ اور یقیناً ایسا ہی ہے۔ ان تصریحات کے بعد حموینی کی شخصیت نکھر کر سامنے آگئی۔ اب اسے سنی عالم اور اس کی تصنیف کو اہل سنت کی معتبر کتاب قرار دینا "ظلم عظیم" سے کم نہیں۔ قول مقبول کے نامقبول و نامعقول انداز سے اس کے مؤلف لا یعقل نجفی جھنجی کی بے ایمانی بھی ظاہر ہو گئی۔

(فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار)

کتاب یازدھم ۱۱

مقتل ابی مخنف مصنفہ لوط بن یحییٰ

اہل تشیع کے ہاں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے غم میں ماتم کرتے ہوئے خون بہانا جائز ہے۔ جب اس پر اہل سنت کی طرف سے اعتراض ہوتا ہے تو اس وقت "مقتل ابی مخنف" کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔ اور اسے اہل سنت کی معتبر کتاب لکھ کر اتمام حجت کرتے ہیں۔ آیئے پہلے ان کا ایسا کرنا ثابت کریں۔ پھر "مقتل ابی مخنف" پر گفتگو کریں گے۔

marfat.com

ماتم اور صحابہ:

"ماتم حسین رض میں سیدہ زینب رض کا خون بہانا"

اہل سنت کی معتبر کتاب مقتل ابی مخنف بحوالہ ینابیع المودۃ ص ۳۵۰ پر ہے۔

فَلَمَّا رَأَتْ زَيْنَبُ رَأْسَ اَخِيْهِ قَدْ اَنُوْ بِالرُّؤُسِ مَقَدَّ مَا عَلَيْهَا نَطَحَتْ جَبْهَتَهَا بِمَقْدَمِ الْاَ قُتَابِ خَرَجَ دَمٌ مِنْهَا۔

ترجمہ: جب حضرت زینب بنت علی نے اپنے بھائی کے سر کو دیکھا۔ جو سب سروں کے آگے آگے تھا۔ (اب چونکہ بازار کوفہ ہے اور مصیبت کی انتہا ہے۔ نبی زادیوں پر لوگ صدقہ کی کھجوریں پھینک رہے ہیں۔ قتل امام مظلوم کی خوشی میں طبل بجائے جا رہے ہیں۔ بازار سجے ہوئے ہیں۔ نواسۂ رسول کا سر نیزہ پر ہے۔ اور نبی کی نواسیاں سر برہنہ اونٹوں پر سوار ہیں۔ آلِ نبی کی بے بسی کا یہ عالم ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ بھی رحم کھائے ہوئے ہیں) ایسی حالت میں ام المصائب نے اپنا سر چوب محمل پر مارا اور خون جاری ہو گیا۔ بہن کا سر اور بھائی کا سر ہم رنگ ہو گئے۔

(ماتم اور صحابہ تصنیف غلام حسین نجفی شیعی۔ ص ۱۵۷، ۱۵۸)

جواب:

"ینابیع المودۃ" کے حوالہ سے نجفی نے مقتل ابی مخنف کا حوالہ پیش کیا

marfat.com

گویا حوالا ایک لیکن کتابیں دو ہو گئیں۔ جہاں تک ینابیع المودہ کا تعلق ہے۔ جو سلیمان بن ابراہیم کی تصنیف ہے۔ ہم اس کے متعلق گذشتہ اوراق میں بحث کر چکے ہیں۔ یہ تو اہل سنت کی کتاب ہی نہیں۔ اب دوسری کتاب "مقتل ابی مخنف" کے بارے میں نجفی نے جو دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ ہم اس کی پردہ دری کرتے ہیں۔ اس کے مصنف کا نام لوط بن یحییٰ ہے۔ یہ وہ شخص ہے۔ جس کے کٹر شیعہ ہونے میں نہ کسی شیعہ کو شک ہے۔ اور نہ ہی سنّی کو۔ اگر ہے تو نجفی اینڈ کمپنی کو۔ لوط بن یحییٰ کون ہے؟ دونوں طرف کی کتب سے ملاحظہ کیجئے۔

(صاحب مقتل ابی مخنف کے شیعہ ہونے پر سنی شیعہ علماء کی نصوص۔)

میزان الاعتدال:

لوط بن یحیٰی ابو مخنف اخباری تالف لا یوثق به ترکه ابوحاتم وغیره وقال الدارقطنی ضعیف وقال یحیی بن معین لیس بثقة وقال مرة لیس بشئ وقال ابن عدی شیعی محترق صاحب اخبارهم۔

(۱۔ میزان الاعتدال جلد دوم ص۔ ۳۶۰ مطبوعہ مصر)

(۲۔ لسان المیزان جلد چہارم ص ۴۹۲ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: لوط بن یحییٰ ابومخنف قصے کہانیاں بیان کرنے والا غیر معتبر راوی ہے۔ ابوحاتم نے اس کی روایت کو چھوڑا۔ دار قطنی نے اسے ضعیف کہا۔ یحییٰ بن معین اسے غیر ثقہ کہتے ہیں۔

marfat.com

مرۃ اسے لیس بشئی اور ابن عدی نے اسے شیعی کہا۔ اور سخت جلا بھنا قصہ گو تھا۔

الکنی والالقاب:

ابو مخنف لوط بن یحیی بن سعید بن مخنف بن سلیم الازدی شَیْخٌ اَصْحَابُ الْاَخْبَارِ بِالْکُوْفَۃِ وَوَجْہِہِمْ کَمَا عَنْ (جش) وَ تُوُفِّیَ سنۃ ۱۵۷ یُرْوِیْ عَنِ الصَّادِقِ (ع) وَیُرْوِیْ عَنْہُ ھَشَّامُ الْکَلْبِیُّ وَجَدُّہٗ مخنف بن سلیم صَحَابِیٌّ شَہِدَ الْجَمَلَ فِیْ اَصْحَابِ عَلِیٍّ (ع) حَامِلاً رَأیَۃَ الْاَزْدِ فَاسْتَشْہَدَ فِیْ تِلْکَ الْوَقْعَۃِ سنۃ ۳۶ وکان ابو مخنف من اعاظم مؤرخی الشِّیْعَۃِ۔

(الکنی والالقاب جلد اول ص ۱۵۵ مطبوعہ تہران طبع جدید) تذکرہ ابو مخنف

ترجمہ: ابو مخنف لوط بن یحیے ازدی کوفہ کے اُن بڑے لوگوں میں سے تھا۔ جو واقعات اور قصہ کہانیاں بیان کرنے والے تھے یہ بات نجاشی سے منقول ہے ۱۵۷ھ میں فوت ہوا۔ امام صادق رض سے روایت کرتا ہے۔ اور اس سے آگے ہشام الکلبی نے روایت کی ہے۔ اس کا دادا مخنف بن سلیم صحابی تھا۔ جنگ جمل میں حضرت علی المرتضیٰ رض کے طرفداروں میں اُزد کا جھنڈا اٹھائے ہوئے شریک ہوا تھا۔ اور اسی جنگ میں شہادت پائی ۔ یہ

marfat.com

۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ خود ابومخنف شیعہ مؤرخین کے اکابر میں سے تھا۔

صاحب مقتل لوط بن یحییٰ مشہور امامی شیعہ ہے

شیعہ علماء کا متفقہ فیصلہ

تنقیح المقال:۔

وَ تَنْقِيْحُ الْمَقَالِ فِيْ حَالِ الرَّجُلِ اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِي التَّامَّلُ فِيْ كَوْنِهٖ شِيْعِيًّا اِمَامِيًّا كَمَا صَرَّحَ بِذَالِكَ جَمَاعَةٌ وَ اِنْكَارُ ابْنُ اَبِي الْحَدِيْدِ ذَالِكَ بِقَوْلِهٖ فِيْ شَرْحِ النَّهْجِ وَ اَبُوْ مِخْنَفٍ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَ مِمَّنْ يَرٰى صِحَّةَ الْاِمَامَةِ بِالْاِخْتِيَارِ وَ لَيْسَ مِنَ الشِّيْعَةِ وَ لَا مَعْدُوْدًا مِنْ رِجَالِهَا۔ انتھی۔ مِنَ الْخُرَافَاتِ الَّتِيْ تَعَوَّدَتِ الْعَامَّةُ عَلَيْهَا فِيْ مَذْهَبِهِمْ وَ فِيْمَا يَرْجِعُ اِلَيْهِ كَيْفَ وَ قَدْ صَرَّحَ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ بِتَشَيُّعِهٖ بَلْ جَعَلَ بَعْضُهُمْ تَشَيُّعَهٗ سَبَبًا لِرَدِّ رِوَايَتِهٖ كَمَا هِيَ عَادَتُهُمْ غَالِبًا اَلَا تَرٰى اِلٰى قَوْلِ صَاحِبِ الْقَامُوْسِ فِيْ مَادَّةِ خ ن ف وَ مِخْنَفٌ كَمِنْبَرٍ وَ اَبُوْ مِخْنَفٍ لُوْطُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَارِيٌّ شِيْعِيٌّ تَالِفٌ مَتْرُوْكٌ انتھی ۔ وَ الْعَجَبُ الْعُجَابُ اِنَّ ابْنَ اَبِي الْحَدِيْدِ نَطَقَ بِمَا سَمِعْتَ بَعْدَ اَنْ رَوٰى اَشْعَارًا

marfat.com

فِي اَنَّ عَلِيًا وَصِيُّ رَسُوْلِ اللهِ وَ قَالَ ذَكَرَ هٰذِهِ
الْاَشْعَارَ وَ الْاَرَاجِزَ بِاَجْمَعِهَا اَبُوْ مِخْنَفٍ لُوْط
بِنْ يَحْيٰى فِيْ كِتَابِ وَقْعَةِ الْجَمَلِ انتهٰى
فَاِنَّ نَقْلَهُ لِتِلْكَ الْاَشْعَارِ شَاهِدٌ لِتَشَيُّعِهِ
وَ اِلَّا لَمْ يَكُنْ لِيَرْوِيْهَا كَمَا هِيَ عَادَةُ اَهْلِ السُّنَّةِ
غَالِبًا وَ بِالْجُمْلَةِ فَكَوْنُ الرَّجُلِ شِيْعِيًّا اِمَامِيًّا
مِمَّا لَا يَنْبَغِي الرَّيْبُ فِيْهِ۔

(تنقیح المقال فی علم الرجال جلد دوم ص ۴۴ من ابواب اللام مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

حقیقت حال یہ ہے۔ کہ ابو مخنف لوط بن یحییٰ کے امامی شیعی ہونے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ اس کے بارے میں ایک بہت بڑی محققین کی جماعت نے تصریح کی ہے۔ (کہ یہ شیعہ ہے) نہج البلاغہ کی شرح میں ابن ابی الحدید کا یہ کہہ کر اس کے شیعہ ہونے کا انکار کرنا ایک بجواس سے کم نہیں ہے۔ "ابو مخنف محدثین میں سے ہے۔ اور اُن لوگوں میں سے ہے۔ جو امامت کو بالاختیار کہتے ہیں۔ پھر ابن ابی الحدید نے یہی کہا۔ کہ ابو مخنف کا شمار شیعہ رجال میں نہیں ہوتا۔ یہ وہ بجواس ہے۔ جو اہل سنت کیا کرتے ہیں۔ بھلا یہ انکار کب درست ہو سکتا ہے۔ جبکہ ایک بہت بڑی جماعت نے اس کے شیعہ ہونے کی تصریح کی ہے۔ بلکہ بعض نے تو اس کی روایات کے مردود ہونے کی وجہ اس کا شیعہ ہونا قرار دیا ہے

جیسا کہ ان کی عادت ہے۔ کیا صاحب قاموس کا یہ قول تمہارے پیش نظر نہیں ہے۔ جو اس نے خ ن ف کے مادہ پر بحث کے دوران کہا۔ قول یہ ہے۔ مخنف بروزن منبر ہے۔ اور ابو مخنف لوط بن یحییٰ قصے کہانیاں بیان کرنے والا شیعہ ہے۔ اس کی تالیفات قابل اخذ نہیں ہیں۔ عجیب سے عجیب تر یہ ہے۔ کہ ابن ابی الحدید نے ابو مخنف کے بارے میں شیعہ نہ ہونے کی بات کی۔ لیکن وہ بھی اس وقت جب اس کے ایسے اشعار نقل کر چکا تھا۔ جن میں اس نے حضرت علی المرتضٰی کو رسول اللہ کا وصی کہا ہے۔ اور ان اشعار کے درج کرنے کے بعد خود ابن ابی الحدید نے لکھا ہے۔ کہ یہ اشعار اور رجز یہ کلام ابو مخنف کا ہے۔ اور اس نے انہیں کتاب واقعۃ الجمل میں لکھا ہے۔ ابن ابی الحدید کا یہ شعر ذکر کرنا ابو مخنف کے شیعہ ہونے کی دلیل ہے۔ اور اگر یہ شیعہ نہ ہوتا تو اس کے اشعار کی روایت نہ کرتا۔ جیسا کہ اکثر اہل سنت کی عادت ہے مختصر یہ کہ ابو مخنف لوط بن یحییٰ امامی شیعہ ہے۔ اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے۔ کہ جس میں شک و ریب نہیں ہونا چاہیئے۔

تنقیح المقال:

وقال النجاشی لوط بن یحیٰی بن سعید بن مخنف بن سالم اللازدی الغامدی ابومخنف شَيْخُ اَصْحَابِ الْاَخْبَارِ بِالْكُوْفَةِ وَوَجْهُهُمْ وَكَانَ يَسْكُنُ اِلٰى مَا يُرْوِيْهِ روی عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ...... وَصَنَّفَ كُتُبًا كَثِيْرَةً مِنْهَا كِتَابُ الْمَغَازِيْ كِتَابُ السَّقِيْفَةِ كِتَابُ الرِّدَّةِ، كِتَابُ

marfat.com

فُتُوحِ الْاِسْلَامِ، كِتَابُ فُتُوحِ الْعِرَاقِ، كِتَابُ فُتُوحِ خُرَاسَان، كِتَابُ الشُّورٰى، كِتَابُ قَتْلِ عُثْمَانَ كِتَابُ الْجَمَلِ، كِتَابُ صِفِّيْن، كِتَابُ النَّهْرَوَان، كِتَابُ الْحَكَمَيْنِ، كِتَابُ الْغَارَاتِ كِتَابُ مَقْتَلِ اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْن كِتَابُ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ كِتَابُ مَقْتَلِ الْحَسَنِ۔ الخ -

(تنقیح المقال جلد دوم ص ۴۳ من ابواب اللام - مطبوعہ تہران)

ترجمہ:

نجاشی نے کہا۔ کہ لوط بن یحییٰ ابو مخنف کوفہ کے قصہ کہانیاں بیان کرنے والوں میں سے ایک بڑا آدمی تھا۔ اور امام جعفر صادق رضی سے جو روایات اس نے کیں۔ اُن پر مطمئن تھا۔ اس کی بہت سی تصانیف ہیں مثلاً کتاب المغازی، کتاب السقیفہ، کتاب الردۃ، کتاب فتوح الاسلام، کتاب فتوح العراق، کتاب فتوح خراسان، کتاب الشوریٰ کتاب قتل عثمان، کتاب الجمل، کتاب صفین، کتاب نہروان، کتب الحکمین، کتاب الغارات، کتاب مقتل امیرالمومنین، کتاب مقتل حسن و حسین الخ۔

اعیان الشیعہ:

مُؤَلِّفُوا الشِّيْعَةِ فِي التَّارِيْخِ وَ السِّيَرِ وَالْمَغَازِيْ ...... وَمِنْهُمْ اَبُوْ مِخْنَفٍ لُوْطُ بْنُ يَحْيَى الْاَزْدِي الْغَامِدِيْ قَالَ النَّجَاشِيْ مِنْ

marfat.com

أَصْحَابُ الْاَخْبَارِ بِالْكُوْفَةِ وَوَجْهِهِمْ وَصَنَّفَ كُتُبًا كَثِيْرَةً مِنْهَا الْمَغَازِيْ فتوح الشام الخ ...... وَقَالَ ابْنُ النَّدِيْمِ فِي الْفِهْرِست قَرَأْتُ بِخَطِّ اَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزَّازِ قَالَتِ الْعُلَمَاءُ اَبُوْ مخنف بِاَمْرِ الْعِرَاقِ وَاَخْبَارِهَا وَفُتُوْحِهَا يَزِيْدُ عَلٰى غَيْرِهٖ وَالْمَدَائِنِيْ بِاَمْرِ الْخُرَاسَانِ وَالْهِنْدِ وَفَارِسٍ۔ وَالْوَاقِدِيْ بِالْحِجَازِ وَالسِّيْرَةِ وَقَدِ اشْتَرَكُوْا فِيْ فُتُوْحِ الشَّامِ وَاِثْنَانِ مِنَ الثَّلَاثَةِ شِيْعَةٌ اَبُوْ مِخْنَفٍ وَالْوَاقِدِيْ۔

(اعیان الشیعۃ للسید محسن الامین جلد اول ص ۱۵۳ مطبوعہ بیروت طبع جدید) من الفوا الشیعۃ فی التاریخ والسیر والمغازی

ترجمہ: جن شیعہ علماء نے فن تاریخ، سیرت اور مغازی پر کتب لکھیں۔ ان میں سے ایک ابو مخنف لوط بن یحییٰ ازدی غامدی بھی ہے نجاشی نے کہا۔ کہ یہ کوفہ کے قصہ گو لوگوں میں سے مشہور آدمی تھا۔ اس نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں سے مغازی، فتوح الشام الخ میں فہرست میں ابن الندیم نے کہا۔ کہ میں نے احمد بن الحارث خزاز کے ہاتھوں سے لکھی یہ تحریر پڑھی ... علماء کہتے ہیں۔ کہ عراق کے واقعات وفتوحات کے معاملہ میں ابو مخنف تمام تاریخ دانوں سے آگے ہے۔ اور مدائنی خراسان اور ہند و فارس کی تاریخ میں سبقت رکھتا ہے۔ تاریخ حجاز اور سیرت کے موضوع پر واقدی کا نمبر ہے یہ تینوں فتوح الشام میں برابر ہیں۔ ان تینوں میں سے ابو مخنف اور

marfat.com

واقدی شیعہ ہیں۔

اعیان الشیعہ:

جَمَاعَةٌ مِنَ الشِّيْعَةِ اِمْتَازُوْا عَنْ غَيْرِهِمْ فِي الرِّجَالِ وَالتَّارِيْخِ وَالْاَنْسَابِ.........

ابو مخنف لوط بن یحییٰ الازدی فی القاموس اَخْبَارِيٌّ شِيْعِيٌّ۔

(اعیان الشیعہ جلد اول ص ۱۵۶)

ترجمہ: فن رجال، تاریخ اور انساب کے معاملہ میں وہ شیعہ علماء جو دوسروں سے اس فن میں ممتاز ہیں۔۔۔۔۔۔۔ ان میں سے ایک ابومخنف لوط بن یحییٰ ازدی بھی ہے۔ القاموس میں ہے۔ کہ یہ اخباری اور شیعی تھا۔

الذریعة:

مَقْتَلُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِاَبِيْ مِخْنَفٍ لُوْطِ بْنِ يَحْيٰى يَرْوِيْ عَنْهُ هِشَامُ الْكَلْبِيُّ الَّذِيْ تُوُفِّيَ سنہ ۲۰۵ھ صاحب مقتل ابی عبد اللہ الحسین مقتل ابی مخنف مر بعنوان مقتل ابی عبداللہ الحسین۔ مقتل ابی عبد اللہ الحسین لابی مخنف۔

(الذریعة جلد ۲۲ ص ۲۹ تا ۳۱ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: مقتل امیرالمومنین نامی کتاب ابومخنف لوط بن یحییٰ کی تصنیف

marfat.com

ہے۔ اس سے ہشام کلبی نے روایت کی۔ جو ۲۰۵ھ میں فوت ہوا۔
مقتل ابی عبداللہ الحسین کا مصنف بھی لوط بن یحییٰ ہے۔

نوٹ:

جیسا کہ ہر ذی علم جانتا ہے۔ کہ آقائے بزرگ طہرانی نے الذریعہ الی تصانیف الشیعہ میں ان لوگوں کی تصانیف و تالیفات کا تذکرہ کیا ہے۔ جو شیعہ ہوئے۔ جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ جبکہ اس کتاب میں لوط بن یحییٰ ابو مخنف کا بھی تذکرہ موجود ہے۔ جو ہم الذریعہ وغیرہ کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں۔ جب ابو مخنف اور اس کی تصنیفات دونوں مسلک شیعہ پر ہیں۔ تو پھر اس کو سنی کیونکر سمجھا جائے۔

لمحہ فکریہ:

ابو مخنف لوط بن یحییٰ کے بارے میں اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کی کتب کے حوالہ جات ملاحظہ کرنے کے بعد اس کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ مسلک اہل سنت کے حوالہ سے اسے ایسا شیعہ لکھا گیا۔ جو حضرات صحابہ کرام سے حسد و بغض اور ان کے فضائل و مناقب سے چڑنے والا تھا۔ اور کتب شیعہ نے اسے ان شیعوں میں سے ایک ممتاز شیعہ لکھا ہے۔ جو فن تاریخ وغیرہ میں ید طولیٰ کے مالک تھے۔ پھر عبداللہ مامقانی صاحب تنقیح المقال نے تو ابن ابی الحدید ایسے بزرگ شیعہ کی اس بات پر مرمت کر دی۔ کہ وہ ابو مخنف کو شیعہ کیوں نہیں مانتا۔ اور اس کی اس بات کو خرافات اور ایک عجوبہ قرار دیا۔ ان تمام تصریحات کے باوجود نجفی کا اسے سنی کہنا کس قدر حواس باختی کا مظہر ہے۔

مغالطہ:

نجفی نے مقتل ابی مخنف کا مذکورہ حوالہ ذکر کرنے کے بعد ایک اعتراض و جواب

marfat.com

بھی لکھا۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ کچھ اس کا تذکرہ بھی ہو جائے۔ اعتراض یہ تھا۔ کہ لوط بن یحییٰ کو اہل سنت کہتے ہیں کہ شیعہ ہے۔ لہٰذا اس کا حوالہ اہل سنت کے خلاف حجت نہیں بن سکتا؟ نجفی نے اس کا جواب یہ دیا۔ کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے امام ابو حنیفہ کو جناب زید بن علی کا شیعہ ،، لکھا ہے۔ تو پھر ان کی باتوں کو بھی سنیوں کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ حالانکہ تقریباً تمام اہل سنت ان کے ہی مقلد ہیں۔ پھر لکھا۔ کہ سنیوں کی یہ عادت ہے۔ کہ جس کا انکار کرنا ہو۔ اس کو شیعہ کہہ دیتے ہیں۔ الخ

نجفی کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ یہ سمجھتا ہے۔ کہ اہل سنت کی کتب میں لوط بن یحییٰ کو جو شیعہ لکھا گیا۔ وہ جان چھڑانے کے لیے ہے ورنہ وہ حقیقت میں سنی ہے۔ اب ذرا مغالطہ کو سامنے رکھیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے امام ابو حنیفہ کو زید بن علی کا جس معنی میں شیعہ لکھا۔ وہ طرفدار اور حمایتی کے معنی میں ہے۔ اور یہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی منقبت ہے اور مسلک اہل سنت کے حق میں ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ انہوں نے آڑے وقت میں بھی آلِ رسول کا دامن نہ چھوڑا۔ اور اسی کی خاطر جان بھی دے دی۔ لیکن لوط بن یحییٰ کو ،،شیعہ،، جو کہا گیا۔ وہ اس معنی میں نہیں۔ بلکہ ایک نظریہ اور عقائد کے اعتبار سے وہ شیعہ ہے۔ جس کی کچھ تفصیل گذشتہ اوراق میں پیش کی جا چکی ہے۔ اگر دونوں ایک ہی قسم کے شیعہ تھے۔ تو ثابت کرنا پڑے گا۔ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ عصمت ائمہ کے قائل تھے۔؟ کیا ان کے نزدیک حضرات انبیائے کرام سے ائمہ کا درجہ بڑھ کر تھا؟ کیا وہ مروجہ ماتم کو شعار اسلام سمجھتے تھے؟

قارئین کرام! آپ بخوبی جان چکے ہوں گے۔ کہ نجفی نے مقتل ابی مخنف کو اہل سنت کی معتبر کتاب لکھ کر اپنی دوکان چمکانے کی کوشش کی ہے اور اپنے

marfat.com

ہم نواؤں سے بتے بتے کروانے کی خاطر یہ ڈھونگ رچایا ہے ۔ تار ماتی کہہ سکیں ۔ لو بھائی ۔ ماتم کرنا تو سنیوں کی کتابوں سے بھی ثابت ہے ۔ دین فروشی اور اپنے گرگوں کو سنیوں میں داخل کر کے کتے اور خنزیر کروانا تاکوئی دوسرا "حجۃ الاسلام" کیوں کرتا ۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

کتاب دوازدھم ۱۲

حلیۃ الاولیاء مصنفہ حافظ ابونعیم

حلیۃ الاولیاء کے مصنف کا نام حافظ ابونعیم ہے ۔ اس کے بارے میں کتب شیعہ یہی کہتی ہیں ۔ کہ یہ ہمارے مسلک کا مصنف ہے ۔ لیکن تقیہ پر پیرا ہو کر اس نے شیعیت چھپائے رکھی ۔ اس بنا پر کچھ لوگ اسے اہل سنت میں سے سمجھتے ہیں اور پھر سنیت کو بدنام کرنے کے لیے اس کو استعمال کیا جاتا ہے ۔ غلام حسین نجفی نے بھی یہی کیا ۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا اپنے سر پر خاک ڈالنا اس کی کتاب سے ثابت کر کے یہ کہنا چاہا ۔ کہ بوقتِ مصیبت سر پر خاک ڈالنا سنیوں کی کتاب اور ان کے خلیفہ سے بھی ثابت ہے ۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو ۔

ماتم اور صحابہ :

"وقت مصیبت سر میں خاک ڈالنا سنت حضرت عمر ہے"

حلیۃ الاولیاء :

عَنْ عَقْبَہ بن عَامِرٍ قَالَ لَمَّا طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰہ

حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَبَلَغَ ذَالِكَ عُمَرَ فَوَضَعَ التُّرَابَ عَلَى رَأْسِهِ وَجَعَلَ يَقُولُ مَا يَعْبَأُ اللهُ بِعُمَرَ بَعْدَ هٰذَا۔

(اہل سنت کی معتبر کتاب حلیۃ الاولیاء، جلد دوم ص۵۰ تا ۵۱ حفصہ بنت عمر

ترجمہ: راوی کہتا ہے۔ کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی حفصہ بنت عمر کو طلاق دی۔ اور یہ خبر جناب عمر کو پہنچی۔ تو عمر نے سر میں خاک ڈالی اور کہنے لگا۔ اب اس کے بعد اللہ کی بارگاہ میں عمر کی کوئی آبرو نہیں۔

قارئین۔ بیٹی کی طلاق ایک صدمہ ہے۔ لیکن آل نبی کا گھر جس طرح ویران ہوا۔ اور نواسۂ رسول، امام حسین علیہ السلام جس بے دردی سے شہید ہوئے۔ یہ اہل اسلام کے لیے ایک مصیبت عظمیٰ ہے۔ منصف ذرا انصاف فرمائیں۔ کہ حفصہ کی طلاق پر حضرت عمر رض سر میں خاک ڈالیں تو یہ شرعاً جرم نہیں اور اگر امام حسین کی یاد میں ہم خاک ڈالیں تو یہ بدعت ہے۔ (ماتم اور صحابہ ص ۱۵۴، ۱۵۵ تصنیف غلام حسین نجفی)

جواب:

گزشتہ کتب کے مصنفین کے بارے میں تحقیق کا جو طریقہ ہمارے سامنے ہے۔ حلیۃ الاولیاء۔ اور اس کے مصنف کے نظریات وعقائد معلوم کرنے کے لیے ہم انہی دو طریقوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔ پہلے حلیۃ الاولیاء حافظ ابو نعیم کے معتقدات خود اس کی تحریروں سے ملاحظہ ہوں۔

marfat.com

محدث ابو نعیم کی شیعہ نواز تحریریں

در حلیۃ الاولیاء

حلیۃ الاولیاء،

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَا اَنَسُ اُسْکُبْ لِیْ وُضُوْءً اثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قَالَ یَا اَنَسُ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ عَلَیْکَ مِنْ ھٰذَا الْبَابِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَیِّدُ الْمُسْلِمِیْنَ وَقَائِدُ غُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ وَخَاتِمُ الْوَصِیِّیْنَ قَالَ اَنَسٌ قُلْتُ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ رَجُلاً مِنَ الْاَنْصَارِ وَکَتَمْتُہٗ اِذْ جَاءَ عَلِیٌّ فَقَالَ مَنْ ھٰذَا یَا اَنَس فَقُلْتُ عَلِیٌّ فَقَامَ مُسْتَبْشِرًا فَاعْتَنَقَہٗ ثُمَّ جَعَلَ یَمْسَحُ عَرَقَ وَجْھِہٖ بِوَجْھِہٖ وَیَمْسَحُ عَرَقَ عَلِیٍّ بِوَجْھِہٖ قَالَ عَلِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ رَاَیْتُکَ صَنَعْتَ شَیْئًا مَا صَنَعْتَ بِیْ مِنْ قَبْلُ قَالَ وَمَا یَمْنَعُنِیْ وَاَنْتَ تُؤَدِّیْ عَنِّیْ وَتُسْمِعُھُمْ صَوْتِیْ وَتُبَیِّنُ لَھُمْ مَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ بَعْدِیْ رَوَاہُ جابر الجعفی عن ابی الطفیل عن

marfat.com

انس نحوہ۔

(حلیۃ الاولیاء جلد اول ص ۶۳، تا ۶۴، تذکرہ علی ابن ابی طالب)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے لیے تیاری کا حکم دیا۔ (میں نے وضو کا اہتمام کیا۔ آپ نے وضو فرمایا۔) پھر کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھیں۔ پھر مجھ سے فرمایا۔ جو سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہوگا۔ وہ امیر المومنین، سید المسلمین اور خاتم الوصیین اور امت کا مستقیم ہوگا۔ میں نے دل میں ہی کہا۔ اے اللہ! یہ آنے والا انصار میں سے ہو۔ اتنے میں حضرت علی المرتضی تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون آیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ علی آئے ہیں۔ آپ خوشی سے کھڑے ہوئے اور ان کو گلے لگا لیا۔ پھر اپنا پسینہ ان کے منہ پر اور ان کا پسینہ اپنے منہ پر ملنے لگے۔ حضرت علی رض نے پوچھا۔ حضور آج آپ نے میرے ساتھ جو کچھ کیا۔ وہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا کرنے سے مجھے کوئی چیز کیسے روکتی۔ حالانکہ تم وہ ہو کہ میرا پیغام لوگوں تک پہنچاؤ گے۔ اور میری آواز ان کو سناؤ گے۔ اور ان کے مابین اختلاف کو واضح کرو گے۔ اس روایت جیسی روایت جابر جعفی نے ابو الطفیل کی سند سے حضرت انس رض سے ذکر کی ہے۔

نوٹ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ کلام علی المرتضی کے خلیفہ بلافصل ہونے کی ایک دلیل ہے۔ اور یہی عقیدہ اہل تشیع کا ہے۔ اسی لیے،

marfat.com

خاتم الوصیین کا لقب بھی انہیں عطا کیا گیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرضہ جات اور آپ کے پاس رکھی گئی امانتوں اور وعدوں کا ایفا یہ سب حضرت علی المرتضٰی کی ذمہ داری بنتی تھی لیکن ان پر عمل ابوبکر صدیق نے کیا۔ لہٰذا وہ وصیت مصطفٰے کے پورا کرنے والے ٹھہرے۔

سلیمان بن ابراہیم صاحب ینابیع المودۃ نے ایک روایت اپنی کتاب میں درج کرکے اُسے حافظ ابو نعیم کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے "حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے شب معراج آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا۔ تو آسمان پر تمام پیغمبر جمع تھے۔ جب میں ان کے پاس پہنچا۔ تو وحی آئی۔ اے محمد! ان سے ان کی بعثت کا مقصد پوچھئے۔ انہوں نے جواب دیا۔ خدا کی وحدانیت کی گواہی، آپ کی نبوت کا اقرار اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ولایت کو ماننا یہ ہماری بعثت کا مقصد ہے۔ (ینابیع المودۃ ص ۳۳۸)

حضرات انبیائے کرام سے حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کی امامت و ولایت کا اقرار لیا جانا کس سُنّی کا عقیدہ ہے۔؟ اگر حافظ ابو نعیم سُنّی تھا۔ تو اس مضمون کی روایت کیوں کی۔؟ اور پھر اسے شیر مادر سمجھتے ہوئے سلیمان بن ابراہیم نے اسے ینابیع المودۃ میں کیوں ذکر کیا؟

حلیۃ الاولیاء:

عَنْ اَبِیْ بَرْزَہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ عَہِدَ اِلَیَّ عَہْدًا فِیْ عَلِیٍّ فَقُلْتُ یَا رَبِّ بَیِّنْہُ لِیْ فَقَالَ اسْمَعْ فَقُلْتُ سَمِعْتُ فَقَالَ اِنَّ عَلِیًّا رَایَۃُ الْھُدٰی وَ اِمَامُ اَوْلِیَائِیْ

marfat.com

وَ نُوْرَ مَنْ اَطَاعَنِیْ۔

(حلیۃ الاولیاء جلد اوّل صفحہ ۶۶، ۶۷، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: ابی برزہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے علی المرتضٰے رضی کے بارے میں ایک عہد لیا میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا۔ اے رب! وہ عہد بیان فرمادو۔ فرمایا۔ سنو۔ میں نے کہا سنتا ہوں۔ تو کہا۔ بے شک علی المرتضٰے رضی ہدایت کا جھنڈا، میرے اولیاء کا امام اور میری اطاعت کا نور ہے۔

اس عبارت سے بھی شیعی نظریات ٹپک رہے ہیں۔ پیغمبر آخر الزمان سے حضرت علی المرتضٰے رضی کے بارے میں عہد لیا جا رہا ہے۔ شائد اسی عہد کے پیش نظر مناقب ابن شہر آشوب نے لکھا۔ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اگر تم نے اے محمد! علی المرتضٰے کی ولایت کا اعلان نہ کیا۔ تو میں آپ کو عذاب دوں گا۔

اب دوسرا طریقہ اپناتے ہوئے ہم ابونعیم کے متعلق کتب شیعہ سے چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ جن میں شیعہ اکابر و محققین نے بالتصریح یہ لکھا ہے کہ حافظ ابونعیم ہمارا آدمی ہے۔ اور اس کی شیعیت پختہ ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

---

marfat.com

محدث ابو نعیم ملّاں باقر مجلسی شیعہ کا جد اعلیٰ ہے اور خاندان مجلسی میں ابو نعیم کا تشیع متوارث سے منقول ہے ═══ شیعہ علماء

الذریعہ

تاریخ اصفہان للحافظ ابی نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران الاصفہانی المولود (۳۳۶ او ۳۳۴) والمتوفی ۴۳۰ کَمَا اَرَّخَہٗ ابْنُ خُلْکَانَ وَ قَبْرُہٗ فِی الْاَصْفَہَانِ فی (آب بخشان) قَالَ فِیْ مَعَالِمِ الْعُلَمَاءِ اِنَّہٗ عَامِیٌّ اِلَّا اَنَّ لَہٗ مَنْقَبَۃُ الْمُطَہِّرِیْنَ وَ مَرْتَبَۃُ الطیبین وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِیْ اَمِیْرِ المومنین علیہ السلام وعن الشیخ البہائی انہ اَوْرَدَ فِیْ (حِلْیَتِہٖ) مَا یَدُلُّ عَلیٰ خُلُوْصِ وِلَائِہٖ وَ ھُوَ الْجَدُّ الْاَعْلیٰ لِلْعَلَّامَۃِ الْمَجْلِسِیْ وَحُکِیَ فِیْ (الرَّوْضَاتِ) عَنِ الْاَمِیْرِ محمد حسین الخواتون آبادی اَلْجَزْمُ بِتَشَیُّعِہٖ نَقْلًا عَنْ اٰبَائِہٖ عَنْہُ۔

marfat.com

(الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد سوم ص ۲۳۲
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

"تاریخ اصفہان" ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی کی تصنیف ہے اس کا سن پیدائش ۳۳۶ یا ۳۴۴ ہے۔ اور ۴۳۰ھ میں انتقال ہوا۔ یہ تاریخ ابن خلکان کی تحقیق کے مطابق ہے۔ اصفہان میں مقام آب بخشان میں اس کی قبر ہے۔ معالم العلماء میں ہے۔ کہ ابو نعیم ایک عام سُنّی مصنف ہے۔ مگر اہل بیت مطہرین کی منقبت و مرتبہ میں دو تصانیف بنام منقبۃ المطہرین، مرتبۃ الطیبین ہیں۔ اس نے قرآن کریم کی وہ آیات بھی اکٹھی کی ہیں۔ جو حضرت علی المرتضےٰ کی شان میں نازل ہوئیں۔ شیخ بہائی کا کہنا ہے۔ کہ ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں ایسی باتیں درج کیں ہیں۔ جو اس کی اہل بیت سے محبت پر دلالت کرتی ہیں۔ ابو نعیم مذکور علامہ مجلسی کا دادا ہے۔ اور "الروضات" میں امیر محمد حسین خراتون آبادی سے حکایت کی گئی ہے۔ کہ ابو نعیم یقیناً اہل تشیع میں سے ہے۔ اس کا کٹر شیعہ ہونا اس کے آباؤ اجداد سے منقول ہے۔

اعیان الشیعہ:

عَنْ رِیَاضِ الْعُلَمَاءِ اَنَّ اَبَا نعیم هذا المعروف اَنَّهٗ کَانَ مِنْ مُحَدِّثِیْ عُلَمَاءِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَلٰکِنْ سَمَاعِیْ مِنَ الْاُسْتَاذِ مُحَمَّد باقر مجلسی اَنَّ الظَّاهِرَ کَوْنُهٗ مِنْ عُلَمَاءِ

maktabah.org

اَصْحَابِنَا وَ فِیْ رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ فِیْ بَعْضِ فَوَائِدِ
سَیِّدِنَا الامیر محمد حسین خاتون آبادی
سِبْطِ الْعَلَّامَةِ محمد باقر المجلسی قَالَ وَ
مِمَّنْ اَطَّلَعْتُ عَلٰی تَشَیُّعِهٖ مِنْ مَشَاهِیْرِ عُلَمَاءِ
اَهْلِ السُّنَّةِ هُوَ الْحَافِظُ اَبُوْ نعیم المحدث
باصبهان صاحب کتاب حِلْیَةِ الْاَوْلِیَاءِ وَهُوَ
مِنْ اَجْدَادِ جَدِّیْ العلامة ضاعف الله اَنْعَامَهٗ
وَ قَدْ نَقَلَ جَدِّیْ تَشَیُّعَهٗ عَنْ وَالِدِهٖ
عَنْ اَبِیْهِ حَتّٰی اِنْتَهٰی اِلَیْهِ اِلٰی اَنْ قَالَ وَ
لِذَا تَرٰی کِتَابَهُ الْمُسَمّٰی بِحِلْیَةِ الْاَوْلِیَاءِ
یَحْتَوِیْ عَلٰی اَحَادِیْثِ مَنَاقِبِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
علیه السلام مِمَّا لَا یُوْجَدُ فِیْ سَائِرِ الْکُتُبِ
وَ لَمَّا کَانَ الْوَلَدُ اَعْرَفُ بِمَذْهَبِ الْوَالِدِ
مِنْ کُلِّ اَحَدٍ لَمْ یَبْقَ شَكٌّ فِیْ تَشَیُّعِهٖ
وَعَنِ الْمَوْلٰی نِظَامِ الدین القرشی مِنْ تَلَامِذَةِ
الشیخ البهائی اَنَّهٗ ذَکَرَهٗ فِیْ القسم الثانی
مِنْ کِتَابِ رِجَالِهٖ نِظَامُ الْاَقْوَالِ وَ قَالَ
رَأَیْتُ قَبْرَهٗ فِیْ اِصْبَهَانَ مَکْتُوْبًا عَلَیْهِ
قَالَ رَسُوْلُ الله صلی الله علیه وسلم مَکْتُوْبٌ
عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِیْكَ لَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَبْدِیْ

marfat.com

وَرَسُوْلِيْ وَ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَوَاهُ الشَّيْخُ الْمُؤْمِنَ الْحَافِظُ الثِّقَةُ الْعَدْلُ اَبُوْ نعیم الخ۔ (اعیان الشیعہ جلد سوم ص، مطبوعہ بیروت طبع جدید) تذکرہ ابونعیم

ترجمہ: ریاض العلماء سے منقول ہے۔ کہ ابونعیم صاحب حلیۃ الاولیاء اہل سنت کے محدثین میں سے تھا۔ لیکن میں نے جو اپنے استاد محمد باقر مجلسی سے سن رکھا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ابونعیم ہمارے علماء میں سے تھا۔ اور روضات الجنات میں امیر محمد حسین خاتون آبادی جو کہ ملا باقر مجلسی کا نواسہ ہے۔ نے کچھ فوائد ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اہلِ سنّت کے مشہور علماء میں سے جن کے شیعہ ہونے پر مجھے اطلاع ہوئی۔ ان میں سے ایک حافظ ابونعیم محدث اصبہانی ہے جن کی تصنیف حلیۃ الاولیاء ہے۔ ابونعیم مذکور میرے داد کے اجداد میں سے ہیں۔ میرے دادا نے اِن کا شیعہ ہونا اپنے والد اور والد کے والد سے نقل کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ابونعیم تک تمام کو شیعہ میں سے کہہ گئے۔ پھر کہا۔ کہ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کی تصنیف حلیۃ الاولیاء میں ایسی احادیث پاتے ہو۔ جو حضرت علی المرتضیٰ کی منقبت میں ہیں یہ احادیث تمہیں دوسرے کسی مصنف کی کتاب میں نہ ملیں گی۔ جب بیٹا اپنے والد کے مذہب کو سب سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔ تو پھر ابونعیم کے شیعہ ہونے میں قطعاً شک نہ رہا۔ نظام الدین قرشی جو کہ شیخ بہائی کے شاگردوں میں سے ہے۔ اس سے منقول ہے۔ کہ میں نے ابونعیم کی اصبہان میں قبر دیکھی۔ اس پر یہ عبارت

درج تھی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ساق عرش پر لکھا ہوا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ لا شریک ہے۔ محمد بن عبداللہ میرے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں نے علی المرتضیٰ رض کے ذریعہ ان کی تائید کی،، اسے شیخ حافظ ابونعیم نے روایت کیا ہے۔ الخ۔

ابونعیم کی قبر پر آج بھی شیعوں والا کلمہ لکھا ہوا ہے۔

الکنی والالقاب:

ابو نعیم الاصبھانی مصغرًا الحافظ احمد بن عبد الله بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مهران الاصبهانی من اَعْلَامِ الْمُحَدِّثِيْنَ وَالرُّوَاةِ وَاَكَابِرِ الْحُفَّاظِ وَالثِّقَاتِ اَخَذَ عَنِ الْاَفَاضِلِ وَاَخَذُوْا عَنْهُ لَهُ كِتَابُ حِلْيَةِ الْاَوْلِيَاءِ وَهُوَ مِنْ اَحْسَنِ الْكُتُبِ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ خَلْكَانَ وَهُوَ كِتَابٌ مَعْرُوْفٌ بَيْنَ اَصْحَابِنَا يَنْقُلُوْنَ عَنْهُ اَخْبَارَ الْمَنَاقِبِ وَلَهُ اَيْضًا كِتَابُ الْاَرْبَعِيْنَ مِنَ الْاَحَادِيْثِ الَّتِيْ جَمَعَهَا فِيْ اَمْرِ الْمَهْدِيِّ ع وَلَهُ تَارِيْخُ اِصْبَهَان وَعَنِ الْمَوْلٰى نظام الدين القرشى تِلْمِيْذِ شَيْخِنَا البِهَائِىْ اَنَّهُ ذَكَرَ هٰذَا الرَّجُلَ

marfat.com

فِي الْقِسْمِ الثَّانِي مِنْ كِتَابِ رِجَالِهِ الْمُسَمّٰى بِنِظَامِ الْاَقْوَالِ قَالَ وَرَاَيْتُ قَبْرَهٗ فِيْ اِصْبَهَانَ وَكَانَ مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ قَالَ (ص) مَكْتُوْبٌ عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَوَاهُ الشَّيْخُ الْحَافِظُ الْمُؤْمِنُ الثِّقَةُ الْعَدْلُ اَبُوْ نُعَيْمٍ الخ

(کتاب الکنی و الالقاب جلد اول ص ۱۶۵ تا ۱۶۶ مطبوعہ تہران طبع جدید) تذکرہ ابو نعیم

ترجمہ: ابونعیم اصبہانی حافظ احمد بن عبداللہ بن احمد اکابر محدثین اور راویوں میں سے ہوا۔ اور بہت بڑا حافظ الحدیث اور ثقہ آدمی تھا اپنے دور کے فاضل علماء سے علم پڑھا۔ اور پھر اس سے پڑھنے والے بھی فاضل ہی ہوئے۔ اس کی ایک تصنیف حلیۃ الاولیاء نامی ہے۔ ابن خلکان نے اس کو بہترین تصنیف کہا ہے۔ یہ کتاب ہم اہل تشیع کے علماء میں معروف و مشہور ہے۔ وہ مناقب کی روایات اسی سے نقل کرتے ہیں۔ ابونعیم کی ایک اور تصنیف کتاب الاربعین ہے۔ جس میں امام مہدی کے متعلق احادیث کو اس نے جمع کیا ہے تاریخ اصبہان بھی اسی کی تصنیف ہے۔ مولوی نظام الدین شاگرد شیخ بہائی نے ابونعیم کو کتاب نظام الاقوال میں دوسری قسم کے لوگوں میں درج کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ میں نے اصبہان میں اس کی قبر کو دیکھا۔ اس پر یہ عبارت درج تھی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

maifat.com

فرمایا۔ساقِ عرش پر یہ کلمہ تحریر ہے۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لاشریک ہے۔محمد بن عبداللہ میرے بندے اور رسول ہیں۔علی المرتضیٰ کے ذریعہ میں نے ان کی تائید کی،،یہ روایت حافظ مومن شیخ ابو نعیم نے ذکر کی ہے۔

لمحہ فکریہ :

کچھ لوگوں نے حافظ ابو نعیم اصفہانی کو سنی علماء میں شمار کیا۔اور پھر اس کے فضائل اور مناقب بھی ذکر کیے۔بات دراصل یہ ہے۔کہ سنیوں میں چونکہ "تقیہ،،منافقت نہیں ہے۔اس لیے نہ خود کرتے ہیں۔اور نہ کسی میں بغیر دلیل اس کو ثابت کرتے ہیں۔علماء اہل سنت نے ابو نعیم کی کتب کو دیکھا۔ان میں بظاہر کوئی ایسی بات جو اہل تشیع اور اہل سنت کے مابین فرق کرنے والی ہو۔نظر نہ آئی۔اور نہ ہی صحابہ کرام پر تبرہ بازی کی گئی ہو۔اس بنا پر انہوں نے اسے اپنا سمجھا۔اس کے برعکس شیعہ مسلک میں "تقیہ،،کے بغیر آدمی بے دین ہوتا ہے۔لا دین لمن لا تقیۃ لہ۔اس لیے انہوں نے تقیہ باز شیعہ علماء اور کھرے سنیوں کے مابین فرق کیا۔اور تحقیق کے ساتھ دونوں کی نشاندہی کی۔اس لیے جب اہل تشیع کو کوئی ایسی عبارت جو ان کے مقصد و معتقدات کے مطابق ہو نظر آئی۔تو اس کے قائل کو اپنا کہا۔اور اہل سنت کی روش پر اس کا چلنا اسے بطور تقیہ قرار دیا۔اس حقیقت کے پیش نظر حافظ ابو نعیم کو شیعہ محققین و علماء نے صاف صاف لکھا۔کہ یہ دراصل ہمارا آدمی ہے محض تقیہ کی بنا پر سنی بنا ہوا تھا۔اور بظاہر سنیوں نے اسے سنی ہی کہا۔اور یہ دھوکہ کچھ شیعہ لوگوں کو بھی ہو گیا۔اس دھوکہ سے آگاہ کرنے کے لیے ملا باقر مجلسی کے حوالہ سے اس کے نواسے نے ابو نعیم کے جدی پشتی شیعہ ہونے کی دلیل پیش کی۔اور حلیۃ الاولیاء کتاب کو بھی بطور سند پیش کیا

marfat.com

حافظ ابو نعیم کے تشیع پر اس کی اپنی عبارات کی گواہی

عبارت نمبر(۱) حلیۃ الاولیاء

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُوْنَ
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حُصَيْرَه
عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ جُنْدُبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَا اَنَسُ
اُسْكُبْ لِيْ وَضُوْءًا) ثُمَّ قَامَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ
ثُمَّ قَالَ (يَا اَنَسُ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْكَ مِنْ
هٰذَا الْبَابِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدُ الْمُسْلِمِيْنَ وَ
قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ وَخَاتِمُ الْوَصِيِّيْنَ)
قَالَ اَنَسٌ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ
وَكَتَمْتُهٗ اِذْ جَاءَ عَلِيٌّ فَقَالَ (مَنْ هٰذَا يَا اَنَسُ؟)
فَقُلْتُ عَلِيٌّ فَقَامَ مُسْتَبْشِرًا فَاعْتَنَقَه ثُمَّ جَعَلَ
يَمْسَحُ عِرَقَ وَجْهِهٖ بِوَجْهِهٖ وَيَمْسَحُ عِرْقَ
عَلِيٍّ بِوَجْهِهٖ قَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَقَدْ رَاَيْتُكَ
صَنَعْتَ شَيْئًا مَا صَنَعْتَ بِيْ مِنْ
قَبْلُ؟ قَالَ (وَمَا يَمْنَعُنِيْ وَاَنْتَ تُؤَدِّيْ عَنِّيْ

marfat.com

وَتَسْمَعُهُمْ صَوْتِیْ وَتُبَیِّنَ لَهُمْ مَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ بَعْدِیْ) رواه جابر الجعفی عن ابی الطفیل نحوه۔

(حلیۃ الاولیاء جلد اول صفحہ ۶۳ تا ۶۴)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس کو فرمایا۔ میرے لیے وضو کا پانی لاؤ۔ آپ نے وضو فرمایا۔ اور دو رکعتیں ادا کیں۔ پھر کہا۔ اے انس! جو شخص اس دروازہ سے تم پر سب سے پہلے داخل ہوگا۔ وہ امیر المؤمنین، سید المسلمین، قائد غیر المحجلین اور خاتم الوصیین ہوگا۔ حضرت انس رض بیان کرتے ہیں۔ میں نے دل میں کہا۔ اے اللہ! یہ منصب کسی انصاری کو عطا کرنا۔ اچانک علی المرتضےٰ رض آ گئے۔ حضور نے پوچھا۔ انس! یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا۔ علی المرتضےٰ رض ہیں۔ آپ بخوشی کھڑے ہوئے اور ان سے معانقہ کیا۔ پھر ان کے چہرہ کا پسینہ اپنے چہرہ پر ملنے لگے۔ علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کا پسینہ اُن کے چہرے پر بہ رہا تھا حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آج آپ میرے ساتھ کچھ ایسا سلوک کر رہے ہیں۔ جو اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کیوں نہ کروں کیونکہ تو وہ ہے جو میری طرف سے امانتیں ادا کرے گا۔ میری آواز لوگوں کو سنائے گا۔ اور میرے بعد جس میں لوگ اختلاف کریں گے تم اُسے بیان کرو گے۔ ابو طفیل نے جابر جعفی نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔

توضیح:

روایت مذکورہ میں "خاتم الوصیین" کے لفظ اہل تشیع کے ایک عظیم عقیدہ

marfat.com

کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ یہی عقیدہ یہ لوگ اپنی اذان اپنے کلمہ میں ادا کرتے ہیں۔ اور اسی عقیدہ کی بنا پر وہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کرنا جائز اور غاصبانہ فعل گردانتے ہیں۔ گویا اس ایک لفظ سے حافظ ابونعیم نے شیعیت کی بھرپور ترجمانی کر دی ہے پھر شیعہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جبری بیعت کے وقت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ آہ و بکا کی۔ اور روضۂ رسول سے آواز بھی آئی۔ اس آہ و بکا کے واقعہ کا ذکر ابونعیم نے "تسمعھم صوتی الخ" میں کر کے شیعیت کی ہمنوائی کی۔ علاوہ ازیں روایت مذکورہ کے راوی ابراہیم بن میمون اور حارث ابن حصیرہ کٹر شیعہ ہیں۔

میزان الاعتدال:

ابراھیم بن محمد بن میمون من اجلاء الشِّیْعَۃِ۔

(میزان الاعتدال جلد اول صفحہ نمبر۳۰)

ترجمہ: ابراہیم بن محمد بن میمون شیعہ برادری کے بہت بڑے عالم ہیں۔

میزان الاعتدال:

الحارث بن حصیرہ الازدی من المُحْتَرِقِیْنَ بِالْکُوْفَۃِ فِی التَّشَیُّعِ وَقَالَ ذنیج سَأَلْتُ جریر اَرَأَیْتَ الحارث بن حصیرہ قَالَ نَعَمْ رَأَیْتُہٗ شَیْخًا کَبِیْرًا طَوِیْلًا لسکوت یَصِرُّ عَلٰی اَمْرٍ عَظِیْمٍ عن الحارث بن حصیرہ عن زید بن وھب سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُوْلُ اَنَا عَبْدُ اللہِ

marfat.com

وَ اَخُوہٗ وَ رَسُوْلِهٖ لَا یَقُوْلُهَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ
وَ قَالَ اَبُوْ حَاتِمِ الرَّازِیْ هُوَ مِنَ الشِّیْعَةِ الْعِتْقِ
(میزان الاعتدال جلد اول صفحہ ۲۰۰۰) حرف حاء

ترجمہ: حارث بن حصیرہ کوفہ کے دل جلے شیعوں میں سے تھا۔ ذریح کہتا ہے میں نے جریر سے پوچھا کیا تو نے حارث بن حصیرہ کو دیکھا ہے۔ کہا ہاں۔ وہ ایک بہت بوڑھا اور بہت زیادہ خاموش آدمی تھا۔ ایک امر عظیم پر اصرار کرتا تھا۔ وہ یہ کہ اس نے علی بن وہب کے واسطہ سے بیان کیا کہ اس نے علی المرتضٰے سے سنا۔ فرماتے تھے۔ میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ یہ بات میرے بعد وہی کہے گا۔ جو بہت بڑا جھوٹا ہو گا۔ ابو حاتم رازی کے بقول حارث بن حصیرہ پکا شیعوں میں سے تھا۔

قارئین کرام! روایت مذکورہ کے دونوں راوی کٹر شیعہ اور بے لگام ہونے کے ساتھ ساتھ حسد و بغض کے مارے بھی ہیں۔ ان کی روایت کسی اہل سنت کے لیے کب حجت بن سکتی ہے۔ ؟ اگر ابو نعیم میں ان کی ہم نوائی نہ ہوتی۔ اور وہ کٹر اہل سنت ہوتا۔ تو ایسوں کی روایت ذکر نہ کرتا۔ اور اس روایت میں حضرت علی المرتضٰے کا جو قول پیش کیا گیا۔ وہ حقیقت سے بہت دور ہے۔ جس اعتبار سے علی المرتضٰے رض حضور کے بھائی ہیں۔ اسی اعتبار سے عبداللہ بن عباس اور فضل بن عباس رض کا بھی آپ سے یہی رشتہ ہے۔ کیا یہ دونوں اگر اپنے آپ کو رسول اللہ کا بھائی کہیں تو "کذاب" شمار ہوں گے ؟ علاوہ ازیں ابو نعیم نے روایت کے آخر میں اسی روایت کا جابر جعفی سے مروی ہونا بیان بھی کیا۔ اور یہ صاحب اپنے پہلے دو ساتھیوں سے بھی چند قدم آگے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

marfat.com

تہذیب التہذیب:۔

وَكَانَ جَابِرٌ كَذَّابًا...... قال الشعبى لجابر يا جابر لَا تَمُوْتُ حَتّٰى تَكْذِبَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم. قال اَمَّا جَعْفِيٌّ فَكَانَ وَاللّٰهِ كَذَّابًا يُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ. وقال ابو يحيى الحمانى عن ابى حنيفه مَا لَقِيْتُ فِيْمَنْ لَقِيْتُ اَكْذَبَ مِنْ جَابِرِ الجعفى...... وقال يحيى بن يعلى سمعت زائدة يقول جابر الجعفى رَافِضِيٌّ يَشْتِمُ اَصْحَابَ النَّبِى صلى الله عليه وسلم.. قال العجلى كَانَ ضَعِيْفًا يَغْلُوْ فِى التَّشَيُّعِ ....وقال الميونى قلت لاحمد بن خداش اَكَانَ جَابِرٌ يَكْذِبُ قَالَ اِىْ وَاللّٰهِ...... وقال ابن حبان كَانَ سَبَائِيًّا مِنْ اَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰه بن سبا, وَكَانَ يَقُوْلُ اِنَّ عَلِيًّا يَرْجِعُ اِلَى الدُّنْيَا.

(تہذیب التہذیب جلد دوم صفحہ ۴۷ تا ۵۰)

ترجمہ: جابر کذاب ہے۔ شعبی نے جابر سے کہا۔ تو اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان نہ باندھے۔ کہا۔ کہ جعفی وہ تو خدا کی قسم کذاب تھا۔ اور رجعت پر ایمان رکھتا تھا۔ ابو یحییٰ الحمانی نے ابی حنیفہ سے بیان کیا۔ کہ میں نے جابر جعفی ایسا کذاب اور کوئی نہیں دیکھا۔ یحییٰ بن یعلیٰ کا کہنا ہے۔ میں نے زائدہ سے سنا۔ کہ جابر جعفی رافضی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالی دیا کرتا تھا۔

marfat.com

حلّی کا کہنا ہے۔ ضعیف راوی ہے۔ اور تشیع میں غلو کرتا تھا میمونی نے کہا کہ میں نے احمد بن خراش سے پوچھا کیا جابر جھوٹ بولتا تھا انہوں نے کہا خدا کی قسم ہاں۔ ابن حبان نے کہا۔ کہ جابر جعفی عبداللہ بن سبا یہودی کے مذہب کا پیرو تھا۔ اور کہا کرتا تھا۔ کہ علی المرتضیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔

لمحہ فکریہ :۔

روایت مذکورہ کے جو ذرائع اور واسطے حافظ ابونعیم نے بیان کیے۔ اُن کے رجال کٹر شیعہ بلکہ کذاب اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو گالی دینے والے لوگ ہیں۔ اور جابر جعفی تو کھلم کھلا عبداللہ بن سبا کا پرچارک ہے۔ اور رجعت علی المرتضیٰ کا قائل ہے۔ جو اہل تشیع کا ایک اور واضح عقیدہ ہے۔ ابونعیم نے اس روایت کو ذکر کر کے اس پر کوئی تنقید نہ کی۔ اسے کی رضامندی کی دلیل ہے۔ لہذا ابونعیم کا تشیع واضح ہے۔ اور تقیہ کا خوگر شیعہ ہونا ظاہر ہے۔

نوٹ :

روایت مذکورہ کے آخری الفاظ۔ قال لعلی اَنْتَ تُبَیِّنُ لِاُمَّتِیْ مَا اخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِیْ ،، کے متعلق مستدرک میں یہ مذکور ہے۔ قلت بل ھو فیما اعتقدہ من وضع ضرار قال ابن معین کذاب یعنی علامہ ذہبی کہتے ہیں۔ کہ روایت مذکورہ ،، ضرار ،، کی گھڑی ہوئی ہے۔ اور ابن معین نے اسے کذاب کہا ہے۔ لہذا روایت مذکورہ کا آخری حصہ بھی پہلے کی طرح موضوع ہے۔ اگرچہ اول حصہ بالاتفاق موضوع ہے۔

عبارت نمبر ۲:

قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یَا عَلِیُّ

marfat.com

أَخْصِمُكَ بِالنُّبُوَّةِ وَلَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَتَخْصِمُ النَّاسَ بِسَبْعٍ وَلَا يُحَاجُّكَ فِيهِمَا أَحَدٌ مِّنْ قُرَيْشٍ أَنْتَ أَوَّلُهُمْ إِيمَانًا بِاللهِ وَأَوْفَاهُمْ بِعَهْدِ اللهِ وَأَقْوَمُهُمْ بِأَمْرِ اللهِ وَأَقْسَمُهُمْ بِالسَّوِيَّةِ وَأَعْدَلُهُمْ فِي الرَّعِيَّةِ وَأَبْصَرُهُمْ بِالْقَضِيَّةِ وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَ اللهِ مَزِيَّةً

(حلیۃ الاولیاء جلد اول ص ۶۵ تا ۶۶)

ترجمہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! میں تیرے ساتھ نبوت کے ساتھ جھگڑا کروں گا۔ اور میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ اور تو لوگوں کے ساتھ سات باتوں میں جھگڑا کرے گا۔ اور ان میں کوئی قریشی تیرے ساتھ جھگڑا نہ کرے گا۔ تو اللہ پر ایمان لانے میں، اللہ کا عہد پورا کرنے میں۔ اللہ کا امر قائم کرنے میں ان سب سے پہلے درجہ پر ہے۔ اور ان میں سے برابر تقسیم کرنے، رعیت میں انصاف کرنے، فیصلہ کی حقیقت تک رسائی اور اللہ کے نزدیک مرتبہ میں اعلیٰ و افضل ہے۔

توضیح:

روایت مذکورہ میں جملہ "أَخْصِمُكَ بِالنُّبُوَّةِ" کا ظاہر معنی تو یہی ہے کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے ساتھ اے علی نبوت کے ساتھ جھگڑا کروں گا۔ اور المنجد وغیرہ میں خصم کا معنی غلبہ بھی کیا گیا ہے۔ اس کے پیش نظر معنی یہ ہوگا کہ میں تجھ پر نبوت غالب آجاؤں گا۔ لیکن "ولا نبوۃ بعدی" کا پھر کوئی محل نظر نہیں آتا۔ راقم الحروف نے اس عبارت کا ترجمہ اور مطلب مولوی اختر علی صدر مدرس جامعۃ المنتظر سے پوچھا۔ تو انہوں نے بھی غلبہ کا معنی لیا۔ اور یہ روایت

marfat.com

کامطلب کچھ یُوں بیان کیا۔ اے علی! بالفرض اگر تو میرے ساتھ نبوت میں جھگڑا کرے تو میں غالب آجاؤں گا۔ لیکن اہل علم بخوبی جانتے ہیں۔ کہ اس قسم کا مفروضہ شان نبوت کے بھی خلاف ہے۔ اور حضرت علی المرتضٰے کی مخاصمت بھی وہم کفر سے خالی نہیں حقیقت بھی ہے۔ کہ علی المرتضٰی کا درجہ اہل تشیع کے ہاں انبیاء کرام سے بڑا ہے۔ بلکہ بقیہ ائمہ اہل بیت کا مرتبہ بھی حضرات انبیاء کرام سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس عقیدہ کے پیش نظر مذکورہ روایت کا مفہوم یہ ہوگا۔ کہ علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبوۃ میں مخاصمت کریں گے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غالب رہیں گے۔ اور سات باتوں میں حضرت علی المرتضٰے رضی تمام بقیہ انسانوں پر غالب ہیں۔ جبکہ اہل تشیع حضرت علی المرتضٰے رض میں کچھ ایسی خصوصیات کے معتقد ہیں۔ جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل نہیں۔ تو پھر حضور سے اِن کی مخاصمت کی وجہ بنتی ہے۔ عقائد جعفریہ جلد اول میں کتب شیعہ سے حوالہ جات کے ذریعہ ہم ان خصوصیات کے متعلق تفصیلی بحث کر چکے ہیں۔

بالجملہ مذکورہ عبارت ابونعیم کے تشیع کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور اس روایت کے آخر میں "اعظمهم عند الله مزية" بھی شیعیت کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ کیونکہ علی المرتضٰے کا تمام انسانوں سے افضل ہونا جن میں انبیائے کرام بھی شامل ہوں۔ یہ اگرچہ اہل تشیع کا عقیدہ ہے۔ لیکن اہل سنت کے نزدیک یہ کفریہ عقیدہ ہے۔ اور اگر اس عظمت و افضلیت سے مراد حضورؐ کے صحابہ کرام سے ہے۔ تو بھی اہل سنت کے معتقدات کے خلاف ہے کیونکہ ہمارے عقیدہ کے مطابق صحابہ کرام میں افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ روایت مذکورہ سے ابونعیم کے تشیع کا ثبوت ملتا ہے۔ علاوہ ازیں اس روایت کا واضع بشار بن ابراہیم کذاب اور

marfat.com

امامی شیعہ ہے۔ جس کا مختصر تعارف یہ ہے۔

میزان الاعتدال:

بشار بن ابراھیم۔ قال العقیلی یروی عن الاوزاعی مَوْضُوْعَاتٍ وقال ابن عدی هُوَ عِنْدِی مِمَّنْ یَضَعُ الْحَدِیْثَ وقال ابن حبان کَانَ یَضَعُ الْحَدِیْثَ عَلَی الثقات وَ وَضَعَ نَحْوَہٗ خالد بن اسماعیل اَنْبَانا مالک عن حمید عن انس۔ مطین حدثنا خالد ابن خلد العبدی حدثنا بشر بن ابراھیم الانصاری عن ثور عن خالد بن معدان عن معاذ مرفوعا یَا عَلِیُّ اَنَا اَخْصِمُکَ بِالنُّبُوَّۃِ وَلَا نُبُوَّۃَ بَعْدِی وَتَخْصِمُ النَّاسَ بِسَبْعٍ اَنْتَ اَوَّلُھُمْ اِیْمَانًا وَافْھَمُھُمْ بِعَھْدٍ وَاَقْوَمُھُمْ بِاَمْرِ اللّٰہِ وَاَقْسَمُ بِالسَّوِیَّۃِ وَعَدْلِھِمْ وَاَبْصَرُھُمْ بِالْقَضَاءِ وَاَعْظَمُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ مَزِیَّۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

(میزان الاعتدال جلد اول ص ۱۴۵، ۱۴۶)

ترجمہ:

بشار بن ابراہیم کے متعلق عقیلی نے کہا۔ کہ یہ امام اوزاعی سے من گھڑت روائتیں بیان کرتا تھا۔ ابن عدی نے اسے من گھڑت احادیث والا بتایا۔ ابن حبان نے کہا۔ کہ یہ ثقہ لوگوں پر من گھڑت احادیث لگاتا تھا۔ ان موضوع روایات میں

maktabah.org

سے ایک یہ بھی ہے۔ جو خالد بن اسماعیل کی سند سے حضرت انس رض سے مرفوعاً اس نے ذکر کی۔ جس میں مذکور ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ رض کو فرمایا۔ میں تیرے ساتھ نبوت کے ساتھ جھگڑوں گا۔ الخ

تنقیح المقال:

لَمْ اَقِفْ فِیْهِ اِلَّا عَلٰی عَدِّ الشَّیْخِ رح اِیَّاهُ فِیْ رِجَالِهٖ بالعنوان المذکور مِنْ اَصْحَابِ الباقر علیه السلام ظَاهِرُهٗ کَوْنُهٗ اِمَامِیًّا اِلَّا اَنَّ حَالَهٗ مَجْهُوْلٌ۔

(تنقیح المقال جلد اول ص ۱۶۹)

ترجمہ:- میں بشار کے متعلق صرف اتنا جانتا ہوں۔ کہ شیخ نے اسے اپنے رجال میں شمار کیا ہے۔ اور وہ امام باقر کے اصحاب سے ہے۔ لہذا اس کا امامی ہونا ظاہر ہے۔ لیکن اس کے تفصیلی حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

لمحہ فکریہ:

روایت مذکورہ کو صاحب میزان الاعتدال نے بشار کی خود ساختہ ذکر کیا اور بشار کا یہ معمول ظاہر و باہر ہے۔ کہ ثقہ لوگوں کے نام پر حدیث گھڑ کر لوگوں کو بتایا کرتا تھا۔ عبداللہ مامقانی صاحب تنقیح المقال نے اس قدر تو تسلیم کیا۔ کہ امامی شیعہ ہے۔ اگرچہ اس کی تفصیل سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ بہر حال امام باقر رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ہے۔ لہذا ابونعیم کا ایسے کذاب اور راور وضاع الحدیث کی روایت کو تنقید و جرح کے بغیر اپنی کتاب میں ذکر کر دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ ابونعیم کا نظریاتی طور پر اس سے اتفاق ہے۔ اس لیے ابونعیم کا شمار اہل سنت

علماء میں ہرگز نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ ہی اس کی عبارات اہل سنت کی عبارات کہلانے کی مستحق ہیں۔

عبارت نمبر(۳)؛

حدثنا محمد ابن المظفر ثنا محمد ابن جعفر
بن عبد الرحیم حدثنا احمد بن محمد
بن یزید بن سلیم ثنا عبد الرحمٰن بن
عمران ابن لیلی اخو محمد بن عمران
ثنا یعقوب بن موسیٰ الہاشمی عن ابن
ابی رواد عن اسماعیل بن امیہ عن عکرمہ
عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّحْیٰی حَیَاتِیْ وَیَمُوْتَ
مَمَاتِیْ وَیَسْکُنُ جَنَّۃَ عَدْنٍ غَرَسَہَا رَبِّیْ فَلْیُوَالِ
عَلِیًّا مِنْ بَعْدِیْ وَلْیُوَالِ
وَلِیَّہٗ وَلْیَقْتَدِ بِالْاَئِمَّۃِ مِنْ بَعْدِیْ فَاِنَّہُمْ
عِتْرَتِیْ خُلِقُوْا مِنْ طِیْنَتِیْ رُزِقُوْا فَہْمًا وَّعِلْمًا
وَیْلٌ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ بِفَضْلِہِمْ مِّنْ اُمَّتِیْ الْقَاطِعِیْنَ
فِیْہِمْ صِلَتِیْ لَا اَنَالَہُمُ اللّٰہُ شَفَاعَتِیْ (حلیۃ الاولیاء ص۸۶ جلد۱)

ترجمہ:۔ محمد بن مظفر اپنے واسطوں سے
حضرت ابن عباس رضہ سے روایت کرتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو خوشی سے یہ چاہتا ہو کہ میری زندگی جئے، میری موت مرے اور جنت عدن میں سکونت رکھے۔ جسے میرے

marfat.com

رب نے تیار کیا ہے تو اسے چاہیے کہ میرے بعد علی المرتضیٰ سے محبت کرے۔ اور اس کے ولی سے محبت کرے۔
میرے بعد ائمہ کی اقتدار کرے۔ کیونکہ وہ میری عترت ہیں میرے خمیر سے پیدا کیے گئے اور وافر فہم وعلم کے مالک ہیں۔ اور جو لوگ ان کے فضل کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ ان کے لیے بربادی ہے اور جو ان میں میری صلہ رحمی کاٹنے والے ہیں ان کے لیے بھی بربادی اور ان کو اللہ تعالیٰ میری شفاعت سے محروم رکھے گا۔

توضیح:

حافظ ابونعیم نے اس روایت میں حضرت علی المرتضیٰ رضؓ اور ائمہ اہل بیت سے دوستی اور محبت رکھنے کا جو ذکر کیا۔ اسے اہل تشیع بڑے طمطراق سے بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ ان حضرات کی افضلیت کے منکر کو آپ کی شفاعت سے محرومی کی وعید دی گئی۔ اور اس کے برخلاف محب علی وائمہ اہل بیت کے لیے بہت سے اخروی مدارج ومقامات بیان کیے گئے ہیں۔ اہل تشیع کی کتب میں لکھا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قبل از وقت آگاہ کر دیا تھا۔ کہ میرے وصال کے بعد لوگ میری جانشینی میں جھگڑیں گے۔ لہٰذا تم علی المرتضیٰ رضؓ سے موالات کا مظاہرہ کرنا۔ اور مخالفین کا ساتھ نہ دینا۔ اور خلافت بلافصل، علی المرتضیٰ رضؓ کے لیے سمجھنا۔ اور پھر جب علی المرتضیٰ رضؓ اس دارِفانی سے تشریف لے جائیں۔ تو ان کی اولاد کو ہی افضلیت کا مستحق سمجھنا۔ ان کی ہی اقتداء کرنا۔ اور یہی کچھ حافظ ابونعیم بھی دبی زبان سے کہہ رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ کہ اہل سنت جن کو خلیفہ اوّل، دوم، سوم تسلیم کرتے ہیں۔ یہ دراصل علی المرتضیٰ رضؓ کی فضیلت کے جھٹلانے والے ہیں۔ اور حضور کی صلہ رحمی کا خیال نہ رکھنے والے ہیں۔ اور آپ کی شفاعت سے

marfat.com

محروم ہیں۔ اس لیے یہ لوگ غاصب، ظالم اور باغی قرار پائے (معاذ اللہ) بہر حال حافظ ابو نعیم کو ان عبارات کی روشنی میں کوئی بھی اہل سنت تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ لہٰذا ان کی عبارات ہم اہل سنت پر حجت نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ ان کا تشیع ظاہر اور تقیہ مخفی ہے۔ علاوہ ازیں روایت مذکورہ کے سب سے پہلے راوی محمد بن منظفر کے متعلق علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔

میزان الاعتدال:

اِنَّ اَبَا الْوَلِيْدَ قَالَ فِيْهِ تَشَيُّعٌ ظَاهِرٌ۔ یعنی ابو الولید نے کہا۔ کہ محمد بن منظفر میں تشیع بالکل واضح ہے۔

(میزان الاعتدال جلد سوم ص ۱۳۸)

اسی طرح ایک اور راوی عبد الرحمن بن عمران ہے۔ اس کے بارے میں صاحب تنقیح المقال رقمطراز ہے۔

تنقیح المقال:

وَالْاِسْنَادُ جَمَاعَةٍ عَنْ اَبِى الْمُفَضَّلِ عَنْ حَمِيْدٍ وَظَاهِرُهُمَا كَوْنُهٗ اِمَامِيًّا۔

(تنقیح المقال جلد دوم ص ۱۴۶) من ابواب العین)

ترجمہ: جماعت کا اسناد ابی مفضل سے کہ حمید سے مروی ہے اور ظاہر دونوں سے یہ ہے کہ وہ امامی ہے۔

قارئین کرام! خلافت بلا فصل اور امامت ائمہ اہل بیت کا عقیدہ جو اہل تشیع کا معروف و مشہور عقیدہ ہے۔ حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اسے بیان کیا۔ اور پھر اس کے دو راوی خود شیعہ امامی ہیں۔ ان کی روایت کردہ حدیث پر کوئی اعتراض یا جرح نہیں کی۔ اب ایسے شخص کو غلام حسین نجفی وغیرہ وہ اہل سنت کا بڑا عالم

marfat.com

کہ کر اس کے حوالہ جات پیش کریں۔ اور پھر انہیں ہمارے خلاف بطور حجت بیان کریں اس کو کون ذی ہوش تسلیم کرے گا۔ اسی عبارت کو سامنے رکھ کر غلام حسین نجفی نے حافظ ابونعیم کے بقول یہ ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ کہ معاذ اللہ خلفائے ثلاثہ کو ہم شیعہ ہی غاصب ظالم نہیں کہتے بلکہ سنیوں کا ایک بہت بڑا عالم بھی یہی کہہ رہا ہے۔ جب ابونعیم میں خود تشیع بھرا پڑا ہے۔ تو پھر اس کی عبارات سے اہل سنت پر حجت قائم کرنا کس طرح درست قرار دیا جا سکتا ہے۔

عبارت ۴ ینابیع المودة:

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم لَمَّا اُسْرِیَ بِیْ فِی لَیْلَةِ الْمِعْرَاجِ فَاجْتَمَعَ عَلَیَّ الْاَنْبِیَاءُ فِی السَّمَاءِ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلَیَّ یَا مُحَمَّدُ بِمَاذَا بُعِثْتُمْ فَقَالُوْا بُعِثْنَا عَلٰی شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَعَلَی الْاِقْرَارِ بِنُبُوَّتِكَ وَالْوَلَایَةِ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ۔ رواہ الحافظ ابونعیم (ینابیع المودة صفحہ نمبر ۲۳۸) تذکرہ فضائل اہل بیت

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مجھے معراج کی رات سیر کرائی گئی۔ تو میرے پاس انبیاء کرام جمع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی۔ اے محمد! کس کے ساتھ تمہیں مبعوث کیا گیا۔ سب انبیاء کرام بولے۔ ہمیں لا الہ الا اللہ وحدہ کی گواہی دینے کے ساتھ بھیجا گیا۔ اور حضور کی نبوت کے اقرار پر اور علی بن ابی طالب کی

marfat.com

ولائیت کے اقرار پر بھیجا گیا۔

لمحہ فکریہ:

مذکورہ عبارت حافظ ابو نعیم سے سلیمان بن ابراہیم نے نقل کی۔ اس میں عقائد شیعہ کی صراحۃً ترجمانی کی گئی ہے۔ کیونکہ اہل تشیع کی کتب میں موجود ہے۔ کہ انبیائے کرام کی تشریف آوری تین باتوں پر موقوف تھی۔ توحید باری تعالیٰ، رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ولائیت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ اور یہ عقیدہ کسی سنی کا ہر گز نہیں۔ نہ ہوا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ اس عبارت سے بھی حافظ ابو نعیم میں تشیع کے پائے جانے کا اظہار ہو رہا ہے۔

آخری گزارش

حافظ ابو نعیم کے بارے میں اہل سنت کی کتب اسماء الرجال میں کوئی جرح نہیں کی گئی۔ جس کی وجہ سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا۔ کہ حافظ ابو نعیم صحیح العقیدہ سنی ہیں۔ اور ان میں رفض و شیعیت نام تک کے بھی نہیں۔ لہٰذا جو لوگ ان پر تشیع کا الزام دھرتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ اگرچہ ہماری کتب اسماء الرجال میں واقعی ان پر جرح نہیں کی لیکن خود شیعہ کتب میں انہیں بہترین تقیہ باز شیعہ کہا ہے۔ اور ان کے اس قول کی تائید خود حافظ ابو نعیم کی کتب کی عبارات بھی کرتی ہیں۔ جن میں سے چند بطور نمونہ ہم نے ذکر کیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ان میں تشیع بہر حال موجود تھا۔ اس لیے ان کی تصنیفات کے حوالہ جات کو "اہل سنت کی معتبر کتاب" کے عنوان سے پیش کرنا ہمارے خلاف کوئی حجت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ٹھیک ہے حافظ ابو نعیم نے کچھ صحابہ کی بھی تعریف لکھی ہے

marfat.com

لیکن اس سے ان کا تشیع ختم نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو خلفائے ثلاثہ پر لعن طعن نہیں کرتے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ رافضیوں کے غلط نظریات کی تردید کرنے کے لیے بھی تیار نہیں۔ مختصر یہ کہ حافظ ابونعیم اگرچہ بظاہر اہل سنت کا فرد ہے۔ لیکن اس کی وہ عبارات جن میں تشیع ہے۔ وہ ہم پر ہرگز حجت نہیں۔

اسی طرح صاحب اعیان الشیعہ نے ابونعیم کے شیعہ ہونے پر یہ دلیل پیش کی۔ کہ شیخ بہائی کے شاگرد نظام الدین شیعی نے اسے علماء شیعہ کی قسم ثانی میں ذکر کیا ہے۔ اور اس بارے میں یہ انکشاف بھی کیا ہے۔ کہ ابونعیم کی قبر پر روہی کلمہ لکھا ہوا ہے۔ جو اہل تشیع کا مروج ہے۔ ان تمام دلائل و شواہد سے منہ موڑ کر نجفی وغیرہ کا اسے سنی اور اس کی کتاب حلیۃ الاولیاء کو اہل سنت کی معتبر کتاب لکھنا کس قدر فریب ہے۔؟

دوسری طرف ہمارے علماء نے ابونعیم کی روایات کو بوجہ کثرت موضوعات ناقابل اعتبار کہا ہے۔ جیسا کہ لسان المیزان میں مذکور ہے۔

لسان المیزان:

لَا اَعْلَمُ لَهُمَا ذَنْبًا اَكْبَرَ مِنْ رِوَايَتِهِمَا الْمَوْضُوْعَاتِ سَاكِتِيْنَ عَنْهَا - (لسان المیزان ص ۲۰۱ جلد اول تذکرہ احمد بن عبد اللہ الحافظ ابونعیم)

ترجمہ: ان دونوں (ابونعیم و ابن مندہ) کا سب سے بڑا جرم میرے نزدیک یہ ہے۔ کہ ان دونوں نے موضوع روایات اپنی کتب میں ذکر کیں۔ اور پھر ان پر خاموشی اختیار کی۔ اب جبکہ علماء شیعہ ابونعیم کو با دلائل اہل تشیع میں شامل کریں۔ اور پھر ان کی روایات میں

marfat.com

موضوعات کی بہتات بھی ہو۔ تو پھر کس اعتبار سے ابو نعیم کی کوئی روایات قابلِ استدلال ہو سکتی ہے؟ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ابو نعیم نے موضوعات وہی درج کیں۔ جو مسلک شیعہ کی مؤید ہیں۔ اور اس کی طرف اعیان الشیعہ میں امیر خاتون آبادی کا قول اشارہ کر رہا ہے وہ حلیۃ الاولیاء میں حضرت علی المرتضےٰ رضہ کے مناقب میں ایسی احادیث موجود ہیں۔ جو کسی دوسری کتاب میں نہیں مل سکتیں۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

marfat.com

مصنف کی طرف سے حافظ ابو نعیم کے بارے میں ایک تاویل

حافظ ابو نعیم کے بارے میں ہم نے تفصیلی بحث کرتے ہوئے ثابت کیا تھا۔ کہ اس میں تشیع موجود ہے۔ جس کی دلیل مختصر یہ تھی۔ کہ ملا باقر مجلسی (مشہور شیعہ محقق) کے اجداد میں سے ابو نعیم ہے۔ اور اسی طرح محمد حسین خاتون آبادی شیعی کا بھی یہ دعوٰے ہے۔ کہ ابو نعیم میرے دادا کے اجداد میں سے ہے۔

وَقَدْ نَقَلَ جَدِّىْ تَشَيُّعَهٗ عَنْ وَالِدِهٖ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اٰبَائِهٖ حَتّٰى انتهى اليه۔ قَالَ هُوَ مِنْ مَشَاهِيْرِ مُحَدِّثِيْ الْعَامَّةِ ظَاهِرًا اِلَّا اَنَّهٗ مِنْ خُلَّصِ الشِّيْعَةِ فِيْ بَاطِنِ اَمْرِهٖ۔ (اعیان الشیعہ جلد دوم ص) میرے دادا کے اجداد میں منقول ہے۔ کہ ابو نعیم بظاہر اہل سنت کے مشہور محدث ہوئے ہیں لیکن درحقیقت وہ خالص شیعہ تھے۔ چونکہ یہ دونوں افراد حافظ ابو نعیم کے خاندان کے افراد ہیں۔ ان کے کہنے کے مطابق ہم نے ابو نعیم میں شیعیت کا اثبات کیا۔ کیونکہ گھر والے اپنے اندرون خانہ کے حالات دوسروں کی بہ نسبت بہتر اور صحیح جانتے ہیں۔ لیکن راقم الحروف پچھلے دنوں جب حرمین طیبین کی زیارت کے لیے وہاں پہنچا۔ تو مجھے حافظ ابو نعیم کی ایک کتاب ملی۔ جس کا نام "الامامۃ والرد علی الرافضۃ" ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ میں ڈاکٹر علی بن محمد بن ناصر نے بھی یہی کچھ لکھا۔ جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ (ملاحظہ ہو اس کتاب کا ص ۱۶۱) اس کتاب

marfat.com

میں حافظ ابونعیم نے (جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے) خلفائے ثلاثہ پر کیے گئے شیعوں کے بہت سے اعتراضات کا رد فرمایا۔ اور تحقیقی جوابات دیئے۔ جن کو ہم اپنی تصنیف تحفہ جعفریہ کی پانچ جلدوں میں تفصیل سے پہلے ہی بیان کر چکے ہیں۔ اس نئی کتاب کو دیکھ کر میرے ذہن میں فوراً ایک تاویل آئی۔ وہ یہ کہ ملا باقر مجلسی اور محمد حسین خاتون آبادی چونکہ حافظ ابونعیم کی اولاد میں سے ہیں۔ انہوں نے خواہ مخواہ تقیہ کا سہارا لے کر حافظ ابونعیم کو بھی اپنے مسلک کا پیرو لکھ دیا ہو کیونکہ ممکن ہے۔ یہ دونوں اسے عار و شرم محسوس کرتے ہوں کہ کوئی انہیں کہے کہ تم شیعہ بنے بیٹھے ہو۔ دیکھو تمہارا دادا اعظیم محدث حافظ ابونعیم کٹر سنی تھا۔ پھر جب اس پر ان دونوں کو یہ کہا جائے۔ کہ تم سنیوں کو کتے اور سور سے بھی بُرا سمجھتے ہو تو بتاؤ تمہارا اپنے دادا حافظ ابونعیم کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیونکہ وہ اہل سنت سے تعلق رکھتا تھا۔ اگر واقعی سنی تمہارے نزدیک ایسے ہی ہیں۔ تو پھر تم ان لوگوں کی اولاد ہو۔ جو کتے اور سور سے بدتر ہیں۔ علاوہ ازیں جب شیعہ لوگ سنیوں کو کنجریوں کی اولاد بھی کہتے ہیں۔ تو ان دونوں پر یہ الزام بھی آتا تھا۔ کہ تم خود بھی ایک سنی کی اولاد ہونے کی وجہ سے زندیق ہو۔ ان تمام لوازمات و اعتراضات سے بچنے کے لیے انہوں نے حافظ ابونعیم کو خواہ مخواہ شیعہ بنا دیا ہو۔ گویا یہ سب کچھ انہی ہی ذہنی اختراع ہے۔ اور اپنے آپ کو بچانے اور بدنامی سے دُور رہنے کے لیے اپنے دادا کو بھی اپنے نظریات کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔ حافظ ابونعیم کی مذکورہ کتاب "الامامۃ والرد علی الرافضۃ" میں خلفائے ثلاثہ کی شان میں بہت سی روایات مذکور ہیں۔ ہم اُن میں سے چند احادیث بطورِ مثال درج ذیل کر رہے ہیں۔ ان سے آپ حافظ ابونعیم کے بارے میں مذکورہ تاویل کی تائید کریں گے۔

marfat.com

خلفائے ثلاثہ کے فضائل میں حافظ ابو نعیم کی ذکر کردہ چند روایات

۱:۔ صدیق اکبر کی شان میں احادیث

الامامۃ:۔

عن ابی عثمان حدثنی عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم بَعَثَہٗ عَلٰی جَیْشٍ ذَاتِ السلاسل فَلَمَّا اَتَیْتُہٗ قُلْتُ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ، عائشۃ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْھَا قَالَ ثُمَّ عَدَّ رِجَالاً۔

(کتاب الامامۃ والرد علی الرفضۃ ص ۲۲۷ مکتبۃ العلم والحکم مدینہ منورہ)

ترجمہ:۔ ابو عثمان سے روایت ہے کہ مجھے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حدیث بتائی ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذات سلاسل کے لشکر کا سردار بنا کر بھیجا۔ (اس میں ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب بھی تھے) مجھے سپہ سالار مقرر کرنے پر مجھے خیال آیا۔ کہ میں حضور کے نزدیک ان سے بھی زیادہ محبوب

marfat.com

ہوں ایں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ کون پسند ہے؟ فرمایا۔ عائشہ۔ میں نے عرض کیا مردوں میں سے؟ فرمایا اس کا والد۔ آپ نے پھر کچھ اور صحابہ کرام کا بھی نام لیا۔

۲: الامامة :-

عن عمرو بن عتبه قَالَ اَتَيْتُ رسول الله صلى الله عليه و اله اصحابه وسلم اَوَّلَ مَا بُعِثَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ مُسْتَخْفٍ فَقُلْتُ فَمَنْ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ حُرٌّ وَ عَبْدٌ يَعْنِيْ اَبَا بكر و بلال۔

(الامامة والرد على الرفضة ص ۲۳۱)

ترجمہ:۔ عمر بن عتبہ کہتے ہیں۔ کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بعثت مبارکہ کے ابتدائی دور میں حاضر ہوا۔ جبکہ آپ چھپے تھے۔ میں نے عرض کیا آپ کے ساتھ کون کون اس وقت ہیں؟ فرمایا۔ ایک آزاد اور ایک غلام۔ یعنی ابو بکر اور بلال رضی اللہ عنہما۔

۳: الامامة :-

عن طلحة بن مصرف قال سألت عبد الله بن ابى اوفىٰ هَلْ كَانَ رسول الله صلى الله تعالى واله واصحابه وسلم اَوْصىٰ؟ قَالَ لَا۔ فَكَتَبَ عَلَى المسلمين اَوْاَمَرَ المسلمين بِالْوَصِيَّةِ وَلَمْ يُوْصِ۔ قَالَ اَوْصىٰ بِكِتَابِ الله

(الامامة ص ۲۳۳)

ترجمہ:۔ طلحہ بن مصرف کہتے ہیں۔ کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری

marfat.com

وقت کوئی وصیت فرمائی تھی؟ فرمایا نہیں۔ آپ نے مسلمانوں کو تو وصیت کرنے کا حکم دیا۔ خود وصیت نہ فرمائی۔ فرمایا۔ آپ نے کتاب اللہ وصیت فرمائی تھی۔

۴: الامامۃ:۔

عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن اَبِیْہَا وصلی اللہ تعالیٰ عَلیٰ بَعْلِہَا وَ نَبِیِّہَا قَالَتْ دَخَلَ رَسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ بَدَئَ فِیْہِ فَقَالَ اُدْعِیْ لِیْ اَبَاکِ وَاَخَاکِ (حَتّٰی) اَکْتُبُ لِاَبِیْ بَکْرٍ کِتَابًا فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّقُوْلَ قَائِلٌ وَّیَتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَیَاْبَی اللہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْر رضی اللہ عنہ۔ (الامامۃ والرد علی الرفضۃ ص ۲۴۹ تا ۲۵۰) خلافت امیرالمؤمنین ابوبکر صدیق رض مکتبہ مدینۃ المنورہ)

ترجمہ:۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جناب عروۃ بیان کرتے ہیں فرماتی ہیں۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے لمحات قریب آئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اپنے والد اور بھائی کو بلاؤ۔ حتی کہ میں ابوبکر کے لیے کچھ تحریر لکھوں۔ مجھے خوف ہے۔ کہ کوئی کہنے والا کہے گا۔ اور کوئی آرزو رکھنے والا آرزو کرے گا۔ اور اللہ اور تمام مومن اس کا انکار کریں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ اور تمام مومن ابوبکر کا انکار نہیں کرتے۔

marfat.com

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شان میں احادیث

۱: الامامة:۔

عن عمرو بن میمون عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ اِذَا ذُکِرَتِ الصَّالِحِیْنَ فَحَیِّ اَهْلُ لِعُمَرَ کُنَّا نَعُدُّ اَنَّ السَّکِیْنَةَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ۔ (احادیث فی تفضیل عمر) (الامامہ ص ۲۸۱)

ترجمہ:۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جناب عمرو بن میمون روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا جب تو صالحین کا ذکر کرے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اہل پر تحیت و سلام بھیجا کر۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ سکینہ (وحی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتی ہے۔

۲: الامامة:۔

عن عون بن ابی جحیفه رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن ابیه قَالَ کُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَهُوَ مُسَجًّی فِیْ ثَوْبِهٖ وَقَدْ قَضٰی نَحْبَهٗ فَجَآءَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ وَکَشَفَ الثَّوْبَ وَقَالَ رحمۃ اللہ علیک اباحفص فَوَاللّٰهِ مَا بَقِیَ اَحَدٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و الہ و اصحابہ وسلم اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ اَلْقَی اللّٰهَ

marfat.com

بِصَحِیفَتِہٖ مِنْکَ رواہ ابوالمعشر المدینی عن نافع عن ابن عمر۔ (احادیث فی تفضیل عمر) (الامامۃ ص ۲۸۲)

ترجمہ:-

عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جب وہ وصال کے بعد کفن میں لپیٹے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اور منہ سے کپڑا ہٹا کر فرمانے لگے۔ اے ابا حفص! اللہ کی تجھ پر رحمت ہو۔ خدا کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم سے بڑھ کر مجھے کوئی محبوب نہیں کہ جس کے اعمال کے ساتھ میں اللہ تعالےٰ سے ملاقات کروں۔ اسے ابو معشر مدینی نے نافع سے وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں۔

۳: الامامۃ:-

عن ابی اسحاق قَالَ ذَهَبَ بِیْ اَبِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَقَالَ لِیْ هَلْ لَکَ یَا بُنَیَّ اَنْ نَنْتَهِیَ اِلٰی عَلِیٍّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ قُمْ فَقُمْتُ فَاِذَا اَنَا بِشَیْخٍ اَبْیَضَ الرَّاْسِ وَاللِّحْیَۃِ قَائِمٍ عَلَی الْمِنْبَرِ لَہٗ صَلْعَۃٌ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّهَا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (الامامۃ ص ۲۸۳)
(احادیث فی تفضیل عمر رض)

ترجمہ:-

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھے میرے والد اپنے ساتھ جمعہ کے دن

marfat.com

مسجد میں لے گئے۔ فرمانے لگے۔ کیا تم حضرت علی کے ساتھ کوئی خواہش رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا۔ اٹھو۔ میں کھڑا ہو گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک بزرگ سفید ریش اور سر کے سفید بالوں والا منبر پر کھڑا تھا۔ میں نے انہیں یہ فرماتے سنا۔ اس امت میں اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین آدمی ابوبکر پھر عمر ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں چند روایات

۱: الامامة:

عن عثمان بن عبد الله بن موهب قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ مِصْرَ لحج البيت فَقَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ اِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي اُنْشِدُكَ اللهَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَيْتِ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ فَقَالَ نَعَمْ وَلٰكِنْ اَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ بِنْتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم فَمَرِضَتْ فَقَالَ له رسول الله صلى الله عليه وسلم لَكَ اَجْرُ رَجُلٍ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمُهٗ (الامامة ص ۲۳۰)

ترجمہ:۔ عثمان بن عبداللہ موہب کہتے ہیں۔ کہ مصر سے ایک شخص حج بیت اللہ کے لیے آیا۔ اس نے ابن عمر سے کہا میں تم سے ایک بات پوچھنے والا ہوں۔ تمہیں اس بیت اللہ کی حرمت کی وساطت سے اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ مجھے اس کا صحیح جواب

marfat.com

دینا۔ کیا تمہیں علم ہے۔ کہ حضرت عثمان غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوئے تھے۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ ابن عمر نے فرمایا۔ وہ واقعی غزوۂ بدر سے غیر حاضر تھے۔ لیکن ان کی غیر حاضری کی وجہ یہ تھی۔ کہ ان کے عقد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی تھی۔ جو بیمار تھیں تو انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے لیے بدر میں موجود صحابی کا اجر بھی ہے اور اس کا حصہ بھی مال غنیمت میں سے ہے۔

۲: الامامة:

عن انس قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اٰلہٖ واصحابہٖ وسلم بِبَیْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اِلیٰ اھل مَكَّةَ فَبَايَعَ النَّاسُ فَقَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اِنَّ عثمان فِیْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَ يَدُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ (الامامة ص۳۰۵)

ترجمہ:۔ (خلافة الامام امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ)

حضرت انس بیان کرتے ہیں۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کا ارشاد فرمایا۔ تو اس وقت حضرت عثمان جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اہل مکہ کی طرف پیغام لے جانے والے تھے۔ تمام لوگوں نے بیعت کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عثمان، اللہ کی حاجت اور اس کے رسول کی حاجت

marfat.com

میں مصروف ہے۔ پھر آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ جو عثمان کی طرف سے تھا۔ وہ دوسرے صحابہ کرام کے ہاتھوں سے کہیں بہتر تھا۔

۳: الامامۃ :-

فَاِنْ زَعَمُوْا اَنَّ عثمان رضی اللہ عنہ اَعْطٰی مِنْ بَیْتِ مَالِھِمْ مَا لَمْ یَکُنْ لَہٗ فِیْہِ حَقٌّ قِیْلَ لَہٗ لَمْ یَثْبُتْ ذٰلِكَ مِنْ وَجْهِ الصَّحِیْحِ بَلْ قَالَہٗ مَنْ قَالَ ظَنًّا وَکَیْفَ یُقْبَلُ عَلٰی عثمان رضی اللہ عنہ وَھُوَ مِنْ اَکْثَرِ النَّاسِ مَالًا وَاَبْذَلُھُمْ وَاَکْثَرُھُمْ عَطِیَّۃً وَمَعْرُوْفًا مَعَ اَنَّ الْاَیَّامَ لَا تَخْلُوْ مِنْ جُھَّالٍ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (الامامۃ ص۲۱۸)

(خلافۃ الامام امیر المومنین عثمان بن عفان رض)

ترجمہ:-

اگر کوئی زعم کرے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے ایسے لوگوں کو دیا جن کا کوئی حق نہ تھا۔ تو اسے جواباً کہا جائے گا۔ کہ تیرا یہ کہنا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ یہ کسی کا اپنے ظن کے مطابق کہنا ہے۔ حضرت عثمان غنی کے بارے میں یہ بات کیسے مانی جاسکتی ہے۔ حالانکہ آپ تمام لوگوں سے مال میں اس کے خرچ کرنے میں اور بھلائی کے کاموں میں صرف کرنے کے اعتبار سے بڑھ کر تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ ہر دور میں جہلاء بکثرت ہوتے ہیں۔ اور ایسی باتیں کہتے رہتے ہیں۔ جن کا انہیں کوئی صحیح علم نہیں ہوتا۔

marfat.com

خلاصہ کلام:

حافظ ابونعیم کی کتاب سے خلفاء ثلاثہ کی شان میں چند روایات جو ہم نے درج کیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابونعیم کے دل میں خلفاء ثلاثہ کی بے پناہ محبت تھی۔ اور پھر اسی اخبار میں انہوں نے شیعوں کے خلفاء ثلاثہ پر کیے گئے اعتراضات کا جواب بھی دیا۔ یہ بھی ان کے اہل سنت ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ انہیں ان کی اولاد نے خواہ مخواہ اپنی بناوٹی عزت بچانے کے لیے شیعہ بنایا ہے۔ ورنہ درحقیقت اہل سنت کے عظیم محدث ہیں۔ رہا ان کی کتاب "حلیۃ الاولیاء" میں مناقب علی المرتضے رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں بعض روایات جو اہل سنت کے عظیم مسلک کے خلاف ہیں۔ اور اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں واقعہ کہ جب انہوں نے اپنی بیٹی حفصہ کی طلاق کا سنا تو سر پر خاک ڈال کر بیٹھنے لگے۔ وغیرہ وغیرہ باتیں ان کی دو وجوہات سامنے آتی ہیں۔ پہلی یہ کہ حافظ ابونعیم کے سامنے اپنے مقرر کردہ موضوع پر احادیث جمع کرنا مقصود و مطلوب تھا۔ رہا یہ کہ کونسی حدیث و روایت ضعیف، موضوع، متروک وغیرہ ہے۔ اور کون سی قابلِ عمل؟ اسے انہوں نے پیش نظر نہ رکھا۔ جس طرح علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ ہے کہ وہ کسی موضوع پر جس قدر ذخیرہ احادیث ملتا ہے۔ اسے جمع کر دیتے ہیں۔ پھر ان کی صحت وغیرہ صحت کا تعین کرنے کے لیے انہوں نے "اللآلی المصنوعہ" نامی کتاب تصنیف فرمائی۔ کہ جس میں انہوں نے اپنی روایات کے صحت سقم کو واضح کر دیا۔ اسی طرح حافظ ابونعیم نے فقط احادیث و روایات جمع کر دیں۔ ان کے مقام و مرتبہ کو علماء حدیث پر چھوڑ دیا۔ دوسری وجہ یہ کہ ان کی کتب میں ان کی اولاد (جو شیعہ تھی) نے ایسی روایات داخل کر دیں جو شیعیت کی مؤید تھی۔ یہ وجہ قوی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ شیعوں سے اپنے جدِ اعلیٰ کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے ایسی حرکت کرنا کوئی بعید نہیں۔ بلکہ یہ ان کی دیرینہ عادت ہے،

marfat.com

بہر حال ابونعیم کی طرف منسوب شدہ عبارات اہل سنت پر قطعاً حجت نہیں بن سکتیں۔ کیونکہ حافظ ابونعیم کے نزدیک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الخلق بعد الانبیاء اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے بعد اعلیٰ درجہ کے مالک ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی اور حافظ ابونعیم محدث کے بارے میں جو میں نے تاویل ذکر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کثرت درود شریف کی برکت سے مجھ پر ان کا القاء کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی، اپنے محبوب کی اور محبوب کے محبوبوں کی محبت میں ہی زندہ رکھے۔ اسی حال میں موت آئے۔ اور کل قیامت میں اسی کیفیت کے ساتھ میدان حشر میں جائیں۔ آمین۔ بجاہ نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

کتاب سیزدھم (۱۳)

کتاب الفتوح اعثم کوفی مصنفہ احمد ابن اعثم کوفی

"کتاب الفتوح"، کے مصنف کا نام ابو محمد احمد بن اعثم کوفی ہے۔ عام کتب شیعہ کی طرح اس میں بھی حضرات صحابہ کرام کے بارے میں نازیبا اور زہریلا مواد موجود ہے۔ جن روایات میں اس قسم کی باتیں ہیں۔ غلام حسین نجفی وغیرہ اسے اہل سنت کی معتبر کتاب کہہ کر ان روایات کو بطور حجت پیش کرتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر ایک دو اقتباس ملاحظہ ہوں۔

ماتم اور صحابہ: اہل سنت کی معتبر کتاب اعثم کوفی ۱۹۵ چھاپہ قدیم فارسی

"وسگاں یک پایش را ربودہ بودند۔ (ماتم اور صحابہ ص ۱۴۵)

ترجمہ: کسی کی لاش پر کتے آئے اور ایک ٹانگ گھسیٹ کر لے گئے۔ نصیب اپنا اپنا۔

نوٹ:

یہ روایت اعثم کوفی نے حضرت عثمان غنی کے بارے میں لکھی۔ ان کی شہادت پر ان کی لاش تین دن تک بے گور و کفن پڑی رہی اور کوئی پرسان حال نہ تھا۔ حتی کہ لاش کی ایک ٹانگ کتے کاٹ کر لے گئے۔

marfat.com

ماتم اور صحابہ: اعثم کوفی۔

ترجمہ: ابن جریر نے ذکر کیا ہے۔ کہ جب قاتلوں نے حضرت عثمان رضہ کے سر قلم کرنے کا ارادہ کیا۔ تو عورتوں نے چیخ و پکار کی۔ اور اپنے منہ پیٹے۔ منہ پیٹنے والی عورتوں میں دو حضرت عثمان غنی رضہ کی بیویاں تھیں۔ ایک نائلہ اور دوسری ام النبیین۔ اور منہ پیٹنے والی عورتوں میں حضرت عثمان رضہ کی بیٹیاں تھیں۔ (ماتم اور صحابہ ص ۱۱۶)

جواب:

غلام حسین نجفی نے اس حوالے سے ثابت یہ کرنا چاہا۔ کہ حضرت عثمان غنی رضہ چونکہ بدکردار خلیفہ تھے۔ معاذ اللہ۔ اس لیے انہیں اپنی قسمت کا لکھا دیکھنا پڑا۔ لاش تک کو کسی نے نہ پوچھا۔ اور کتے عام مردار کی طرح اس کی ٹانگے آڑے۔ اس گستاخی اور توہین عثمان کا جواب تو ہم فقہ جعفریہ جلد چہارم میں تفصیل سے تحریر کر چکے ہیں۔ جو چھپ کر بازار میں آگئی ہے۔ یہاں ہمیں اس بارے میں کچھ کہنا ہے۔ کتاب الفتوح المعروف اعثم کوفی اہل سنت کی معتبر کتاب ہے؟ اس بارے میں حقیقت یہ ہے۔ کہ اس کے مصنف اور اس کی اس تصنیف کے شیعہ ہونے میں غلام حسین نجفی وغیرہ کو بھی یقین ہے۔ لیکن حضرت صحابہ کرام خصوصاً خلفائے ثلاثہ کی شان میں جہاں کہیں کوئی ادھر ادھر روایت نظر آتی ہے۔ اُسے اہل سنت کی معتبر کتاب کی روایت کہہ کر عوام کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اعثم کوفی اٹھ جلدوں پر محیط ہے۔ اور اس میں بہت سے مقامات پر اہل تشیع کے مخصوص عقائد کا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے۔ تمام کتاب سے ان مقامات کی نشاندہی کرنا طویل کام ہے۔ اس لیے اس کی چند عبارات پر

marfat.com

اکتفا کیا جاتا ہے۔

اعثم کوفی کے چند حوالہ جات

حوالہ نمبر(۱):

اَلَمْ تَكُوْنِيْنَ تُحَرِّضِيْنَ النَّاسَ عَلٰى قَتْلِهٖ ثُمَّ اِنَّكِ اَظْهَرْتِ عَيْبَهٗ وَ قُلْتِ اقْتُلُوْا نَعْثَلًا فَقَدْ كَفَرَ

(کتاب الفتوح جلد دوم صفحہ ۲۴۹ ذکر قدوج عائشہ من مکہ)

ترجمہ: (عبید بن ام کلاب سے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضنے دم عثمان کا مطالبہ کیا۔ تو اس نے کہا کہ تو حضرت علی المرتضے رض کی ولایت کو برا سمجھتی ہے۔ اور حضرت عثمان رض کی طرفدار بن کر اُن کے خون کا مطالبہ کر رہی ہے۔ کیا تم نے لوگوں کو قتل عثمان رض پر ابھارا نہ تھا؟ اور پھر اُن کے عیب بھی گنوائے۔ اور یہاں تک کہا تھا اس نعثل (لمبی داڑھی والے) کو قتل کردو۔ یہ کافر ہو گیا ہے۔

حوالہ نمبر(۲)

اما ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض چنانکہ بداں اشارت شد چندانکہ توانست ودانست مردم را در قتل تحریص می کرد۔ ناگاہی کر سفر مکہ در پیش داشت در مکہ اورا آگہی دادند کہ عثمان بدست صنا دید اصحاب مقتول گشت نیک شاد شد۔ فَقَالَتْ اَبْعَدَهُ اللّٰهُ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ قَتَلَهٗ ۔ عائشہ در قتل عثمان

marfat.com

شکر خداوند بگذاشت۔ دبراو لعن و نفریں فرستاد۔ ہمانا عثمان درا و اخر روزگار خود مانند کسی کہ از کردہ خود پشیمان باشد گاہے شعری انشا کردی وایں دو شعر از دی روایت کردہ اند۔

تَفْنَى اللَّذَاذَةُ مِمَّنْ قَالَ صَفْوَتَهَا
مِنَ الْحَرَامِ وَ يَبْقَى الْإِثْمُ وَ الْعَارُ

تَبْقَى عَوَاقِبُ سُوْءٍ مِنْ مَغَبَّتِهَا
لَا خَيْرَ فِيْ لَذَّةٍ مِنْ بَعْدِهَا النَّارُ

(کتاب الفتوح اعثم کوفی جلد دوم ص ۲۴۳ مطبوعہ مدینہ منورہ طبع جدید)

ترجمہ: جیسا کہ اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔ کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے جس قدر ہو سکا۔ لوگوں کو قتلِ عثمان پر ابھارا۔ اتفاقاً انہیں مکہ شریف جانا پڑگیا۔ جب مکہ پہنچ گئیں۔ تو لوگوں نے انہیں عثمان رض نے قتل ہونے کی اطلاع کی۔ کہ وہ اکابر صحابہ کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئیں۔ اور کہا۔ اُس نے جو کچھ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نتیجہ دے دیا۔ جس اللہ نے اُسے قتل کروایا۔ اس کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ حضرت عثمان رض پر لعنت اور نفرت کا اظہار کیا۔ خود حضرت عثمان غنی رض زندگی کے آخری لمحات میں اپنے کیے پر پشیمان نظر آتے تھے۔ اور کبھی کبھار شعر بھی پڑھا کرتے تھے۔ یہ دو شعر اُن سے روایت کیے گئے ہیں۔

بڑے بڑے حرام کاموں کی لذت فناہ ہو جائے گی۔ اور ان کا

marfat.com

گناہ اور شرم باقی رہ جائے گی۔ برائی کرنے والے کے لیے اس کی برائی کے بُرے نتائج ہی باقی رہیں گے۔ ایسی خوشی کا کیا فائدہ جس کے انجام پر دوزخ ملے۔

نوٹ:

"نعثل کا ذکر قتل کردو" سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف جملہ کی نسبت کی حقیقت ہم اسی جلد میں تحریر کر چکے ہیں۔ یہاں صرف اعثم کوفی کے حالات و نظریات کی روشنی میں اسے پیش کیا گیا ہے۔ کیا کوئی اہل سنت کا فرد ام المؤمنین کی طرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسے نظریات رکھتا ہے؟ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سن کر خوشی کا اظہار وہی کیا کرتے ہیں۔ اور ان پر لعنت و نفرت کا ثبوت وہی پیش کیا کرتے ہیں۔ جنہیں جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ حقہ پر یقین و ایمان نہیں۔ یہ دونوں خبیث خیالات و نظریات رافضیوں کے ہیں۔ اس لیے اعثم کوفی نہ خود سنی ہے۔ اور نہ ہی اس کی کتاب الفتوح اہل سنت کی تصانیف میں سے ہے۔

حوالہ نمبر (۳)

بَعَثَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِی سُفیان اِلیٰ جُعْدَةَ بِنْتِ الْاَشْعَثِ بن قَیس زَوْجَةِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ سَمِّی الْحَسَنَ وَ لَكِ مِائَةُ اَلْفِ دِرْهَمٍ وَ اُزَوِّجُكِ بِيَزِيْدَ فَسَمَّتْهُ فَلَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بَعَثَتْ اِلَيْهِ لِتَنْجِزِ وَعْدِهٖ فَبَعَثَ اِلَيْهَا الْمَالَ۔ (تاریخ اعثم کوفی جلد چہارم ص ۲۰۶ وفات الحسن مذکرہ بن علی)

marfat.com

ترجمہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسنؓ کی بیوی جعدہ کی طرف پیغام بھیجا۔ کہ اگر تو اپنے خاوند حسنؓ کو زہر دے کر ہلاک کر دے۔ تو میں تجھے ایک لاکھ درہم دوں گا۔ اور اپنے بیٹے یزید سے تیری شادی بھی کر دوں گا۔ اس لالچ پر جعدۃ نے امام حسنؓ کو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ جب یہ کر چکی تو معاویہؓ کی طرف پیغام بھیجا۔ کہ اپنا وعدہ پورا کرو۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مشروطہ مال جعدہ کی طرف بھیج دیا۔

نوٹ:

امام حسن رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی جعدۃ کا زہر دینے کا واقعہ جو دراصل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض ہے۔ اس کا تفصیل کے ساتھ جواب اسی جلد میں تحریر کر چکے ہیں۔ اور دلائل سے یہ بھی ثابت کر چکے ہیں۔ کہ خود امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے قاتل کے بارے میں کوئی علم نہ تھا۔ لہٰذا اس عبارت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر قتل حسن کا الزام دھرنا کسی سنی کا عقیدہ نہیں ہو سکتا بلکہ کوئی مخالف امیر معاویہ ہی کر سکتا ہے۔ اور دنیا جانتی ہے۔ کہ امیر معاویہؓ کا بدخواہ کون ہے۔؟

حوالہ نمبر (۴)

ذِكْرُ كَلَامِ مَا جَرٰى بَيْنَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَ بَيْنَ اُمِّ كُلْثُوْمِ بِنْتِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ وَ بَلَغَ ذَالِكَ حَفْصَةَ بِنْتِ عمر بن الخطاب فَاَرْسَلَتْ اِلٰى اُمِّ كُلْثُوْمِ فَدَعَتْهَا ثُمَّ اَخْبَرَتْهَا

marfat.com

بِاجْتِمَاعِ النَّاسِ اِلَى النَّاسِ اِلٰى عَائِشَةَ كُلَّ
ذَالِكَ لِيَغُمَّهَا بِكَثْرَةِ الْجُمُوْعِ اِلٰى عَائِشَةَ
قَالَ فَقَالَتْ لَهَا اُمُّ كُلْثُوْمٍ عَلٰى رِسْلِكِ يَا
حَفْصَةُ فَاِنَّكُمَا اِنْ تَظَاهَرْتُمْ عَلٰى اَبِيْ
فَقَدْ تَظَاهَرْتُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ
علیہ و سلم فَكَانَ اللّٰهُ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَ
صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰئِكَةُ بَعْدَ ذَالِكَ
ظَهِيْرٌ فَقَالَتْ حَفْصَةُ يَا هٰذِهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنْ شَرِّكِ فَقَالَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَكَيْفَ
يُعِيْذُكِ اللّٰهُ مِنْ شَرِّيْ وَقَدْ ظَلَمْتِنِيْ
حَقِّيْ مَرَّتَيْنِ الْاَوَّلُ مِيْرَاثِيْ مِنْ اُمِّيْ فَاطِمَةَ
بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللہ علیہ وسلم
وَالثَّانِيْ مِيْرَاثِيْ مِنْ اَبِيْكِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
قَالَ وَلَامَتِ النِّسَاءُ حَفْصَةَ عَلٰى ذَالِكَ
لَوْمًا شَدِيْدًا۔

(تاریخ اعثم کوفی جلد دوم ص ۲۹۹ تا ۳۰۰
مطبوعہ حیدر آباد دکن طبع جدید۔)

ترجمہ:

اس گفتگو کا تذکرہ جو حفصہ بنت عمر بن الخطاب اور ام کلثوم بنت
علی المرتضےٰ رض کے مابین ہوئی۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
کے ساتھ بہت سے لوگوں کا قافلہ کی شکل میں بصرہ جانے کا معاملہ

marfat.com

حضرت حفصہ کو پہنچا۔ تو اس نے (حفصہ) ام کلثوم کو بلوایا۔ اور پھر ام کلثوم کو حضرت عائشہ کے ساتھ لوگوں کے اجتماع کی خبر دی۔ یہ اس لیے کیا۔ تاکہ ام کلثوم رض کو عائشہ رض کے پاس سے جا کر بہت سے لوگوں کی موجودگی میں پریشان کیا جائے۔ سیدہ ام کلثوم نے کہا۔ اے حفصہ! رک جاؤ۔ اگر تم نے میرے باپ پر غلبہ کیا ہے تو تم رسول اللہ پر بھی غلبہ کر چکے ہو لیکن اس وقت رسول اللہ کا ساتھی اللہ، جبریل، نیک مومن اور فرشتے بنے۔ (اور تم ان کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے) یہ سن کر حفصہ کہنے لگی اے لڑکی! میں تیری شر سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ ام کلثوم نے کہا میری شر سے تو پناہ کیسے مانگ سکتی ہے۔ حالانکہ تو مجھ پر دو مرتبہ زیادتی کر چکی ہے پہلی زیادتی یہ کہ تو نے میری والدہ سیدہ فاطمہ کی میراث مجھ غصب کی۔ اور دوسری یہ کہ تیرے باپ سے میرا ورثہ غصب ہوا۔ اس پر موجود عورتوں نے حفصہ پر خوب ملامت کی۔

حوالہ نمبر (۵)

قَالَتْ اُمُّ سَلَمه...... عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ حَيٌّ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَا سَمِعْنَا هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم سَاعَةً قَطُّ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَة رحمة الله عليها اِنْ لَمْ تَكُنْ اَنْتَ سَمِعْتَهُ فَقَدْ سَمِعَتْهُ خَالَتُكَ عَائِشَةُ وَ هَاهِيَ فَاسْئَلْهَا فَقَدْ سَمِعَتْهُ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ عَلِيٌّ خَلِيْفَتِيْ عَلَيْكُمْ فِيْ حَيَاتِيْ

marfat.com

وَمَمَاتِی فَمَنْ عَصَاهُ فَقَدْ عَصَانِی اَتَشْهَدِیْنَ یَا عَائِشَۃُ بِہٰذَا اَمْ لَا فَقَالَتْ عَائِشَۃُ اَللّٰھُمَّ نَعَمْ۔ (تاریخ اعثم کوفی جلد دوم ص ۲۸۲ تا ۲۸۳ تذکرہ خبر عائشہ مع ام سلمہ)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ بقید حیات ہیں۔ اور وہ ہر مومن مرد وعورت کے ولی ہیں۔ یہ سن کر جناب عبداللہ نے پوچھا کہ یہ بات ہم نے تو کبھی بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی ام سلمہ نے فرمایا۔ اگر تم نے نہیں سنی۔ تو تمہاری خالہ عائشہ نے تو سن رکھی ہے۔ وہ موجود ہیں۔ ان سے دریافت کر لو۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ "علی میری زندگی اور موت دونوں صورتوں میں تم پر میرا خلیفہ ہے۔ لہٰذا جس نے علی کی نافرمانی کی۔ اس نے درحقیقت میری نافرمانی کی۔ اے عائشہ! کیا تم اس کی گواہی دیتی ہو یا کہ نہیں؟ سیدہ عائشہ نے کہا۔ بخدا میں اس کی گواہی دیتی ہوں۔

نوٹ:-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کے وصال کے بعد خلافت کا حقدار صرف اور صرف حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کو بتلانا "خلافت بلافصل" کہلاتا ہے۔ اور اس سے خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو غاصبانہ اور ناجائز ثابت کرنا نظر آتا ہے۔ کیا اس عقیدہ کا معتقد اہل سنت ہو سکتا ہے۔

marfat.com

حوالہ نمبر۶:-

بعدازاں چوں مرض آں امام عالی مقام زیادت شد۔ ووانست کہ وقت ارتحال است۔ امام حسین را وصیتہا کردہ کہ امر امامت را بداں جناب تفویض نمود۔ (تاریخ اعثم کوفی جلد چہارم ص ۲۰۷ تذکرہ وفات حسن)

ترجمہ: اس کے بعد جب امام حسن رضی اللہ عنہ کا مرض بڑھ گیا۔ اور آپ کو یقین ہو چلا۔ کہ اب دنیا سے میرے کوچ کا وقت آن پہنچا ہے تو آپ نے اپنے برادر خورد جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو بہت سی وصیتیں فرمائیں۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ اب میرے بعد امامت کا معاملہ تمہارے سپرد ہے۔

نوٹ:-

امامت کے بارے شیعوں کا یہ نظریہ ہے۔ کہ یہ "منصوص من اللہ" ہوتی ہے۔ اس کی وضاحت عقائد جعفریہ جلد اول میں ملاحظہ کریں۔ اسی عقیدہ کی ترجمانی کرتے ہوئے اعثم کوفی نے یہ روایت بلا سند ذکر کی۔ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے بوقتِ وصال امام حسین رضی اللہ عنہ کی امامت کی نص فرمادی۔

حوالہ نمبر۷:-

اعثم کوفی ایک واقعہ یوں نقل کرتا ہے۔ کہ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کا ایک راہب کے عبادت خانہ کے پاس سے گزر ہوا۔ تو وہ راہب آپ کو دیکھ کر نیچے اترا اور آپ پر ایمان لے آیا۔ پھر کہنے لگا۔ کہ میرے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لکھی ہوئی ایک کتاب ہے۔ میں وہ پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ کتاب لایا۔ اور حضرت علی المرتضٰے کو پڑھ کر سنائی۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ

اللہ تعالیٰ امی لوگوں میں ایک رسول بھیجے گا۔ جو انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا۔

marfat.com

دے گا پھر جب اس پیغمبر کا انتقال ہو جائے گا۔ تو اس کے امتی اختلاف کا شکار ہو جائیں گے۔ اختلاف خدا ہی بہتر جانتا ہے کب تک رہے گا۔ پھر ایک شخص اسی امت میں سے اس نہر کے کنارے سے گزرے گا۔ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا ہو گا۔ لہذا جس کسی کو اس مرد صالح کی زیارت نصیب ہو۔ اُسے اُس کی مدد کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ خاتم الانبیاء (جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا وصی ہو گا۔ اور جو بھی اس کے ساتھ مرے گا۔ وہ درجہ شہادت پائے گا۔ یہ سن کر حضرت علی المرتضے رض رو دیئے۔ اور کہنے لگے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کو زیب جس نے ابرار کی کتابوں میں میرا ذکر کیا ہے۔

نوٹ:

اس بے سروپا اور بے سند واقعہ سے اعثم کوفی نے یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ حضرت علی المرتضے رضی اللہ عنہ رسولِ خدا کے وصی تھے۔ اور یہ بھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں اختلاف کی صورت میں لوگوں کو حضرت علی المرتضے رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینا چاہیئے۔ نہ کہ ابوبکر وعمر وعثمان وغیرہ کا۔ علی المرتضے رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی ماننا کس کا عقیدہ ہے؟ کون اپنی اذان و کلمہ میں اس کا اظہار کرتا ہے؟

حوالہ نمبر ۸:۔

ثُمَّ اَمَرَ عَلِیٌّ بِرَفْنِ عُثْمَانَ فَحُمِلَ وَقَدْ کَانَ مَطْرُوْحًا عَلٰی مَزْبَلَۃٍ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ حَتّٰی ذَھَبَتِ الْکِلَابُ بِفَرْدِ رِجْلَیْہِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمِصْرِیِّیْنَ وَاَمَّۃٌ لَا نُدْفِنُہٗ اِلَّا فِیْ مَقَابِرِ الْیَھُوْدِ۔

(تاریخ اعثم کوفی جلد دوم۔ ص ۲۴۷) تذکرہ مقتل عثمان)

marfat.com

ترجمہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد تین دن تک اس کی نعش کوڑے کرکٹ کے ایک ڈھیر پر پڑی رہی۔ حتیٰ کہ آپ کی ایک ٹانگ کتے کاٹ کرلے گئے۔ پھر کہیں جا کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں دفن کرنے کا حکم دیا۔ ایک مصری شخص اور دوسرے بہت سے لوگوں نے کہا۔ کہ انہیں یہودیوں کے قبرستان میں ہی دفنایا جائے

نوٹ:۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نعش کا تین دن تک بے گور وکفن ایک کوڑے کے ڈھیر پر پڑا رہنا اور پھر اس دوران کتوں کا ان کی ٹانگ لے اڑنا ہم ان دونوں گستاخیوں کا مسکت جواب تحفہ جعفریہ جلد چہارم ص ۵۰۶ پر تحریر کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرت عثمان کی شہادت بروز جمعہ ہوئی۔ اور ہفتہ کی رات آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا تھا۔ حش کوکب (جس کا ترجمہ کوڑا کرکٹ کا ڈھیر کیا گیا۔) دراصل ایک کوکب نامی صحابی کے باغ کا نام تھا۔ جو یہودیوں کے قبرستان کے قریب تھا۔ اور دوسری طرف اس کی جنت البقیع سے ملتی تھی۔ یہ واقعہ اگرچہ ناسخ التواریخ میں بھی مذکور ہے۔ لیکن اس نے اسے اعثم کوفی سے لیا۔ جس سے پتہ چلا۔ کہ اس بے سند اور بے اصل واقعہ کا وضع کرنے والا اعثم کوفی ہے۔ اور اسے جس مقصد کے لیے تراشا گیا۔ وہ آپ کے سامنے ہے۔ کیا ایسے واقعات گھڑنے والا سنی عالم کہلا سکتا ہے۔؟ بغض عثمان غنی رضی اللہ عنہ کن کی فطرت میں رچا ہوتا ہے؟

حوالہ نمبر ۹:۔

فَغَضِبَتْ عَائِشَةُ وَقَالَتْ نَاوِلْنِي كَفَّامِنْ

marfat.com

حَصْبَاء فَنَاوَلُوْهَا فَحَصَبَتْ بِهَا اَصْحَابَ عَلِيٍّ وَ قَالَتْ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فَصَاحَ بِهَا رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَقَالَ يَا عَائِشَةُ وَ مَا رَمَيْتِ اِذْ رَمَيْتِ وَلٰكِنَّ الشَّيْطٰنَ رَمٰى ثُمَّ جَعَلَ يَقُوْلُ شِعْرًا۔

قَدْ جِئْتِ يَاعَيْشُ لِتَعْلَمِيْنَا
وَ تَنْشُرُ الْبُرْدَ لِتَهْزَ مِيْنَا
وَ تَقْذِفِي الْحَصْبَاءَ جَهْلًا فِيْنَا
فَعَنْ قَلِيْلٍ سَوْفَ تَعْلَمِيْنَا

(تاریخ اعثم کوفی جلد دوم ص ۳۲۵ تا ۳۲۶)

ترجمہ: خبر الفتی الذی حمل المصحف

جنگ جمل کے دوران سیدہ عائشہ صدیقہ نے غصہ میں آکر کہا۔ مجھے کنکریاں پکڑاؤ۔ لوگوں نے کنکریاں دیں، آپ نے وہ کنکریاں علی المرتضیٰ کے ساتھیوں کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔ تمہارے چہرے سیاہ ہو جائیں۔ یہ سن کر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ایک طرفدار نے کہا۔ اے عائشہ! یہ کنکریاں جب تو نے پھینکیں تھیں تو تُو نے نہیں بلکہ شیطان نے پھینکی تھیں۔ پھر یہ شعر بھی کہے۔

اے عائشہ! تُو نے یہ کنکریاں اس لیے پھینکیں تاکہ تو ہمیں یہ بتلائے کہ ہم شکست کھانے والے ہیں۔ تمہیں ہمارے بارے میں یہ علم ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں۔ بہت جلد تجھے اس کا بھی پتہ چل جائے گا۔

نوٹ:۔

یہ واقعہ شیعہ سنی کسی اور کتاب میں قطعاً مذکور نہیں۔ اس واقعہ کو بلا سند ذکر

marfat.com

کیا گیا۔ اور پھر ایک فرضی طرفدارِ علی کا قول پیش کر کے اعثم کوفی نے دراصل اپنے خبث باطنی کی غذا ہم کی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کنکریاں مارنا اور پھر علی رض کے ایک شیعہ کا اسے شیطان کی کنکریاں مارنا قرار دینا کس سنی کے ذہن میں یہ خبیث مضمون آسکتا ہے۔ ان حوالہ جات سے اعثم کوفی کے نظریات وعقائد خود اس کی تحریروں سے واضح ہوئے۔ اور ان کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ گئے۔ کہ اعثم کوفی پکا اور کٹر رافضی ہے۔ اور اس کی تصانیف اسکے نظریات کی پرچار میں ہیں انہی نظریات کی روشنی میں خود شیعہ محقق اسے کیا کہتے ہیں۔ یہ بھی سنیئے۔

الذریعہ:

فُتُوْحُ الْإِسْلَامِ لِاَحْمَدَ بْنِ اَعْثَمِ ابی محمد الکوفی الاَخْبَارِی الْمُؤَرِّخِ الْمُتَوَفّٰی حدود ۳۱۴ عَبَّرَ عَنْہُ یَاقُوْت کِتَابَ الْفُتُوْحِ۔

(الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد سولہ ۱۶ ص ۱۱۹)

ترجمہ:۔ ابو محمد اعثم احمد بن اعثم کوفی جو کہ قصہ کہانیاں بیان کرنے والا اور تاریخ دان تھا۔ فتوح الاسلام اس کی تصنیف ہے اور ۳۱۴ میں اس کا انتقال ہوا صاحب یاقوت نے اس کی کتاب کو "کتاب الفتوح" لکھا ہے۔

اعیان الشیعہ:۔

ابو محمد احمد بن اعثم الکوفی الاخباری فی معجم الادباء کَانَ شِیْعِیًّا لَہٗ کِتَابُ الفتوح ذَکَرَ فِیْہِ اِلٰی اَیَّامِ الرَّشِیْدِ و کتاب التاریخ اِلٰی ایام المقتدر۔ (اعیان الشیعہ طبقات المورخین من الشیعہ جلد اول ص۱۳۵ مطبوعہ بیروت)

marfat.com

ترجمہ:

ابومحمد احمد بن اعثم الکوفی اخباری معجم الادباء میں ہے۔ کہ یہ شیعہ تھا۔ اس کی ایک کتاب کا نام "کتاب الفتوح" ہے۔ اس میں اس نے ہارون الرشید کے دور تک کی باتیں درج کیں۔ اور کتاب التاریخ میں "مقتدر" کے زمانہ تک کے حالات درج کیے۔

الکنیٰ والالقاب:

ابو محمد احمد بن اعثم الکوفی المورخ المتوفی ۳۱۴ھ عَنْ معجم الاُدَبَاءِ لِیَاقُوْت قَالَ اِنَّهٗ کَانَ شِیْعِیًّا وَهُوَ عِنْدَ اَصْحَابِ الْحَدِیْثِ ضَعِیْفٌ وَلَهٗ کِتَابُ الفتوحِ مَعْرُوْفٌ ذَکَرَ فِیْهِ اِلٰی اَیَّامِ الرشید الخ۔

(الکنیٰ والالقاب جلد اوّل ص ۲۱۵ مطبوعہ تہران طبع جدید۔ تذکرہ ابن عاصم الکوفی)

ترجمہ:۔ ابومحمد احمد بن اعثم کوفی مورخ کا ۳۱۴ھ میں انتقال ہوا۔ یاقوت کی معجم الادباء میں ہے۔ کہ شیعہ تھا۔ اور علماء حدیث کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔ اس کی تصنیف "کتاب الفتوح" معروف ومشہور ہے۔ جس میں ہارون الرشید کے دور تک حالات درج ہیں۔

لمحۂ فکریہ:

"الذریعہ" نامی کتاب محض اس موضوع پر لکھی گئی۔ تاکہ اس میں شیعہ مصنفین کی تصانیف اور اس کے بارے میں معلومات اکٹھی کی جائیں۔ اس میں "فتوح الاسلام" کا تذکرہ یہ گواہی دیتا ہے۔ کہ اعثم کوفی ان مصنفین میں سے تھا۔ جو پکا شیعہ تھا۔ "اعیان الشیعہ"

marfat.com

نہ اسی لیے اس کے امامی شیعی ہونے کی تصریح موجود ہے۔ تو دونوں طریقوں سے اعثم کوفی کا امامی شیعہ ہونا ثابت ہوگیا۔

کتاب چہاردہم ۱۴

روضۃ الصفاء مصنفہ محمد میر خواند

محمد میر خواند بن خاوند شاہ کی تصنیف روضۃ الصفا بھی اُن کتابوں میں سے ایک ہے۔ جن میں اہل سنت کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کیا گیا ہے۔ اس کا مصنف پکا امامی شیعہ ہے۔ جیسا کہ ہم حوالہ جات سے ثابت کریں گے۔ لیکن اس کے باوجود کچھ اہل تشیع اِسے سنی کے طور پر پیش کرکے اس کی کتب سے حوالہ دے کر اپنا اُلّو سیدھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی قسم کی ایک بھونڈی کوشش غلام حسین نجفی نے بھی کی۔ حضرت عثمان غنی کے بارے میں زہر اگلتے ہوئے وہ لکھتا ہے۔

جناب عائشہ کا فتویٰ کہ عثمان نعثل کو قتل کرو اللہ اس کو قتل کرے"

ثبوت ملاحظہ ہو۔ اہل سنت کی معتبر کتاب روضۃ الصفا، ذکر عثمان الخ
(قول مقبول ص ۵۳۹)

جواب:

حسب سابق ہم اس سلسلہ میں وہی دو طریقے اختیار کرتے ہیں۔ اول یہ کہ اس کی چند عبارات پیش کریں۔ جو اس کے نظریات و معتقدات پر روشنی ڈالتی ہوں۔ دوم یہ کہ اس کے بارے میں اسمائے رجال اور کتب وغیرہ کے بارے میں تحقیق

maktabah.org

کرنے والے محمد میرخواند صاحب روضۃ الصفا کو کس گروہ کا آدمی کہتے ہیں۔ آئیے! صاحب روضۃ الصفا سے چند اقتباسات دیکھیں۔

روضۃ الصفائے سے چند شیعہ نواز اقتباسات

اقتباس نمبر(۱):

عبید بن سلمہ کہ از اخوان عائشہ بود بعد از مشاہدہ ایں افعال و اقوال ترک اختلاط از عائشہ کردہ باو گفت عجب حالتی است کہ تحقیق کہ یک زبان تعرض و تشنیع عثمان کشودی و بودی و پیوستہ می گفتی کہ اُقْتُلُوْا نَعْثَلاً فَاِنَّهٗ قَدْ كَفَرَ۔ و نعثل اسم شخصے طویل اللحیۃ بود کہ با عثمان از روئے صورت مشابہت داشت و ہرگاہ معترضان در مقام بدگوئی و عیب جوئی عثمان می آمدند ایں اسم بروے اطلاق می کردند۔ چوں عبید بن سلمہ عائشہ را بسخن مذکور منسوب کرد عائشہ جواب داد کہ بعد از آنکہ قوم عثمان را از افعالی کہ پسندیدہ ایشاں نہ بود توبہ دادند اجتماع بر قتل او نمودند ایں ہر دو قول است اما حدیث اخیر بہتر است از حدیث اول عبید بن سلمہ دراں باب بیتے چند گفتہ کہ ایں دو بیت از جملہ ابیات است۔

فَمِنْكِ الْبَدَاءُ وَمِنْكِ الْغِيَرْ
وَمِنْكِ الرِّيَاحُ وَمِنْكِ الْمَطَرْ
وَاَنْتِ اَمَرْتِ بِقَتْلِ الْاِمَامِ
وَقَاتِلُهٗ عِنْدَنَا مَنْ اَمَرْ

(تاریخ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۸۰۴ ذکر خلافت امیر المومنین علی علیہ السلام۔ مطبوعہ لکھنؤ طبع قدیم)

marfat.com

ترجمہ: (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کے خون کا مطالبہ کرنے گئیں) تو ان کے بھائی عبید بن سلمہ نے جب ان تمام افعال و اقوال کا مشاہدہ کیا۔ تو اچی بی عائشہ سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ اور ان سے کہا عجیب حالت ہے۔ کہ حضرت عثمان غنی کے بارے میں سب سے پہلے اعتراض کرنے والی تم خود ہو۔ اور کئی مرتبہ یہ کہہ چکی ہو۔ کہ اس نعثل کو قتل کر دو۔ یہ کافر ہو گیا ہے "نعثل" ایک لمبی داڑھی والے شخص کا نام تھا۔ جس کی شکل و صورت حضرت عثمان غنی رض سے ملتی جلتی تھی۔ اور جب کسی کی عیب جوئی اور برا بھلا کہنے کا موقعہ آتا ہے تو نعثل کا لفظ اس وقت استعمال کرتے ہیں۔ جب عبید بن سلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات کہی۔ تو انہوں نے جواباً کہا۔ کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان غنی رض سے کچھ ایسے افعال سرزد ہوتے دیکھے جو ناپسندیدہ تھے۔ تو انہوں نے توبہ کرنے کو کہا۔ اور ان (عثمان رض) کے قتل کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ یہ دو قول ہیں۔ لیکن آخری بات پہلی بات سے بہتر ہے۔ عبید بن سلمہ کے اس موقعہ پر کہے گئے اشعار میں سے دو شعر یہ ہیں۔

"اے عائشہ! تو نے اس کام کی ابتداء کی۔ اور تجھ پر ہی اس کا اختتام ہوتا ہے۔ اور ہوا بھی تیری طرف سے تھی اور بارش بھی۔ تو نے ہی تو قتلِ امام (عثمان رض) کا حکم دیا تھا۔ ہمارے فیصلہ کے مطابق ان کا قاتل وہی ہے۔ جس نے قتل کا حکم دیا تھا۔"

نوٹ:۔

عبارت بالا میں صاحب روضۃ الصفاء نے کس ڈھٹائی سے حضرت عائشہ صدیقہ رض

پر قتلِ عثمان کا الزام لگایا۔ گویا جنگ جمل کی بنیاد سیدہ عائشہ بنیں۔ حضرت عثمان رض کو کافر نعثل ایسے بے ہودہ الفاظ کی نسبت مائی صاحبہ کی طرف کی گئی۔ اور کمال چالاکی سے شیعہ معتقدات کو جناب عبید بن سلمہ کی زبانی بیان کر کے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر کتنا بڑا بہتان قائم کرنے کی کوشش کی۔

اقتباس نمبر(۲):۔

عمران و ابو الاسود نزد طلحہ و زبیر رفتہ ہمیں سوال کردند و از ایشاں ہمیں جواب شنیدند۔ دو از عائشہ استماع نمودہ بودند۔ رسولان گفتند کہ چگونہ با علی مخالفت توانید کرد کہ بیعت او در گردن شما است طلحہ و زبیر جواب دادند کہ ما از بیم شمشیر مالک اشتر بر بیعت او اقدام نمودیم مشروط بآنکہ قاتلانِ عثمان را سیاست فرماید۔

(تاریخ روضۃ الصفاء جلد دوم ص ۴۷۹)

ترجمہ: عمران اور ابو الاسود جب حضرت طلحہ اور زبیر کے پاس پہنچے۔ تو ان سے آنے کی وجہ پوچھی۔ ان دونوں نے وہی جواب دیا۔ جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے سن چکے تھے۔ (ان دونوں نے حضرت علی کے قاصد ہونے کی حیثیت سے بصرہ کے قریب جا کر مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کا ایک لشکر کے ہمراہ تشریف لانا۔ اس کی وجہ پوچھی۔ تو مائی صاحبہ نے جواباً کہا تھا۔ ہم قاتلانِ عثمان کو سزا دینے کے لیے آئے ہیں) اس کے بعد ان دونوں قاصدوں نے حضرت طلحہ و زبیر سے پوچھا۔ کہ تم نے جب حضرت علی المرتضٰے کی بیعت کر لی ہے۔ تو پھر ان کی مخالفت پر کیوں اُتر آئے ہوئے۔ دونوں نے جواب دیا۔ کہ ہم نے حضرت علی المرتضٰے کی بیعت مالک اشتر کی تلوار کے خوف سے اس شرط پر کی تھی۔

marfat.com

تھی۔ کو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ قاتلان عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو سلوک ہونا چاہیئے وہ کریں گے۔ اور انہیں مناسب سزا دیں گے۔

نوٹ

اس عبارت میں صاحب روضۃ الصفاء نے حضرت طلحہ و زبیر کی بیعت کو مشروط اور ڈر کی بیعت ثابت کیا۔ اس طرح ان کی توہین کا ارتکاب کیا گیا۔ اس بارے میں مروج الذہب جلد دوم ص ۳۹۲ کا حوالہ یاد دہانی کے قابل ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ جنگ جمل کے دوران جب حضرت علی المرتضٰی کی ملاقات حضرت زبیر سے ہوئی۔ تو انہوں نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد دلایا۔ کہ ایک دفعہ زبیر تم نے مجھے از راہ محبت گلے سے لگایا۔ تو حضور نے فرمایا تھا۔ آج گلے لگا رہے ہو۔ اور کل ان سے جنگ کرو گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشاد سنتے ہی حضرت زبیرؓ نے اپنا ارادہ بدل لیا۔ اسی طرح حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں۔ جنہوں نے ایک غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں ثابت قدمی دکھائی۔ جس کی مثال ملنا مشکل ہے انہیں یہ ثابت کرنا کہ مالک بن اشتر سے ڈر کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔ کیا یہ شیعیت کا پرچار نہیں۔؟

اقتباس نمبر ۳:۔

عائشہ ام سلمہ را در این قول تصدیق نمود۔ گفت من از این عزمت تقاعد نمودم کہ ہیچ نعمتی بہ از کنج سلامت نیست چوں عبداللہ زبیر کہ خواہر زادہ عائشہ بود ازاں معنی آگاہ شد بادگفت کہ اگر تو دریں سفر موافقت نمی نمائی من خود را ہلاک می سازم و با سرو پائے برہنہ روئے صحرا بانی نہم عائشہ باوجود مبالغۃ ابن زبیر ملتمس او را مبذول نفرمود عاقبت ارباب مکر و حیلہ بسمع عائشہ رسانیدند کہ عبداللہ زبیر بے زاد و راحلہ بجانب بصرہ

marfat.com

رفت اگر تدارک مہم وے تیر دازی غالباً درراہ ہلاک خواہ شد۔ وچوں عائشہ با و محبتی مفرط داشت ناچار بامخالفان امام زماں موافقت نمودہ عزیمت بصرہ نمود۔ (روضۃ الصفا۔ جلد دوم ص ۴۷۹)

ترجمہ : (جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا۔ تو چاہا کہ حضرت ام سلمہ بھی ساتھ چلیں۔ لیکن ام سلمہ نے کہا۔ میں تو حضرت علی رضؓ کی مخالفت نہیں کروں گی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے۔ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ میری ایک بیوی باغیوں کے ساتھ ہوگی۔ اور مقام حوأب کے کتے اس پر بھونکیں گے۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ مگر وہ عائشہ ہوگی۔) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ام سلمہ کی اس بات کی تصدیق کی۔ اور کہا۔ کہ میں بصرہ جانے کا ارادہ ملتوی کرتی ہوں۔ اور یہ سمجھتی ہوں۔ کہ تنہائی میں ایک کونہ کے اندر بیٹھ جانے سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے۔ جب عبد اللہ بن زبیر کو حضرت عائشہ کے اس ارادے کا علم ہوا۔ جو مائی صاحبہ کا بھانجا بھی تھا۔ تو اس نے اپنی خالہ سے کہا۔ اگر آپ بصرہ کی طرف سفر کرنے میں میرے موافقت نہیں کریں گی۔ تو اپنے آپ کو ہلاک کردوں گا۔ اور سر پاؤں سے ننگا بیابان کی طرف نکل کھڑا ہو جاؤں گا۔ لیکن اس کے باوجود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ جانے کے لیے آمادہ نہ ہوئیں۔ بالآخر کچھ حیلہ بازوں اور مکار لوگوں نے حضرت عائشہ تک یہ بات پہنچائی۔ کہ آپ کا بھانجا بغیر سواری اور خرچہ کے بصرہ کی طرف چل نکلا ہے۔ اگر تم نے اس کی بروقت مدد نہ کی۔ تو شائد وہ راستہ میں ہی ہلاک ہو جائے۔ چونکہ سیدہ عائشہ صدیقہ کو عبد اللہ کے ساتھ بے پناہ پیار تھا۔ لہذا مجبوراً امام زمان علی المرتضٰی رضؓ کے مخالفین ساتھ بصرہ جانے کا پکا ارادہ کرلیا۔

marfat.com

نوٹ :۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بصرہ تشریف لے جانا، اس کا سبب یہ بیان کیا گیا، کہ ان کی بھانجے کی محبت نے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ گویا ام المومنین رضی اللہ عنہا ایمان و اتقاء کی اتنی کمزور تھیں، کہ رشتہ داری کی ان کی نظر میں زیادہ اہمیت تھی۔ یہ واقعہ صاحب ناسخ التواریخ نے نہ جانے کہاں سے لیا ہے۔ کسی دوسری کتاب میں اس بے سروپا اور بے سند واقعہ کا تذکرہ نہیں ملتا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ میر محمد خاوند شاہ نے محض سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اعتراض کی فضا ہموار کرنے کے لیے اسے گھڑا ہے۔ محبوبہ محبوب رب العالمین کی توہین کون کیا کرتے ہیں؟

اقتباس نمبر (۴) :

از امام محمد باقر روایت کردہ اند کہ چوں علی کرم اللہ وجہہ در حصن را گرفتہ بجنبانید تمامت حصار چناں بجنبید کہ صفیہ دختر حی از تخت بیفتاد و روئے او مجروح شد۔ (روضۃ الصفاء جلد دوم ص ۳۷۵)

ترجمہ : حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قلعہ خیبر کا دروازہ پکڑ کر اسے ہلایا۔ تو قلعہ کی پوری دیوار کانپ اٹھی اور صفیہ دختر حی تخت پر سے نیچے گر گئی۔ اور زخمی ہو گئی۔

نوٹ :

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا کون منکر ہے۔ وہ اسد اللہ الغالب ہیں۔ قلعہ خیبر کا دروازہ اکھاڑ پھینکا۔ لیکن جس انداز سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شجاعت اس واقعہ میں بیان کی گئی۔ یہ ان واقعات میں سے ایک ہے۔ جن کو اہل تشیع نے خود گھڑا۔ اہل تشیع کے خود ساختہ واقعات کو بڑے شد و مد سے نقل کرنے والا آپ جان چکے ہوں گے کون ہے؟

marfat.com

اقتباس نمبره:

دراعلام الورٰی مذکوراست کہ علی دراہ باابوبکر رسید ابوبکر پرسید کہ اے علی چہ واقعہ شدہ مگر درشانِ من چیزے نازل گشتہ۔ علی گفت نہ ولیکن رسول خدا مرا فرمود کہ سورۂ براۃ از تو بستانم و من بر مشرکان خوانم ابوبکر از راہ برگشتہ بنزد رسول اللہ آمد۔ وبعرض رسانید کہ اِنَّكَ اَشْهَدْتَنِيْ لِاَمْرٍ طَالَبَ الْاَعْنَاقَ فِيْهِ اِلَيَّ فَلَمَّا تَوَجَّهْتُ تَرَدَّدْتَنِيْ عَنْهُ مَالِيْ اُنْزِلَ فِي الْقُرْاٰنِ فَقَالَ النَّبِيُّ لَا وَلٰكِنَّ الْاَمِيْنَ هَبَطَ اِلَيَّ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِاَنَّهُ لَا يُؤَدِّيْ اِلَيْهِ اِلَّا اَنْتَ اَوْ رَجُلٌ مِنْكَ وَعَلِيٌّ مِنِّيْ وَهُوَ اَخِيْ وَوَصِيِّيْ وَوَارِثِيْ وَخَلِيْفَتِيْ فِيْ اَهْلِيْ وَاُمَّتِيْ مِنْ بَعْدِيْ يَقْضِيْ دَيْنِيْ يُنْجِزُ وَعْدِيْ لَا يُؤَدِّيْ اِلَّا عَلِيٌّ۔ (تاریخ روضۃ الصفا، جلد دوم ص ۴۰۸ تا ۴۰۹)

ترجمہ:۔ اعلام الورٰی میں مذکور ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو راستہ میں جالیا۔ ابوبکر رض نے پوچھا۔ کیا ہوا۔ کیا میرے بارے میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے؟ حضرت علی رض نے کہا۔ نہیں۔ لیکن مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا۔ تاکہ تم سے سورۂ براءت لے لوں۔ اور میں اُسے مشرکین کے سامنے جاکر پڑھوں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واپس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ حضور! آپ نے مجھے ایک کام سرانجام دینے کی ذمہ داری سونپی۔ جب میں اُسے نبھانے چلا تو آپ نے وہ ذمہ داری مجھ سے واپس

marfat.com

ے لی۔ کیا میرے بارے میں کوئی حکم الٰہی نازل ہوا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ لیکن ابھی جبرئیل امین آئے تھے۔ اور یہ پیغام دے گئے کہ وہ کام (سورۃ براۃ کی تبلیغ) یا تو آپ خود کریں۔ یا کسی اپنے آدمی سے کروائیں دیکھو۔ علی مجھ سے ہی ہے۔ وہ میرا بھائی اور وصی ووارث ہے۔ میرے اہل اور میری امت میں وہ میرا خلیفہ ہے۔ میرے بعد وہی میرے قرضے اتارے گا۔ اور میرے وعدے پورے کرے گا۔ لہٰذا یہ کام صرف اور صرف علیؓ ہی کر سکتا ہے۔

نوٹ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس عبارت میں کس قدر واضح طور پر شیعہ نظریات بیان کیے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا وصی اور خلیفہ انہیں کہا گیا۔ یعنی تین خلفاء کرام معاذ اللہ غاصب تھے۔ پھر حوالہ اس کتاب کا دیا۔ جو ازاول تا آخر مسلک شیعہ کی ترجمانی ہے۔ اعلام الوریٰ علامہ طبرسی شیعی کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کے حوالہ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل ثابت کرنے والا خود کٹر شیعہ ہے۔

اقتباس نمبر ۶:-

روایت ہے۔ کہ محمد بن حنفیہ اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں اکٹھے ہوئے تھے۔ اور مسئلہ امامت کے بارے میں گفتگو چل نکلی۔ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ کہ امامت کا زیادہ حق دار میں ہوں۔ کیونکہ میں امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نسبی بیٹا ہوں۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ کے جنگی ہتھیار مجھے ملنے چاہئیں۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اے چچا خدا سے ڈر۔ اور جس دعوے کا مستحق نہیں وہ نہ کر۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بات پر اصرار کیا۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

marfat.com

کہ اے چچا جس کی امامت کی گواہی حجر اسود دے گا۔ خلیفۂ وقت اور امام زمان وہ ہے۔ اور اس بات کو قائم رکھتے ہوئے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے چچا پہلے تو خدا قادر مختار کی بارگاہ میں دعا کر کہ حجر اسود تیری امامت کی گواہی دے۔ اور جب محمد بن حنفیہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اور حجر اسود سے گواہی کا مطالبہ کیا۔ تو کوئی جواب نہ ملا۔ پھر محمد بن حنفیہ نے امام زین العابدین سے کہا۔ کہ تم بھی یہی عمل کرو۔ امام زین العابدین نے دعا کے بعد فرمایا۔ اے حجر اسود اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور اوصیاء کے جس عہد و میثاق کو تیرے اندر رکھ کر تجھے مشرف فرمایا ہے۔ اس کے واسطے سے فصیح عربی زبان میں مجھے خبر دے۔ کہ امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے بعد امیر المومنین کون ہے؟ جب امام زین العابدین نے یہ بات کہی۔ تو حجر اسود حرکت میں آیا۔ چنانچہ قریب تھا کہ اپنی جگہ سے باہر آجائے۔ خدا قادر و مختار نے اس میں قوت گویائی پیدا فرمادی۔ اور آواز آئی اے خدائے سزائے پرستش تحقیق کہ امامت بعد از حسین بعلی بن حسین رسیدہ است وامام اوست۔ یعنی اے خدائے لائق عبادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد امامت بالتحقیق علی بن حسین (زین العابدین) کو پہنچ چکی ہے۔ اور امام وہ ہے۔ (تاریخ روضۃ الصفاء جلد سوم ص ۵۴۳)

نوٹ:

حوالہ بالا میں امامت کا منصوص من اللہ ہونا نظر آتا ہے۔ اور عہد میثاق کی تشریح و تفسیر پھر اس کی وجہ سے حجر اسود کا مشرف ہونا یہ وہ عقائد ہیں۔ جن پر اہل تشیع کے مسلک کی بنیاد قائم ہے۔ ان چند حوالہ جات سے صاحب روضۃ الصفاء کے نظریات و معتقدات کھل کر سامنے آگئے۔ جن سے یہ فیصلہ کرنا کوئی مشکل نہیں۔ کہ یہ شخص ہرگز ہرگز اہل سنت میں سے نہیں ہے۔ بلکہ امامی شیعہ ہے۔ اب ہم دوسرے طریقہ کی طرف قلم اٹھاتے ہیں۔ یعنی کتب شیعہ میں صاحب روضۃ الصفاء کو کن لوگوں میں سے شمار کیا گیا۔

marfat.com

صاحب روضۃ الصفاء کا تشیّع کتب شیعہ سے

الذریعہ:

روضۃ الصفاء فی سیرۃ الانبیاء والملوک و الخلفاء) فارسی لمحمد میرخواند بن خاوند شاہ بن محمد السید برہان الدین۔ وفی بعض النسخ محمد بن خاوند شاہ ابن محمود خاوند شاہ بن کمال الدین الخوارزمی الحسینی من نسل زید بن علی بن الحسین المتوفی ثانی ذی القعدہ ۹۰۳ عن ست و ستین سنۃ تاریخ کبیر فی مجلدات ستۃ و کان بناؤہ التکمیل بالسبع لکنہ ابتلی بالمرض وما تمکن منہ بل الحق بہ السابع ولدہ صاحب حبیب السیر تذییلا و تکمیلا لہ و بالجملۃ ھو مشتمل علی احوال الائمۃ الاثنی عشر ایضا ولذا احتمل فی الریاض کونہ شیعیا واستظہر کونہ من علماء الامامیۃ وقد طبع فی بمبئی ۱۲۷۰ وکتبہ فی خانقاہ خلاصۃ التی بناھا الوزیر الامیر علی شیر فی ایام

مُصَاحَبَتِہٖ لَہٗ...... وَقَدْ اَخَذَ مِنْهُ وَلَدُهٗ غیاث الدین تَارِیْخَہُ الفَارِسِیَّ الْمَوْسُوْمَ (حبیب السیر) الَّذِیْ اَلَّفَہٗ للخواجة حبیب الله مِنْ رِجَالِ دَوْلَةِ الشاه اسماعیل الصفوی فی ۹۲۷)

الذریعه الی تصانیف الشیعه۔ جلد ۱۱ ص ۲۹۶ مطبوعه بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

(روضۃ الصفاء فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔ اور اس کے مصنف کا نام محمد میر خواند بن خاوند شاہ یا محمد بن خاوند شاہ خوارزمی حسینی ہے۔ جو امام زین العابدین کی نسل میں سے تھا۔ ۶۶ برس کی عمر میں ۹۰۳ھ مطابق دو ذی القعدہ میں اس نے انتقال کیا۔ اس کی یہ تاریخ چھ جلدوں پر مشتمل ہے ارادہ یہ تھا۔ کہ اسے سات جلدوں میں مکمل کرے گا۔ لیکن ساتویں جلد بیماری کی وجہ سے نہ لکھ سکا۔ یہ جلد اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے غیاث الدین نے لکھ کر مکمل کی۔ مختصر یہ کہ یہ کتاب بارہ اماموں کے حالات بھی بیان کرتی ہے۔ اسی لیے ریاض العلماء میں اس کے مصنف کے شیعہ ہونے کا احتمال بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۱۲۷۱ھ میں بمبئی میں چھپی مصنف نے اس کا خلاصہ اس خانقاہ میں بیٹھ کر لکھا تھا۔ جو اس کے لیے وزیر امیر علی شیر نے تعمیر کروائی تھی۔ اس کے بیٹے غیاث الدین نے بھی ایک فارسی تاریخ بنام حبیب السیر لکھی۔ اور اس میں اپنے والد کی کتاب روضۃ الصفاء سے استفادہ کیا گیا۔ غیاث الدین نے یہ کتاب حبیب اللہ نامی شخص

کے حکم پر لکھی تھی۔ جو شاہ اسماعیل صفوی کی حکومت ۹۲۷ھ کا ایک رکن تھا۔

الکنی و الالقاب:۔

المیرخواند محمد بن خاوند شاہ بن محمود المورخ المطلع الماہر صاحب کتاب روضۃ الصفاء فی سیرۃ الانبیاء و الملوک والخلفاء توفی سنہ ۹۰۳ھ و اختصرہٗ ابنہٗ غیاث الدین خواند میر و سمّاہ حبیب السیر فی اخبار افراد البشر قال صاحب کشف الظنون وھی فی ثلاث مجلدات کبار من الکتب المعتبرۃ المعتبرۃ الا انّہ اطال فی وصف ابن حیدر ای شاہ اسماعیل الصفوی ابن السلطان حیدر الموسوی کما ھو مقتضی حال عصرہٖ و ھو معذور فیہ تجاوز اللّٰہ سبحانہٗ و تعالٰی عنہٗ۔

(الکنی و الالقاب جلد سوم ص ۲۲۰ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:۔

میرخواند محمد بن خاوند شاہ مؤرخ اور ماہر علم تھا۔ روضۃ الصفاء اسی کی تصنیف ہے۔ جو ۹۰۳ھ میں اس نے لکھی۔ پھر اس نے لکھی۔ پھر اس کے بیٹے غیاث الدین خواند میر نے اس کا حبیب السیر کے نام سے خلاصہ لکھا۔ صاحب کشف الظنون نے کہا کہ اس کی تین جلدیں ہیں۔

اور اس کا بہت نافع اور معتبر کتابوں میں شمار ہوتا ہے۔ ہاں اس نے اس کتاب میں ابن حیدر یعنی شاہ اسماعیل صفوی ابن سلطان حیدر موسوی کی بہت تعریف کی۔ لیکن یہ اس دور کا تقاضا تھا۔ اس لیے اللہ سے دعا ہے۔ کہ وہ اسے معاف کر دے۔

نوٹ:۔

شاہ اسماعیل صفوی کے ایک خاص درباری حبیب اللہ کے ایماء پر صاحب روضۃ الصفاء کے بیٹے غیاث الدین نے حبیب السیر نامی خلاصہ تالیف کیا جس کے بارے میں ہم گزشتہ صفحات میں تحقیق پیش کر چکے ہیں۔ کہ یہ کتاب اہل تشیع کی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ "الذریعہ" میں اسے اور اس کی اصل یعنی روضۃ الصفاء دونوں کو اپنے مسلک کی کتب کے طور پر متعارف کرایا۔ اور مزید یہ کہ اس کتاب میں جس شخص کی بے بہا تعریف کی گئی۔ وہ یعنی ابن حیدر موسوی ایسا شخص ہے۔ جس نے شیعیت کا اپنے دور میں بہت پرچار کیا۔ کیونکہ وہ خود امامی شیعہ تھا۔ اس بارے میں حوالہ ملاحظہ ہو۔

الکنی والالقاب:

صفی الدین اردبیلی...... تُوُفِّیَ ۷۳۵ھ فِیْ اَرْدبیل وَدُفِنَ بِھَا وَدُفِنَ عِنْدَہٗ جَمَاعَۃٌ کَثِیْرَۃٌ مِنْ اَوْلَادِہٖ وَاَحْفَادِہٖ کَالشَّیْخِ صَدْرِ الدِّیْنِ والشیخ جنید والسُّلْطَان حَیْدر وابنِہِ الشَّاہ اسماعیل...... یُنْسَبُ اِلَیْہِ السَّلَاطِیْنُ الصَّفَوِیَّۃ الَّذِیْنَ اِھْتَمُّوْا بِنَشْرِ اَعْلَامِ الدِّیْنِ وَتَرْوِیْجِ شِیْعَۃِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْن علیہ السلام

marfat.com

اَوَّلُهُمُ الشَّاہُ اِسْمَاعِیْل۔ اَلْاَوَّل ابن السلطان حیدر۔

(الکنی والالقاب جلد دوم ص ۴۲۲)

ترجمہ: شاہ صفی الدین اردبیلی ۷۳۵ھ میں فوت ہوا۔ اردبیل میں ہی دفنایا گیا۔ اور اس کے ساتھ اس کی اولاد اور خدام کثیر تعداد میں مدفون ہیں۔ جیسا کہ شیخ صدرالدین، شیخ جنید اور سلطان حیدر اور اس کا بیٹا شاہ اسماعیل۔ اسی صفی الدین کی طرف صفوی بادشاہ منسوب ہیں۔ یہی وہ بادشاہ ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے دور میں دین شیعہ کی تبلیغ و نشر اشاعت کا اہتمام کیا۔ ان میں سے سب سے پہلا سلطان حیدر کا بیٹا شاہ اسماعیل ہے۔

لمحہ فکریہ:

جس طرح صاحب روضۃ الصفاء اپنی تحریرات کے آئینے میں امامی شیعہ ثابت ہوا تھا۔ اسی طرح کتب شیعہ جو صرف شیعہ مصنفین اور مورخین وغیرہ کی تاریخ بیان کرتی ہیں۔ اُن سے بھی یہی ثابت ہوا کہ یہ شیعہ ہے۔ اور اس نے ان بادشاہوں کے دور میں اس کتاب کی تصنیف و تالیف کی۔ جس میں شیعیت کا کاری طور پر پرچار ہوتا تھا۔ ان حالات و واقعات کی روشنی میں کوئی عقل سے عاری ہی اسے سنی اور اس کی کتاب کو اہل سنت کی معتبر کتاب کہہ سکتا ہے۔ شیعہ ہونے کی وجہ سے اس کی تحریرات ہم اہل سنت پر حجت ہرگز ہرگز نہیں بن سکتیں۔ غلام حسین نجفی وغیرہ نے خواہ مخواہ بیچارے کے مرنے کے بعد سنی کہہ دیا۔ اور اپنا اُلّو سیدھا کرنے کی حماقت کی۔ لیکن فراڈ اور فریب پر قائم عمارت تحقیق کی ایک ضرب کی برداشت نہ کر سکی۔ اور دھڑام سے زمین بوس ہو گئی۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com

۱۵ کتاب پانزدہم

الاخبار الطوال مصنفہ ابو حنیفہ دینوری

"الاخبار الطوال" کے مصنف کا نام ابو حنیفہ دینوری ہے۔ اور اس کے شیعہ ہونے پر تمام کتب اہل تشیع متفق ہیں۔ لیکن تعصب اور عناد کا مارا غلام حسین نجفی اس کو شیعہ ماننے پر تیار نظر نہیں آتا۔ تعصب کی پٹی اگر اتار دی جائے۔ تو حقیقت نظر آنے کی امید کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ غلام حسین نجفی اِسے سُنّی کہہ کر اور پھر اس کے حوالے سے یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ دیکھو اہل سنت بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ شیعوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے پوری پوری وفاداری کی ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

ماتم اور صحابہ:

بنی ہاشم کے علاوہ کربلا میں کون شہید ہوا

(اہل سنت کی معتبر کتاب الاخبار الطوال لابی حنیفہ الدینوری ص ۲۶۰)

الاخبار الطوال:۔

وَرَدَ عَلَيْنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِي بْنِ اَبِي طَالِبٍ وَثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِمْ وَ سِتُّوْنَ رَجُلاً مِنْ شِيْعَتِهٖ۔

ترجمہ: یزید کو اس کے فوجی افسر نے بتایا۔ جس کا نام زحر بن قیس تھا

marfat.com

(عراق میں) حسین بن علی وارد ہوئے۔ اٹھارہ آدمی اُن کے اپنے اہل بیت
بنی ہاشم میں سے تھے۔ اور ساٹھ مردان کے ساتھ ان کے شیعہ میں سے تھے
(ہم نے ان پر تیری بیعت کو پیش کیا۔ سب نے انکار کیا۔ ہم نے ان سب
کو قتل کر دیا۔ اور ان کے جسم بغیر کفن کے کربلا میں چھوڑ آئے۔)

قارئین کرام اس روایت سے معلوم ہوا کہ شیعہ کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ پر جاں نثار کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ چار یاری قاضی اور اس کا رفیق قادری شیعہ کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔ شیعہ تو پھر بھی امام کے ساتھ شہید ہوئے۔ آپ کسی کتاب کا حوالہ دیں۔ کہ چار یاری مذہب کا کوئی آدمی بھی یعنی سنی عقیدہ رکھنے والا اولاد نبی پر جاں نثاری کرتے ہوئے کربلا میں شہید ہوا ہو۔ (ماتم اور صحابہ ص ۲۴۰، ۲۲۸)

جواب:

"الاخبار الطوال" کی مذکورہ روایت کے بارے میں مفصل تحقیق ہم اسی کتاب میں لکھ چکے ہیں۔ جس میں ماتم اور صحابہ نامی نجفی کی کتاب کے ایک ایک استدلال کو ہم نے آڑے ہاتھوں لیا۔ اس لیے اس بحث میں ہم اب نہیں پڑتے۔ بلکہ اپنے موضوع پر چلتے ہوئے ہمیں یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ "الاخبار الطوال" کیسی اور کس مسلک کی کتاب ہے؟

صاحب الاخبار الطوال ابوحنیفہ دینوری امامی شیعہ ہے

آقا بزرگ شیعہ

الذریعہ:

الاخبار الطوال المطبوع لابی حنیفۃ الدینوری احمد بن داؤد من اہل دینور .... ومن تصریح ابن الندیم بتوثیقہ وانہ اکثر اخذہ من یعقوب بن اسحاق السکیت النحوی

marfat.com

الشهيد لتشيعه وهو من ابناء الفرس يستظهر امامیته
(الذریعه الی تصانیف الشیعة جلد اول ص۳۳۸
مطبوعه بیروت)

ترجمہ: "الاخبار الطوال" احمد بن داؤد ابو حنیفہ دینوری کی تصنیف ہے۔ جو دینور کا باشندہ تھا۔ اور ابن الندیم کی تصریح کے مطابق وہ ثقہ آدمی ہے۔ اور یہ بوجہ شیعہ ہونے کے اکثر و بیشتر یعقوب بن اسحاق سکیت نحوی سے استفادہ کرتا ہے۔ ابو حنیفہ ایرانی (فارسی) تھا۔ اور اپنا امامی شیعہ ہونا ظاہر کرتا تھا۔

ابو حنیفہ دینوری کے شیعہ ہونے پر شیعہ علماء کے مزید فیصلے

تنقیح المقال:

احمد بن داؤد الدینوری ابو حنیفة كان مِنْ اَهْلِ دِيْنُور....... وَقَدْ عَنْوَنَهُ ابن النَّدِيم وَقَالَ اَخَذَ عَنِ الْبَصْرِيِّيْنَ وَالْكُوْفِيِّيْنَ وَكَانَ مُتَفَنِّنًا فِي عُلُوْمٍ كَثِيْرَةٍ وَثِقَةً فِيْمَا يَرْوِيْهِ مَعْرُوْفٌ بِالصِّدْقِ وَعَدَّ لَهُ سِتَّةَ عَشَرَ كِتَابًا وَاَقُوْلُ اِنْ كَانَ اِمَامِيًّا كَانَ مِنَ الثِّقَاتِ لِتَوْثِيْقِ ابن النَّدِيْم۔

(تنقیح المقال جلد اول ص ۶۰ باب احمد مطبوعہ تہران)

marfat.com

ترجمہ:

ابو حنیفہ احمد بن داؤد دینور کا باشندہ تھا۔ اس کے بارے میں ابن ندیم نے کہا کہ اس نے بصری اور کوفی لوگوں سے علم حاصل کیا۔ اور بہت سے علوم میں مہارت تھی۔ روایات میں ثقہ ہے۔ اور صدق میں معروف ہے۔ تقریباً سولہ کتب کا مصنف ہے۔ اور میں (صاحب تنقیح المقال علامہ مامقانی) کہتا ہوں۔ کہ ابو حنیفہ دینوری امامی شیعہ ہے۔ تو ابن ندیم کی توثیق سے وہ واقعی ثقہ ثابت ہوتا ہے۔

نوٹ:

صاحب تنقیح المقال علامہ مامقانی نے ابن ندیم کے ثقہ کہنے کی وجہ سے ابو حنیفہ کو ثقہ کہا۔ اور صاحب الذریعہ نے کئی اور طریقوں سے اس کے تشیع کو ثابت کیا ہے۔ یہ انداز تحریر ظاہر کرتا ہے۔ کہ ابو حنیفہ دینوری امامی شیعہ تھا باقی رہا ابن ندیم کا اس کی توثیق کرنا تو لگتے ہاتھوں ابن الندیم کے مسلک پر بھی بات ہو جائے۔ لہذا سنیئے۔

الکنی و الالقاب:

ابْنُ النَّدِيمِ - أَبُو الْفَرَجِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاق النَّدِيمُ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ أَبِي يَعْقُوبَ الْوَرَّاق الْبَغْدَادِيُّ الْكَاتِبُ الْفَاضِلُ الْخَبِيرُ الْمُتَبَحِّرُ الْمَاهِرُ الشِّيعِيُّ الْإِمَامِيُّ مُصَنِّفُ كِتَابِ الْفِهْرِسْت۔

(الکنی و الالقاب جلد اول صفحہ ۴۴۰ مطبوعہ تہران)

marfat.com

ترجمہ: ابن ندیم۔ ابوالفرج محمد بن اسحاق الندیم جو ابن ابی یعقوب الوراق ندیم بغدادی کے نام سے مشہور ہے۔ کاتب، فاضل، عالم، ماہر اور امامی شیعہ تھا۔ فہرست نامی کتاب اسی کی تصنیف ہے۔

لمحہ فکریہ:

"ابن ندیم" نے ابوحنیفہ دینوری کی توثیق کی تھی۔ اور اسی کی توثیق کا سہارا لیتے ہوئے علامہ مامقانی نے اسے ثقہ کہا۔ اب جبکہ یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ ابن ندیم خود امامی شیعہ ہے۔ تو یہ بھلا کسی سنی کی توثیق کیونکر کرتا۔ اگر پھر مامقانی اس کی گردن پر بوجھ ڈال کر توثیق کا اقرار کیوں کرتا۔ مامقانی نے کہا تھا "اگر ابوحنیفہ شیعہ ہے" اب اگر مگر کی بات ختم ہو گئی۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ صاحب اخبار الطوال امامی شیعہ ہے۔ اسے سنی کہنا فریب ہے۔ اور اس سے بڑھ کر جعل اور فراڈ یہ کہ اس کی کتاب کو اہل سنت کی معتبر کتاب کے عنوان سے لکھنا ہے۔ اس کتاب کے مندرجات سے شیعہ اگر اپنے عقائد ثابت کرتے ہیں۔ تو کون سی تعجب کی بات ہے۔ یہ تو یوں ہی ہوگا۔ کہ دیکھو! الصافی یا الکافی میں مسلک شیعہ کی یوں تائید موجود ہے۔ آخران میں شیعیت کا ثبوت نہ ہوگا۔ تو اور کن کتابوں سے پیش کیا جائے گا۔

فَاعْتَبِرُوْا يَااُولِى الْاَبْصَارُ

marfat.com

کتاب شانزدھم[۱۶]

روضۃ الشہداء مصنفہ ملا حسین کاشفی

شیعہ مسلک کی تصانیف میں سے روضۃ الشہداء بھی ایک ہے۔ اس کے مصنف کا نام ملا حسین بن علی واعظ کاشفی ہے۔ اس میں بھی اہل سنت کے اکابر اوران کے مسلک پر گھناؤنے انداز میں اعتراض کیے گئے۔ غلام حسین نجفی نے دیرینہ مکاری سے کام لیتے ہوئے اسے بھی اہل سنت کی معتبر کتاب کہا۔ اور پھر اس کتاب کے ذریعہ اہل سنت پر کافی اعتراضات کیے۔ حوالہ کے لیے نجفی کی کتاب قول مقبول کا اقتباس پیش خدمت ہے۔

قول مقبول: حضرت علی علیہ السلام کا نکاح اللہ تعالیٰ نے عرش اعظم پر بھی فرمایا تھا

روضۃ الشہداء:

درکتب خوارزمی درایں باب حدیث طویل واقعہ شدہ خلاصہ ہمہ آنکہ جبریل بنزدیک حضرت رسالت آمد۔ وقدرے از سنبل وقرنفل بہشت بیاورد۔ نبی کریم فرمود کہ جبریل سبب آوردن ایں قرنفل چیست؟.........

marfat.com

ترجمہ:

ایک روز جبریل نبی کریم کے پاس آئے۔ سنبل اور لونگ بہشت سے لائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کہ یہ چیزیں آپ کیوں لائے ہیں۔؟ جبریل نے عرض کی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت کو آرائش اور زیبائش کا حکم دیا ہے۔ اور درخت طوبیٰ کو بھی اور حوران جنت کو بھی طرح طرح کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہونے کا حکم دیا ہے۔ اور فرشتوں کو فرمایا ہے۔ کہ وہ بیت المعمور کے اطراف میں جمع ہوں۔ اور وہاں نور کا ایک منبر ہے۔ جس پر حضرت آدم ؑ نے پیدائش کے بعد فرشتوں کے سامنے خطبہ پڑھا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے راحیل فرشتے کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ اس منبر پر جا کر خطبہ پڑھے۔ اور اس سے زیادہ میٹھی آواز والا فرشتوں میں سے اور کوئی بھی نہیں۔ پس راحیل نے میٹھی آواز سے اللہ کی حمد و ثناء کا اس شان سے خطبہ پڑھا۔ کہ تمام اہل آسمان خوشی سے جھومنے لگے۔ پھر راحیل کو حکم ہوا۔ کہ میرے حبیب کی بیٹی، حضرت فاطمہ زہرا کا جناب علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح پڑھے۔ راحیل نے نکاح پڑھا۔ فرشتے گواہ بنے۔ اور دیوان قضا کے کلرک اس نکاح کے کاتب بنے۔ پھر جبریل نے ایک ٹکڑا ریشم کا جناب رسالت مآب کو دکھایا۔ اور عرض کی۔ نکاح کی پوری روئیداد اس میں تحریر ہے۔ اور میں حکم پروردگار سے آپ کو دکھاتا ہوں۔ اور میں نے اس پر کستوری کی مہر لگائی ہے۔ اور میں نے یہ تحریر رضوان خادم بہشت کے سپرد کردی ہے۔ (اہل سنت کی معتبر کتاب روضۃ الشہداء ص ۱۲۹ باب چہارم۔)

(قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول تصنیف غلام حسین نجفی ص ۱۱۵ تا ۱۱۸)

marfat.com

جواب:

"روضۃ الشہداء" کے حوالہ مذکورہ سے غلام حسین نجفی نے جہاں اہل بیت کرام کے بارے غلو سے کام لیا۔ وہاں اس نے یہ بھی خرافات کہیں۔ دیکھو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے علاوہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹی اور بھی ہوتی تو ان کے نکاح بھی اسی شان وشوکت سے ہوتے۔ لہٰذا انہوں نے ام کلثوم اور رقیہ نامی جن دو لڑکیوں کا ذکر کیا۔ اور جن کی یکے بعد دیگرے حضرت عثمان سے شادی ہوئی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں ہرگز نہ تھیں۔ دیکھو اگر یہ بھی سگی بیٹیاں ہوتیں۔ تو روضۃ الشہداء میں ان کے بارے میں بھی مذکور ہوتا۔ کہ ان کا نکاح بھی آسمانوں پر ہوا۔ اور راحیل فرشتے نے پڑھا وغیرہ وغیرہ حالانکہ روضۃ الشہداء اہل سنت کی معتبر کتاب ہے۔ تو جب اس معتبر سنی کتاب میں ان کا تذکرہ اس انداز سے نہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ سنی بھی ان دونوں کو حضور کی حقیقی بیٹیاں تسلیم نہیں کرتے آئیے ذرا غلام حسین نجفی کی اس مکاری کی بھی خبر لیں اور تحقیق پیش کریں کہ روضۃ الشہداء کس کی کتاب ہے۔ اور اس کے مصنف کا مسلک کیا تھا؟

صاحب روضۃ الشہداء ملاں حسین کاشفی شیعہ ہے

شیعہ علماء کا فیصلہ

الذریعہ:

روضۃ الشہداء فارسی مُکَمَّعٌ للمولی الواعظ الحسین بن علی الکاشفی البیہقی المتوفی حدود ۹۱۰ مُرَتَّبٌ عَلٰی عَشْرَۃِ اَبْوَابٍ وَخَاتِمَۃٍ

marfat.com

فِیهَا ذِکْرُ اَوْلَادِ السِّبْطَیْنِ وَجُمْلَةٍ مِنَ السَّادَاتِ...
وَقَدْ طُبِعَ روضة الشهداء فی لاهور ۱۲۸۷
وبمبئی ۱۳۳۱ وطهران ۱۳۳۳۔
(الذریعة الی تصانیف الشیعه جلد نمبر ۱۱
ص ۲۹۴ تا ۲۹۵)

ترجمہ: روضۃ الشہداء فارسی میں ہے۔ اور اس کے مصنف کا نام حسین بن علی کاشفی واعظ ہے۔ جس کا ۹۱۰ میں انتقال ہوا۔ یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے۔ اور ایک خاتمہ بھی۔ ان میں حسن و حسین کی اولاد اور دیگر سادات کا تذکرہ ہے۔ یہ کتاب لاہور میں ۱۲۸۲، بمبئی میں ۱۳۳۱ اور طہران میں ۱۳۳۲ میں چھپی۔

توضیح:

جیسا کہ بارہا ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ الذریعہ نامی شیعہ تصنیف کا مقصد تالیف یہی تھا۔ کہ تمام شیعہ مصنفین کی کتابوں کو یک جا جمع کر دیا جائے۔ اور ان کے مصنفین کے حالات و واقعات درج ہوں۔ اس لیے اس میں کسی ایسی کتاب کا تذکرہ ہرگز نہ ملے گا۔ جو اہل تشیع کے نظریات و معتقدات پر مشتمل نہ ہو۔ الذریعہ میں جب روضۃ الشہداء کا تذکرہ موجود ہے۔ تو اس سے صاف ظاہر کہ یہ کتاب اہل سنت کی نہیں بلکہ اہل تشیع کی ہے۔

الکنی والالقاب:

الکاشفی العالم الفاضل المولی حسین بن علی
السبیهقی السبزواری واعظ جَامِعٌ لِلْعُلُوْمِ الدِّیْنِیَّةِ
مُفَسِّرٌ مُحَدِّثٌ مُتَبَحِّرٌ خَبِیْرٌ کَانَ زَوْجَ اُخْتِ المولی

marfat.com

عُبْدِ الرَّحْمٰنِ جَامِیْ لَهٗ مُصَنَّفَاتٌ كَثِیْرَةٌ مِنْهَا جَوَاهِرُ التَّفْسِیْرِ وَمُخْتَصَرُهٗ...... وروضة الشهداء وَغَیْرُ ذَالِكَ وَمِنْ اَشْعَارِهٖ قَصِیْدَةٌ فِیْ مَنَاقِبِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ علیہ السلام مِنْهَا هٰذَانِ الْبَیْتَانِ

ذریتی سوال خلیل خدا بخواں وازلاینال عہد جوابش بکن ادا
گردد ترا عیاں کہ امامت نہ لائق است آنراکہ بودہ بیشتر عمر در خطا

وَهٰذَا یَدُلُّ عَلٰی تَشَیُّعِهٖ تُوُفِّیَ بِسَمْرَاةَ فِیْ حُدُوْدِ سَنَةِ ۹۱۰-

(الکنی والالقاب جلد سوم ص ۱۰۵ مطبوعہ تہران طبع جدید۔)

ترجمہ: ملاحسین بن علی بیہقی سبزداری الکاشفی بہت بڑا عالم فاضل تھا۔ دینی علوم کا جامع، مفسر، محدث اور باخبر عالم تھا۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی کا بہنوئی ہے۔ اس کی بہت سی تصانیف ہیں ان میں سے جواہر التفسیر اور اس کا خلاصہ ہے۔ اور روضۃ الشہداء بھی اسی کی تصنیف ہے۔ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اس نے قصیدہ کہا۔ جس کے دو شعر یہ ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنی اولاد میں امامت کا سوال کیا۔ تو جواب ملا کہ یہ منصب ظالموں کو نہیں مل سکتا۔ اس سے تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ منصب امامت ان لوگوں کو نہیں مل سکتا۔ جن کی عمر کا اکثر حصہ اسلام میں نہ گزرا ہو۔ یہ اشعار ملاحسین کاشفی کے شیعہ ہونے کی دلیل ہیں۔ اس کا ۹۱۰ھ

marfat.com

میں بمقام ہرات انتقال ہوا۔

لمحہ فکریہ :-

الذریعہ اور الکنی والالقاب کے حوالہ جات سے صاحب روضۃ الشہداء کا شیعہ ہونا ظاہر و باہر ہو گیا خصوصاً شیخ عباس قمی نے اس کی شیعیت کی تصریح جس عقیدے اور نظریئے پر کی۔ وہ اہل تشیع کا متفق علیہ عقیدہ ہے۔ یعنی حضرات ائمہ اہل بیت کا معصوم عن الخطاء ہونا۔ اور اس کے ساتھ قرآنی آیات سے حضرت ابراہیم کے واقعہ کے ضمن میں اس نے یہ بھی ثابت کیا۔ کہ ظالم اور خطا کار اور کفر کی زندگی گزار کر مسلمان ہونے والے منصب امامت کے ہرگز لائق نہیں ہو سکتے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت برحق نہ تھی۔ کیونکہ اہل تشیع کے نزدیک ان کا قبل از اسلام زمانہ بت پرستی میں گزرا۔ اگرچہ ان کا یہ کہنا غلط ہے لیکن ان کے نزدیک جب ان تین خلفاء کا زمانہ قبل از اسلام شرک و بت پرستی میں کا دور تھا۔ تو ایمان لانے کے بعد یہ معصوم ہرگز نہ ہوئے۔ اور امام بنص قرآنی معصوم ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ تینوں حضرات منصب امامت پر زبردستی متمکن رہے اور انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حق خلافت و امامت غصب کر رکھا تھا۔ اس عقیدہ کی بنا پر جو صاحب روضۃ الشہداء کے اشعار سے ظاہر ہے اہل تشیع کے ایک بڑے جگادری نے اس کی شیعیت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ان تصریحات و شواہد کے ہوتے ہوئے نجفی صحتی وغیرہ کا اسے سنی اور اس کی تالیف روضۃ الشہداء کو "اہل سنت کی معتبر کتاب" کے عنوان سے پیش کرنا کس قدر فریب ہے۔ دراصل نجفی نے شیعہ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے یہاں تک قسم اٹھا رکھی ہے۔ کہ میں تمہارے عقائد

marfat.com

کو ثابت کر کے چھوڑوں گا۔ چاہے مجھے بے ایمان ہی کیوں نہ بننا پڑے۔ اور چاہے مجھے اگلے بڑوں کو کتا اور خنزیر ہی کیوں نہ کہنا پڑے۔ کیونکہ شیعہ مسلک میں سنی معاذ اللہ کتے اور سور سے بھی بُرا ہوتا ہے۔ اور آپ نے اس سے پہلے معتبر کتب شیعہ کے شواہد سے بھی پڑھ لیا ہے۔ کہ ملاں حسین کاشفی شیعہ ہے اور شیعہ علماء نے اسے تسلیم کیا ہے۔ کہ ہمارا پکا شیعہ اور مستند عالم ہے اسی لیے بڑے بڑے علماء شیعہ نے صاحب ناسخ التواریخ علماء نے اس کی کتاب شواہد النبوۃ کو مستند سمجھتے ہوئے اس کے حوالہ جات دیئے لہٰذا یہ ہے کہ روضۃ الشہداء کا مصنف ملا حسین کاشفی وہ شخص ہے۔ جو واقعہ کربلا کے متعلق من گھڑت واقعات وروایات لکھنے والا پہلا مصنف ہے۔ بعد میں جس قدر شیعہ سنی کتب میں رونے رلانے والے واقعات اور واقعہ کربلا کو رنگین بنانے کے لیے جو روایات موجود ہیں۔ ان سب نے اسے کاشفی سے نقل کیں جہاں تک اس کے شیعہ ہونے کا معاملہ ہے۔ وہ تو ہم نے شیعوں کی ان مستند کتابوں سے ثابت کر دیا ہے۔ جن کا موضوع ہی یہ تھا۔ کہ کون کون سے مصنف شیعہ ہیں ان کی کون کون سی کتابیں ہیں۔ امام مسلم کے بچوں کا واقعہ جب صاحب ناسخ التواریخ شیعہ نے لکھا۔ تو اس بات کا صاف اقرار کیا۔ کہ یہ واقعہ " روضۃ الشہداء " کے علاوہ کسی اور مستند کتاب میں مجھے نہ ملا۔ میں اسے اسی کتاب سے نقل کر رہا ہوں۔ اسی طرح دورِ حاضر کے ایک سنی مصنف مفتی حبیب اللہ سیالکوٹی نے " فاطمہ کالال " نامی اپنی تصنیف میں بعض جگہ " روضۃ الشہداء " کا حوالہ دیا ہے۔ کاشفی کے شیعہ ہونے کے بعد اب ہم اس کی کتاب روضۃ الشہداء سے اس کے کذاب ہونے اور غم اہل بیت کے بارے میں واقعات وروایات میں چند من گھڑت واقعات کو نقل کر رہے ہیں۔ تاکہ قارئین کرام یہ جان سکیں۔ کہ یہ مصنف کیسا تھا۔

marfat.com

نوٹ :

روضۃ الشہدا اصل فارسی بھی اگرچہ ہمارے پاس ہے۔ اور اس کی اصل عبارت بمعہ ترجمہ نقل کی جا سکتی تھی۔ لیکن ہم نے اس کا صرف وہی ترجمہ پیش کیا ہے جو صائم نعت خواں نے کیا ہے۔ یہ اس لیے مناسب سمجھا۔ کہ ملا حسین کاشفی اور صائم نعت خواں دونوں ایک ہی مسلک کے پیرو ہیں۔ اس سے دونوں کا مسلک بھی معلوم ہو جائے گا۔ اور ہم اپنی بات بھی کر سکیں گے۔ اور طوالت سے بھی بچ جائیں گے۔

لہٰذا درج ذیل روضۃ الشہدا کی فوٹو کاپی لف کی جا رہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

غمِ اہلبیت کی ایک تصویر

واقعہ اول :

: روضۃ الشہداء فارسی باب ہشتم ص ۲۰۲ روضۃ الشہدا مترجم جلد دوم ص ۴۴۔ پر یوں موجود ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک۔ نے اہلبیت کی مظلومی و محرومی اور رنجوری و مجبوری کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ ایک وقت میں حرم کی حاضری کیلئے توکل بخدا اکیلا ہی صحرا میں جا رہا تھا کہ اچانک میں نے بارہ تیرہ سال کی عمر کے ایک شہزادے کو دیکھا کہ وہ تنہا اور پاپیادہ چلا جا رہا ہے اس شہزادے کے گیسو سیاہ اور چہرہ چاند کی طرح تھا۔ میں نے کہا سبحان اللہ اس صحرا میں یہ کون شخص ہے۔

ایں کیست ایں ایں کیست ایں، ایں یوسف ثانیست ایں

یا خود بانیست ایں یا فیض سبحانیست ایں !

ایں نکتہ، و رحمت را نگر و رساحت ایں بادیہ

خضر است و الیاس ایں مگر یا آب حیوانیست ایں

marfat.com

میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا تو اُنہوں نے جواب عطا فرمایا۔

میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟

فرمایا: میں عبداللہ یعنی خدا کا بندہ ہوں۔

میں نے کہا: آپ کہاں سے آئے ہیں۔؟

فرمایا: من اللہ یعنی اللہ کی طرف سے آیا ہوں

میں نے کہا: آپ کو کہاں جانا ہے؟

فرمایا: الیٰ اللہ یعنی خدا کی طرف جانا ہے

میں نے کہا: آپ کیا چاہتے ہیں؟

فرمایا: رضاء اللہ، یعنی میں اللہ تعالےٰ کی خوشنودی چاہتا ہوں۔

میں نے کہا: آپ کا زادِ راہ اور سواری کہاں ہے؟

فرمایا: میرا زادِ راہ توشۂ تقویٰ ہے، اور میری سواری میرے دونوں پاؤں ہیں،

میں نے کہا: یہ خونخوار بیابان ہے، اور آپ نورسیدہ اور چھوٹی عمر کے ہیں، آپ کیا کریں گے؟

فرمایا: تو نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جو کسی کی زیارت کی طرف متوجہ ہو اور وہ شخص اُسے بے بہرہ اور محروم کردے۔

میں نے کہا: اگرچہ آپ کی عمر چھوٹی ہے، مگر بات بہت بڑی کی ہے۔ آپ کا نام کیا ہے۔؟

فرمایا: اے ابن مبارکؒ مصیبت زدگان روزگار کا کیا پوچھتے ہو، اور اُن کے نام سے کیا نشان تلاش کروگے؟

marfat.com

منم در غش بیدلے ناتوانے | نہ اسمے نہ رسمے نہ جسمے نہ جانے
ضیفے، نحیفے، غمش را حریفے | بصورت خفیفے بمعنے گرانے

میں نے کہا! اگر آپ نام نہیں بتانا چاہتے تو خدا کے لئے یہی بتا دیں کہ آپ کس قوم اور قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں؟

انہوں نے دلِ پُر درد سے آہِ سرد کھینچی اور فرمایا! نَحْنُ قَوْمٌ مَظْلُوْمٌ۔ یعنی ہم ستم رسیدہ لوگ ہیں۔

نَحْنُ قَوْمٌ مَطْرُوْدِیْن۔ یعنی ہم بے وطن اور غریب الدیار قوم سے ہیں،

نَحْنُ قَوْمٌ مَقْهُوْرُوْن۔ یعنی ہم اس قوم سے ہیں جس پر قہر و غضب توڑا گیا۔

میں نے کہا! میں کچھ نہیں جان سکا، آپ اپنے بیان میں اضافہ فرمائیں۔

انہوں نے چند شعر پڑھے، جن کا مضمون یہ ہے،

ہم آنے والوں کو حوض کوثر سے پانی پلانے والے ہیں،

نجات پانے والا شخص ہمارے وسیلہ کے بغیر مراد کو نہیں پہنچے گا، جو شخص ہم سے دوستی رکھے گا ہر گز بے بہرہ نہیں رہے گا، اور جو ہمارا حق غصب کرے گا قیامت کے دن ہمارے لئے اور اس کے لئے محکمۂ جزاء کی وعدہ گاہ ہوگی انہوں نے یہ بات کی اور میری نگاہوں سے غائب ہوگئے، میں نے بہت تاسف کیا، کہ میں انہیں نہ جان سکا کہ وہ کون تھے۔

جب میں مکۂ معظمہ میں پہنچا تو ایک دن طواف میں لوگوں کا ایک گروہ دیکھا جس

marfat.com

نے ایک شخص کو حلقے میں لے رکھا تھا۔ اور بہت سے لوگ اُس کے قدموں میں کھڑے تھے۔ میں جب اُن کے سامنے ہوا تو دیکھا کہ یہ وہی صاحبزادے ہیں اور لوگ اِن کے اِردگرد جمع ہو کر حلال و حرام کے مسائل اور قرآن و حدیث کے دقائق پوچھ رہے ہیں۔ اور وُہ زبان فصیح اور بیان بلیغ سے اُن کی مشکلات کی گرہیں کھول رہے ہیں۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا افسوس ہے تو انہیں نہیں جانتا۔ یہ وُہ ہیں جنہیں وادیٔ مکّہ کے سنگریزے بھی پہچانتے ہیں۔ یہ آلِ عبا کے آدم، شہید کربلا کے قرۃ العین، علی بن حسین امام زین العابدین علیہما السلام ہیں عبداللہ بن مبارک نے یہ بات سنی تو آگے بڑھ کر امام عالی مقام کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ اور روتے ہوئے کہا، اے رسول اللہ کے بیٹے آپ نے مظلومی و مقہوری اہلبیت کی بے بسی کے بارے میں جو فرمایا ہے وُہ درست ہے اِس اُمت میں کسی جماعت کو وُہ مصیبت نہیں پہنچی جو حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلبیت کو پہنچی ہے۔ ہر رات اور دن کو رنج و تعب اُن کے قریب ہوتے اور ہر دم کے ساتھ وُہ درد والم کے ہم نشین ہوتے اگر قبا پہنتے تو اُس میں قہر کا بخیہ ہوتا اگر لقمہ کھاتے تو اُس میں مصیبتوں کا زہر ہوتا۔

عبداللہ بن مبارک کی امام زین العابدین سے ملاقات

اور پھر غم کی تصویر

قارئین کرام! آپ نے مذکورہ واقعہ پڑھا جس کا تانا بانا اس پر رکھا گیا کہ

marfat.com

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ اور امام زین العابدین کی کسی جنگل میں ملاقات ہوئی اس وقت امام زین العابدین کی عمر بارہ تیرہ سال کے لگ بھگ تھی۔ عبداللہ بن مبارک نے ہر طریقہ سے معلوم کرنا چاہا۔ کہ یہ لڑکا کون ہے لیکن اس کی مظلومیت کے سوا اور کچھ نہ جان سکے۔ اور اس کی مظلومیت نے آپ کو حیران پریشان کر دیا۔ لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ جن کی مظلومیت پر عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ ایسے شخص پریشان ہو گئے۔ اُن کی مظلومیت پر آنسو بہانا اور غم و پریشانی کا اظہار ایک مستحسن امر ہے۔ اور اہل بیت سے محبت کی ایک علامت ہے۔

اس واقعہ سے ہٹ کر ہم اہل سنت سیدنا امام عالی مقام اور خاندانِ اہل بیت سے محبت کے بارے یں یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ اگر امام عالی مقام کے مبارک قدموں سے لگی مٹی آنکھوں میں ڈالنے کا موقعہ میسر آجائے۔ تو یہ ہمارے لیے باعث فخر ہو گا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس پر چڑھنے والی شخصیت کی طرف منسوب کوئی چیز مل جائے۔ تو اُسے حرزِ جان و ایمان سمجھتے ہوئے قبر میں اپنے ساتھ لے جائیں۔ خارجیوں کی طرح ہم دشمنانِ اہل بیت نہیں ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی ایمان رکھتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کے مطابق اگر کوئی غلط بات آپ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ تو وہ جہنمی ہے۔ فقیر اپنی تصنیف فقہ جعفریہ جلد سوم میں شیعوں کے ایک بہت بڑے عالم شیخ عباس قمی کی عبارت نقل کر چکا ہے۔ کہا۔ کہ مجالس حسین میں اکثر جھوٹے واقعات و روایات بیان کی جاتی ہیں۔ ان بابرکت محافل میں جھوٹا واقعہ بیان کرنا اپنی حقیقی ماں سے ستر بار زنا کرنے سے بدتر ہے۔ اب آیئے ملا حسین کاشفی کے ذکر کردہ واقعہ کی طرف کہ اس میں کتنی صداقت ہے؟

marfat.com

کیا عبداللہ بن مبارک اور حضرت امام زین العابدین کی ملاقات ہوئی؟

شیعہ سنی دونوں کی طرف کتب اس بات کی شاہد ہیں۔ کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی ولادت ۳۸ھ میں اور وصال ۹۵ھ میں ہوا۔ اور حضرت عبداللہ بن مبارک کی پیدائش ۱۱۸ھ میں اور انتقال ۱۸۱ھ میں ہوا۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی کل عمر ستاون برس ہوئی۔ دونوں حضرات کی پیدائش و وصال شیعہ سنی دونوں طرف کی کتب متداولہ مشہورہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

الکنی والالقاب:-

ابن المبارک ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن المبارک المروزی العالم الزاہد العارف المحدث...... مولودہ بمرو ۱۱۸ھ و وفاتہ بہیت ۱۸۱ھ۔

(الکنی والالقاب جلد اول ص ۴۰۰ تذکرہ ابن المبارک)

ترجمہ: ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک مروزی رضی اللہ عنہ بہت بڑے عالم، زاہد اور محدث تھے۔ ان کی پیدائش مقام مرو میں ۱۱۸ھ میں اور ان کا وصال ۱۸۱ھ میں مقام ہیت ہوا۔

تاریخ الائمہ:

آپ حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے صاحبزادے اور شیعوں کے چوتھے امام ہیں۔ بنا بر قول جناب شیخ مفید و شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵ جمادی الاولی ۳۶ھ کو مدینہ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی

marfat.com

دو سال چند ماہ تک جد بزرگوار حضرت امیر المؤمنین کی آغوش عاطفت میں پرورش پائی۔ پھر ۵۰ ہجری تک عم معظم اور بزرگوار کے ہمراہ اور ۱۰ محرم ۶۱ھ تک محض والد ماجد کے ساتھ رہے۔ اور واقعہ کربلا کے بعد خاندان رسالت کے سردار اور شیعوں کے ظاہری امام قرار پائے ۳۴ سال مشغول ہدایت وارشاد ناس رہ کر ۲۵ محرم ۹۵ھ اور عیسوی ۷۱۴ء طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی۔ (تاریخ الائمہ باب چہارم ص ۲۸۲ حالات امام زین العابدین)

کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ:

فَاَمَّا وَلَادَتُهٗ فَبِالْمَدِيْنَةِ فِى الْخَمِيْسِ الْخَامِسِ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ ثَمَانٍ وَثَلَاثِيْنَ .... وَاَمَّا عُمْرُهٗ فَاِنَّهٗ مَاتَ فِىْ ثَامِنِ عَشَرَةَ الْمُحَرَّمِ مِنْ سَنَةِ اَرْبَعٍ وَتِسْعِيْنَ وَقِيْلَ خَمْسٍ وَتِسْعِيْنَ وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُ وَلَادَتِهٖ فِىْ سَنَتِهٖ ثَمَانٍ وَثَلَاثِيْنَ فَيَكُوْنُ عُمْرُهٗ سَبْعَ وَخَمْسُوْنَ سَنَةً۔

(کشف الغمہ فی معروفۃ الائمہ جلد دوم ص ۲۷، ذکر الامام الرابع ابو الحسن علی بن حسین مطبوعہ تبریز)

ترجمہ: امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی ولادت مدینہ منورہ میں جمعرات پانچ شعبان المعظم ۳۸ھ کو ہوئی۔ آپ نے چونکہ اٹھویں محرم

۹۴ھ یا ۹۵ھ میں وصال فرمایا۔ اس لیے آپ کی کل عمر ستاون برس ہوئی۔

البدایۃ والنہایہ :-

وَقَدْ اِخْتَلَفَ اَهْلُ التَّارِيْخِ فِي السَّنَةِ تُوُفِّيَ فِيْهَا عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ، فَالْمَشْهُوْرُ عَنِ الْجُمْهُوْرِ اَنَّهُ تُوُفِّيَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ اَعْنِيْ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَّتِسْعِيْنَ فِيْ اَوَّلِهَا عَنْ ثَمَانٍ وَّخَمْسِيْنَ سنة وصلی علیه بالبقیع ودفن به۔

(البدایة والنهایة جلد ۹ ص ۱۱۲ ذکر علی بن حسین مطبوعه بیروت)

ترجمہ :- مؤرخین کا اختلاف ہے۔ کہ امام زین العابدین کس سال فوت ہوئے۔ جمہور سے مشہور یہ ہے۔ کہ آپ نے ۹۴ھ میں انتقال فرمایا اس طرح آپ کی کل عمر اٹھاون برس ہوئی۔ نماز جنازہ جنت البقیع میں ادا کی گئی۔ اور وہیں دفنائے گئے۔

تذکرۃ الحفاظ : عبد الله بن المبارك بن واضح الامام الحافظ العلامة شيخ الاسلام وفخر المجاهدين قدوة الزاهدين...... ولد سنة ثمانی عشرة و مائة............ ومات ابن المبارك بهيت في رمضان سنة احدى وثمانين

و مائة رحمة الله علیه۔

(تذکرة الحفاظ جلد اول ص ۲۵۶ تذکرة عبد الله بن المبارک۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ بہت بڑے امام، حافظ اور علام ہونے کے علاوہ شیخ الاسلام، فخر المجاہدین اور قدوۃ الزاہدین تھے۔ آپ ایک سو اٹھارہ ہجری ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے........ اور مقام ہیت پر رمضان شریف ۱۸۱ھ میں انتقال فرمایا۔

قارئین کرام! دونوں طرف کی کتب سے آپ نے امام زین العابدین اور عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہما کی تاریخ ولادت و انتقال ملاحظہ فرمائی۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی وفات میں ایک سال کا اختلاف ہے۔ کہ وہ ۹۴ھ میں یا ۹۵ھ میں ہوئی۔ ہم ۹۵ھ میں تسلیم کر لیتے ہیں لیکن حضرت عبد اللہ بن مبارک کے بارے میں ولادت و انتقال کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اب دونوں حضرات کی دونوں تاریخوں کا موازنہ کریں۔

امام زین العابدین کی ولادت ۳۸ھ ، عبد اللہ بن المبارک کی ولادت ۱۱۸ھ

امام زین العابدین کی وفات ۹۵ھ ، عبد اللہ بن المبارک کی وفات ۱۸۱ھ

گویا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے وصال کے ۲۳ سال بعد حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوتی ہے۔ اور جب امام زین العابدین کی عمر شریف بارہ تیرہ برس ہوگی۔ تو اس وقت ابھی عبد اللہ بن مبارک کی پیدائش کو ۶۸ سال پڑے تھے۔ لہٰذا ۶۸ سال بعد میں پیدا ہونے والا بوڑھا نظر آرہا ہے اور ۶۸ سال پہلے پیدا ہونے والا تیرہ سال کا لڑکا نظر آرہا ہے۔ اب آپ

marfat.com

حضرات نے بخوبی جان لیا ہوگا۔کہ واقعہ مذکورہ کی کیا حقیقت ہے۔حضرت عبدالرحمن المبارک رضی اللہ عنہ "امیرالمؤمنین فی الحدیث" کے بارے میں ایسا واقعہ گھڑا کہ ایک تاریخی جھوٹ بن گیا۔اس واقعہ کو نمکینی کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔اور غم اہل بیت سے لوگوں کو گرما کر آنسو بہلائے جاتے ہیں۔کس قدر یہ فریب ہے؟ اور افسوس ان سنیوں پر ہے جو ایسی انہونی باتوں کو اپنی کتابوں میں نقل کرتے ہیں۔اور ان واعظین پر حیف جو مزے لے لے کر یہ جھوٹ بیان کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سچ اور جھوٹ کے مابین امتیاز کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

واقعہ دوم :-

امام حسین رضؓ کی چار سالہ بچی کا غم اور الم کی حالت میں دربار یزید میں وفات پانا

روضۃ الشہداء فارسی ص ۲۶۷ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ۔ روضۃ الشہداء مترجم ص ۴۲۷۔

شہزادی حسین علیہ السلام کا وصال:

کنز الغرایب میں روایت آئی ہے کہ یزید نے اہلبیت کو محل کے اندر جگہ دے رکھی تھی اہلبیت کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کی ایک چار سالہ صاحبزادی تھی، جس کے ساتھ آپ بہت زیادہ محبت فرماتے تھے، اور وہ بھی اپنے ابا جان سے انتہائی محبت کرتی تھیں جب آپ کے ابا جان شہید ہوگئے تو آپ پوچھا کرتیں میرے بابا کہاں ہیں؟ اہلبیت انہیں کہا کرتے وہ ایک جگہ تشریف لے گئے ہیں، علاوہ ازیں انہیں فلنقد

marfat.com

مریضوں سے تسلی دیا کرتے تھے انہیں اپنے ابا جان کی زیارت کا بے حد شوق تھا جبکہ دنوں اہلبیت کرام یزید کے محل میں قیام پذیر تھے ایک رات ان صاحبزادی نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے انہیں گود میں اٹھا رکھا ہے، وہ انتہائی مسرت کی وجہ سے بیدار ہو گئیں مگر جب اُن کو نہ دیکھا تو آپ کا شوق اور بڑھ گیا وہ مضطرب ہو کر فریاد و فغاں کرنے لگیں ان سے پوچھا گیا تو فرمایا میں نے ابھی ابھی خواب میں خود کو اپنے بابا کی آغوش میں بیٹھے ہوئے دیکھا تھا مگر جب آنکھ کھولی تو وہ مجھے نظر نہیں آئے بتائیں میرے بابا کہاں ہیں کیونکہ مجھ میں اُن کا فراق برداشت کرنے کی طاقت نہیں

اہلبیت کرام نے ہر چند بہا ہی صبر و شکیبائی سے کام لے مگر انہوں نے جواب دیا۔

بعلم تشنہ مراتاب شکیبائی نیست

طاقت دوری فراق و سبب تنہائی نیست

آپ بابا تو میرے بابا کو میرے پاس بھیج دیں یا مجھے میرے بابا کے پاس بھیج دیں بیبیت نے یہ بات سنی تو ایک دم فریاد و فغاں کرنے لگے ان کی چیخ و پکار کی آواز یزید کی خوابگاہ میں پہنچی تو اس نے ایک شخص کو بھیج کر معلوم کرا اہلبیت کو کیا واقعہ پیش آیا ہے؟

اس شخص نے یزید کو واپس آکر بتایا کہ امام حسین علیہ السلام کی صاحبزادی نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا تو آپ کی زیارت کیلئے بیقرار ہوگئی ہیں۔

یزید نے کہا: جا کر اس کے باپ کا سر اسے دکھاؤ شائد اُسے کچھ اطمینان حاصل ہو جائے۔

یزید نے امام حسین علیہ سلام کے سر کو اپنے خاص کمرے میں اپنی نگاہ...

سے سجا ہوا تھا۔ خادمانِ یزید پلید نے سرِ مبارک کو چاندی کے تھال میں رکھا اور اوپر ریشمی رومال ڈال کر اہلبیت کرام کے پاس لے گئے، اور کہا، یزید نے بھیجا ہے۔ یہ سر بچی کو دکھا دیں شاید اُسے اطمینان حاصل ہو جائے۔

جب بچی کے سامنے تھال رکھا گیا تو اُس نے پُوچھا یہ کیا ہے؟

اُنہوں نے کہا، جو کچھ تو طلب کر رہی ہے وہی ہے۔

بچی نے رومال اُٹھا کر سر کو دیکھا تو اُس سر کو اُٹھا کر دیکھنے لگی پھر جب اُس نے پہچانا کہ یہ میرے بابا کا سر ہے، تو سینے سے آہ کھینچتے ہوئے، اپنے چہرے کو باپ کے چہرے سے ملنے لگی اور آپ کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ کر اُسی وقت رحلت فرما گئیں

قارئین کرام! امام عالی مقام کی ایک صاحبزادی جس کی چار سال عمر لکھی گئی۔ اور دربارِ یزید میں اس کی موت کا جو نقشہ ملا حسین کاشفی نے کھینچا۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اس واقعہ کا مقصد محض نوحہ خوانی اور اپنی دوکان چمکانا ہے۔ ورنہ حقیقت کچھ اور ہے۔ ان نام نہاد ''محبانِ اہلِ بیت،، کو ذرا شرم نہیں آتی۔ کہ حضرات ائمہ کرام کے نسب میں کذب بیانی اور بہتان طرازی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ تیسری صاحبزادی کہاں سے لے آئے؟ گذشتہ اوراق میں ہم امام عالی مقام کی اولاد امجاد کے بارے میں تفصیل گفتگو کر چکے ہیں۔ آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں۔

(۱) سیدہ سکینہ (۲) سیدہ فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہا۔ دو ہی صاحبزادیوں کے ہونے کی توثیق شیخ مفید، اعلام الوریٰ کے حوالے سے تاریخ الائمہ میں ص ۲۸۰ پر مذکور ہے۔ امام عالی مقام کی پانچ بیویوں سے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ ان میں سیدہ فاطمہ بڑی تھیں۔ جن کی شادی امام حسن کے بیٹے حسن مثنیٰ سے اور سیدہ سکینہ کی شادی امام حسن کے دوسرے بیٹے عبداللہ سے ہوئی تھی۔

marfat.com

واقعہ کربلا کے وقت دونوں شادی شدہ تھیں۔ اور دونوں کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا اگر تیسری صاحبزادی ہوتی۔ تو اس کا ذکر امام عالی مقام کی اولاد میں ہوتا۔ پھر ان کے وصال کے بارے میں گفتگو ہوتی۔ لیکن کہیں اتہ پتہ نہیں ملتا۔ خود ملا حسین کاشفی یہاں تو چار سالہ تیسری صاحبزادی کا ذکر عجیب مظلومانہ انداز میں کر رہا ہے۔ اور جب خود ہی اسی کتاب کے ص ۴۰۰ میں امام عالی مقام کی اولاد کا ذکر کرتا ہے۔ تو اس چار سالہ صاحبزادی کا ذکر تک نہ کیا۔ سچ کہتے ہیں "دروغ گو را حافظہ نہ باشد" جھوٹے کی یادداشت ختم ہو جاتی ہے۔ صرف دو صاحبزادیاں تھیں۔ ان کے وصال کے بارے میں ملاحظہ ہو۔

منتهى الآمال:

وفاطمہ در تقوی و کمال و فضائل و جمال نظیر و عدیل نہ داشت و او را حور عین می نامند در سال یک صد و ہفدہم ہجری در مدینہ وفات یافت و خواہرش جناب سکینہ ہم در آں سال در مدینہ برحمت ایزدی پیوست۔

(منتہی الآمال جلد اول ص ۴۰۰ در بیان اولاد امام حسین)

ترجمہ: سیدہ فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہا، نہایت پرہیزگار، صاحب کمال فضائل اور خوبصورتی میں بے مثل تھیں۔ ان کو "حور عین" کہتے تھے ۱۱۷ھ کو مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ ان کی ہمشیرہ سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا بھی اسی سال مدینہ منورہ میں اللہ سے جا ملیں۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

واقعہ سوم:

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے گھوڑے کا عجیب واقعہ

(روضۃ الشہداء فارسی باب نہم ص ۳۳۵ در وقائع اہل بیت) روضۃ الشہداء مترجم ص ۲۶۱ ذوالجناح کی واپسی) مطبوعہ چشتی کتب خانہ لائل پور۔ پاکستان

ذوالجناح کی واپسی:

امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ کا گھوڑا بے قرار ہو کر چاروں طرف بھاگنے لگا پھر کچھ دیر بعد واپس آ کر اس نے اپنی پیشانی کے بال آپ کے خون میں تر کئے اور اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتا ہوا امام حسین علیہ السلام کے خیمہ کی طرف لوٹ آیا، جب اہلبیت کرام نے دیکھا کہ امام عالی مقام کا گھوڑا خون آلود چہرے کے ساتھ واپس آگیا ہے، اور اس پر سوار موجود نہیں تو انہوں نے فریاد کرتے ہوئے گھوڑے کو طلب کیا اور فرمایا!

اے ذوالجناح تو نے امام کے ساتھ کیا کیا؟ تو انہیں ساتھ لے کر گیا تھا واپس کیوں نہیں لایا آخر تو کس دل کے ساتھ انہیں دشمنوں کے درمیان چھوڑ آیا ہے اور انکے بغیر ان کے خیموں کی طرف لوٹ آیا ہے۔؟

چہ کردی خداوند اسلام را
چہ کردی شہنشاہ ایام را
چہ حاک است اے اسپ بر زرے تو
زخون کہ سرخ است ایں موئے تو

اہلبیت کرام نوحہ کر رہے تھے اور ذوالجناح گردن جھکائے رو رہا تھا اور اپنے چہرے کو امام زین العابدین علیہ السلام کے پاؤں پر مل رہا تھا۔

ابوالمؤید خوارزمی روایت لائے ہیں کہ اُس گھوڑے نے تھوڑی دیر زمین پر سر مارا اور اُس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی جبکہ ابوالمفاخر نے کہا ہے کہ وہ گھوڑا صحرا کی طرف نکل گیا، اور کسی شخص کو اُس کا کوئی نشان نہ مل سکا۔

قارئین کرام! ملاحسین کاشفی نے، امام عالی مقام کے گھوڑے "ذوالجناح" کا جو فرضی اور من گھڑت واقع لکھا۔ گھوڑے کا خون حسین سے اپنا چہرہ رنگین کرنا اور دیوانہ وار پھرتے ہوئے امام زین العابدین کے قدموں میں جان دے دینا یہ تمام باتیں بے اصل اور کسی سند کے بغیر ہیں۔ پھر ملا کاشفی نے اس واقعہ کے ثبوت کے لیے ابوالمؤید خوارزمی کی کتاب مقتل حسین کا حوالہ دیا ہے۔ اس واقعہ سے کاشفی صرف نوحہ خوانی کو فروغ دینا چاہتا ہے۔ میں نے اس واقعہ کے بارے میں شیعوں کی مختلف کتابیں دیکھیں۔ مثلاً ناسخ التواریخ مقتل حسین اور مقتل ابی مخنف وغیرہ۔ اس واقعہ کو گھڑنے والا لوط بن یحییٰ ابومخنف ہی ہے جس کے متعلق میری کتب تحفہ جعفریہ عقائد جعفریہ اور فقہ جعفریہ کی مجلدات دیکھی جا سکتی ہیں۔ اور اس سے چند صفحات پہلے بھی بحوالہ میزان الاعتدال اور البدایۃ والنہایۃ کے حوالہ جات سے اس کے متعلق پڑھ چکے ہیں۔ یہ شخص کٹر شیعہ تھا۔ اور کذاب۔ اخباری غیر معتبر تھا۔ محدثین نے اس کی روایات کو متروک تک کہا۔ ایسے شخص کی روایات ہم اہل سنت کے لیے کب قابل قبول ہو سکتی ہیں۔ اس لیے کوئی واعظ (سنی) اس واقعہ کو اہل سنت کی کسی معتبر روایت کے حوالہ سے پیش نہیں کر سکتا۔ اور جو نوحہ خوانی اور رونے رُلانے کے لیے اس کو بیان کرتا ہے۔ اور اہل سنت کی معتبر کتاب کی طرف نسب کرتا ہے۔ تو یہ اس کی نادانی ہے۔ یہ واقعہ من گھڑت اور بے اصل ہے۔ اس کا

marfat.com

اصل موجد ابو مخنف لوط بن یحیی ہے۔ اس کا ناقل خوارزمی ہے جس کا حوالہ کاشفی نے دیا۔ ہم خوارزمی کی کتاب مقتل حسین سے صرف متعلقہ عبارت ہی نقل کریں گے خوارزمی نے یہ روایت ابو مخنف سے نقل کی۔ روضۃ الشہداء سے بھی کچھ زیدہ عبارت کے ساتھ خوارزمی نے اسے نقل کیا۔ پھر اس کا خلاصہ کاشفی نے لکھا۔ ہم ان تینوں کتب کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ روضۃ الشہداء کی عبارت جو خوارزمی سے نقل کی گئی تھی۔ وہ آپ نے پڑھ لی۔ اب اس کا ماخذ یعنی مقتل حسین للخوارزمی کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

مقتل حسین:

قَالَ: وَاَقْبَلَ فَرَسُ الْحُسَيْنِ قَدْ عَدَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ اَنْ لَا يُؤْخَذَ فَوَضَعَ نَاصِيَتَهُ فِيْ دَمِ الْحُسَيْنِ وَذَهَبَ يَرْكُضُ اِلٰى خَيْمَةِ النِّسَاءِ وَهُوَ يَصْهَلُ وَيَضْرِبُ بِرَأْسِهِ الْاَرْضَ عِنْدَ الْخَيْمَةِ فَلَمَّا نَظَرَتْ اَخَوَاتُ الْحُسَيْنِ وَبَنَاتُهُ وَاَهْلُهُ اِلَى الْفَرَسِ لَيْسَ عَلَيْهِ اَحَدٌ رَفَعْنَ اَصْوَاتَهُنَّ بِالصُّرَاخِ وَالْبُكَاءِ وَوَضَعَتْ اُمُّ كَلْثُوْمٍ يَدَهَا عَلٰى اُمِّ رَأْسِهَا وَنَادَتْ وَامُحَمَّدَاهُ وَاجَدَّاهُ وَانَبِيَّاهُ وَاَبَا الْقَاسِمَاهُ وَاعَلِيَّاهُ وَاجَعْفَرَاهُ وَاحَمْزَتَاهُ وَاحَسَنَاهُ هٰذَا الْحُسَيْنُ بِالْعَرَاءِ صَرِيْعٌ بِكَرْبَلَاءَ۔

(مقتل حسین جلد ثانی ذکر مقتل حسین جلد ۲ ص ۳۷، مصنفہ ابو مؤید خوارزمی۔ مطبوعہ ایران قم طبع جدید۔)

marfat.com

ترجمہ:

ابومخنف نے کہا۔ امام حسین کا گھوڑا اُن کے سامنے دوڑتا ہوا آیا۔ کہ پکڑا نہ جاسکتا تھا۔ تو اس نے اپنا ماتھا امام حسین کے خون سے رنگین کیا۔ اور پھر اُچھلتا کودتا عورتوں کے خیمہ کی طرف آیا۔ ہنہناتا تھا۔ اور اپنے سر کو خیمہ کے قریب زمین پر مارتا تھا۔ پھر جب امام حسین کی ہمشیرگان، بیٹیوں اور دوسرے اشخاص خانہ نے گھوڑے کو دیکھا۔ کہ وہ سوار سے خالی تھا۔ تو سب نے چیخ و پکار سے اپنی آوازیں بلند کیں۔ اور ام کلثوم نے گھوڑے کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اور پکارنے لگیں۔ ہائے نانا جان ہائے اللہ کے پیغمبر، ہائے ابوالقاسم، ہائے علی، ہائے جعفر، ہائے حمزہ، ہائے حسن یہ ہیں امام حسین جو کربلا کے جنگل میں شہید پڑے ہوئے ہیں۔

قارئین کرام! مقتل حسین للخوارزمی کی عبارت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اس روایت کی کوئی اصل نہیں۔ امام حسین کے گھوڑے کی بحث ہم لکھ چکے ہیں۔ تقریباً تمام شیعہ مصنفین نے اس کا انکار کیا ہے۔ بلکہ شیعہ تاریخ کے امام، لسان الملک مرزا محمد تقی صاحب ناسخ التواریخ نے اس کی تردید کی ہے۔ لیکن واعظ کاشفی کذاب اور روایات گھڑنے کا ماہر ہے۔ اس نے گھوڑے کا نام "ذوالجناح" بھی اپنی طرف سے گھڑا۔ اور ایسا گھڑا کہ شیعوں نے اسے اپنے شعائر میں داخل کر لیا ہے۔ اور اس پر جانیں قربان کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تلقین فرمائی تھی۔ کہ بیٹی صبر کرنا۔ اس بارے میں بکثرت احادیث و آیات ہم نے فقہ جعفریہ جلد سوم میں درج کیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا۔ اے مومنو! صبر اور نماز سے مدد

marfat.com

طلب کرو۔ قرآن کریم اور احادیث مقدسہ کی واضح تعلیمات صبر کے ہوتے ہوئے یہ کیونکر متصور کہ اس گھرانے کی صاحبزادیاں بے صبری اور ہائے ہائے کا مظاہرہ کریں گی۔ اہل بیت کے افراد کے بارے میں ہائے ہائے ثابت کرنا در اصل محبت اہل بیت نہیں بلکہ عداوتِ اہل بیت ہے۔ اور ان کی توہین ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا۔ بحوالہ نہج البلاغہ آپ کا قول منقول ہے۔ فرمایا۔ "اے میرے محبوب! اگر آپ کا ارشاد صبر کرنے کا نہ ہوتا۔ تو میں اپنا سینہ چاک کر لیتا"۔ خوارزمی کی مذکورہ کتاب کا ہم نے میزان الکتب میں ذکر کیا ہے کہ یہ شخص حقیقت میں کٹر شیعہ تھا۔ مقتل حسین کے چند مختصر حوالہ جات ہم ذکر کرتے ہیں۔ ان سے آپ خوارزمی کی حقیقت معلوم کر سکیں گے۔

۱۔ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرتِ علی المرتضیٰ کی لغت میں کلام کیا۔ (مقتل حسین ص ۴۲ جلد اول)

۲۔ تمام انبیاء کرام کے کمالات علی المرتضیٰ میں موجود تھے۔ (ص ۴۴ جلد اول)

۳۔ زمین و آسمان پر نبی علیہ السلام اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولایت پیش کی تو انہوں نے قبول کر لی۔ ص ۴۶

۴۔ نبی علیہ السلام کی نبوت اور علی کی ولایت پر دین مکمل ہوا۔ (ص ۴۷

۵۔ اللہ تعالیٰ نے سیدہ فاطمہ کے حق مہر میں پوری دنیا رکھ دی۔ لہٰذا بغض کرنے والوں کے لیے زمین پر چلنا حرام ہے۔ ص ۶۶

۶۔ جنت کے تمام دروازوں پر لکھا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد حبیب اللہ۔ علی ولی اللہ فاطمۃ امۃ اللہ۔ ص ۱۰۸

۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نورانی چہرہ سے ستر ہزار فرشتے پیدا کیے گئے۔ ص ۲۹

marfat.com

۸ ۔ قیامت کے دن شیعہ رگ ابلق گھوڑوں پر سوار ہو کر جنت میں جائیں گے۔

ص ۴۰، ۴۱

۹ ۔ حضرت علی المرتضیٰ، فاطمہ اور ائمہ اہل بیت کی امامت زمین و آسمان پر پیش کی گئی۔ جنہوں نے قبول کی وہ مومن اور منکرین کافر بن گئے۔ ص ۹۶

ان چند حوالہ جات سے آپ خوارزمی کے نظریات سے بخوبی واقف ہو چکے ہوں گے۔ کیونکہ مذکورہ نظریات کسی سنی کے نہیں ہو سکتے۔ "مقتل حسین" کے پہلے لفظ "قال" کا فاعل ہم نے لوط بن یحییٰ ابو مخنف لکھا۔ یہ وضاحت خود خوارزمی نے دوسری جگہ پر کی ہے مقتل حسین ص ۹ پر لکھا "قال ابو مخنف"۔ اس لیے قال کا فاعل یہی ابو مخنف ہی ہے۔ آیئے ابو مخنف سے یہ واقعہ دیکھیں۔

مقتل ابی مخنف:

اِنَّ فَرَسَ الْحُسَيْنِ جَعَلَ يُحَمْحِمُ وَ يَتَخَطَّاءُ الْقَتْلَ فِى الْمَعْرَكَةِ قَتِيْلاً بَعْدَ قَتِيْلٍ بَعْدَ قَتِيْلٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلَى جُثَّةِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يُمَرِّغُ نَاصِيَةَ بِالدَّمِ وَ يَلْثِمُ الْاَرْضَ بِيَدِهٖ وَ يَصْهَلُ صَهِيْلاً حَتّٰى مَلَأَ الْبَيْدَاءَ فَتَعَجَّبَ الْقَوْمُ مِنْ فِعَالِهٖ الخ۔

(مقتل ابی مخنف ص ۹۴ فی مقتل الحسین ومصرعہ مطبوعہ نجف)

ترجمہ: ۔ امام حسین کا گھوڑا ہنہنانے لگا۔ اور معرکہ کربلا میں ایک ایک شہید کے پاس گراتے ہوئے امام حسین کے جسم پاک کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ اور اپنی پیشانی کو خون حسین سے رنگین بنایا۔ اور زمین کو اپنے

marfat.com

کھروں سے مارنے لگا۔ اور اس قدر زور دار چیخ ماری۔ کہ پورا جنگل لرز اٹھا۔ اس گھوڑے کے ان افعال سے لوگ تعجب میں پڑ گئے

قارئین کرام! روضۃ الشہداء کی مذکورہ عبارت اور مقتل ابی مخنف کی تحریر جب ہم دونوں کا موازنہ کرتے ہیں۔ تو یہی نتیجہ سامنے آتا ہے۔ کہ ملاحسین کاشفی نے مذکورہ واقعہ لوط بن یحییٰ سے لیا۔ اور اس میں اپنے انداز سے نوحہ خوانی کا مواد جمع کر دیا۔ اس واقعہ کا موجد و بانی لوط بن یحییٰ ہے۔ یہ وہ شخص ہے۔ جو شیعہ ہے اور اس کی روایات کو متروک قرار دیا گیا ہے۔ روضۃ الشہداء کی اکثر حکایات و روایات کا یہی اصل ہے۔ علاوہ ازیں روضۃ الشہداء میں جن دوسری کتب شیعہ سے روایات لی گئی ہیں۔ اُن میں ان لوگوں کی کتابیں بھی ہیں۔ جو شیعہ مذہب کے بانی کہلاتے ہیں۔ ماتم کے بارے میں صاحب روضۃ الشہداء نے شیخ صدوق کی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ سے کچھ باتیں نقل کی ہیں۔ شیخ صدوق وہ شخص ہے۔ جو مذہب شیعہ کی صحاح اربعہ میں سے ایک کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" کا مصنف ہے۔ گویا ماتم کو ثابت کیا۔ اور اس کے ثبوت کے لیے ایسے شیعہ مصنف کی کتب کا حوالہ دیا۔ جو کٹر بلکہ شیعہ مسلک کا بانی کہلاتا ہے۔ آیئے ذرا روضۃ الشہداء میں غم حسین کے بارے کچھ سطور ملاحظہ کریں۔

واقعہ چہارم: روضۃ الشہداء:

غم حسین رضی اللہ عنہ میں رونے کا ثواب از عیون الرضا

روضۃ الشہداء، فارسی ص ۱۷، ۳ باب دہم در عقوبت قاتلان حسین مطبوعہ نولکشور لکھنو۔ روضۃ الشہداء مترجم اردو جلد دوم ص ۴۰۳ مطبوعہ چشتی کتب خانہ فیصل آباد پاکستان

marfat.com

ماتم غمِ حسین میں رونے کا ثواب

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے اہل بیت کرام کو بہت تسلی دی اور امام حسین علیہ السلام کے غم میں رونے والے لوگوں سے بہت زیادہ ثواب کا وعدہ فرمایا۔

امام حسین علیہ السلام کے غم میں رونے کا ثواب بے انتہا ہے۔

چنانچہ پیش ازیں بیان ہو چکا ہے کہ غم حسینؑ میں رونا اور رُلانا بہشت میں داخلے کا سبب ہے۔

عیون الرضا میں مذکور ہے۔ کہ ابن دعبل خزاعی نے روایت بیان کی کہ جب میرا باپ فوت ہوا تو اس کی زبان بند ہو گئی تھی اور اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ میں اس واقع سے خوف زدہ تھا اور اس صورت کو لوگوں سے چھپائے رکھا یہاں تک کہ اسے پوشیدہ طور پر غسل دینے کے بعد دفن کر دیا۔ میں اس بنا پر بہت زیادہ ملول مخزون رہا کرتا تھا ایک رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کا چہرہ درخشاں ہے۔ اور اس نے سفید پوشاک پہن رکھی ہے۔

میں نے پوچھا ابا جان! اللہ تبارک و تعالےٰ نے آپکے ساتھ کیا سلوک کیا؟

انہوں نے کہا میری بخشش فرما دی ہے۔

میں نے کہا موت کے وقت آپ پر عجیب نشان نمودار ہوئے تھے۔

انہوں نے کہا۔ ہاں میرا منہ کالا اور زبان بندی اس لئے ہوئی تھی کہ میں شراب پیا کرتا تھا۔ جب میں مر گیا اور قبر میں اتارا گیا تو میں اُسی طرح رُو سیاہ تھا اور میری زبان گنگ تھی۔

marfat.com

اچانک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور مجھے فرمایا تو ہی دعبل ہے۔

میں نے عرض کی، ہاں، یا رسول اللہ

آپ نے فرمایا اوہ مرثیہ پڑھ جو تو نے میرے اہل بیت کے شہیدوں کے حق میں کہا ہے۔

میں نے پڑھا!

لا اضحك اللہ سن الدھر ان ضحکت

وآل احمد مظلومون قد قھروا

میں نے یہ مرثیہ آخری شعر تک پڑھ ڈالا اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روتے رہے۔ جب میں نے شعر پورے کر لئے تو آپ نے فرمایا تو نے بہت اچھا کہا ہے اور پھر میری شفاعت فرمائی یہاں تک کہ میں بخش دیا گیا، اور یہ لباس جو میں نے پہنا ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطا فرمودہ ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام مظلوم امام حسین علیہ السلام پر رونا اجر جمیل اور جزائے جزیل کا باعث ہے۔

دیدہ کز بہر شہید کربلا شد اشکبار
یابد از نور سعادت روشنی روز شمار

از عقیق تشنۂ شاہ شہیداں یاد کن
گوہر اشکے ز بحر دیدۂ خونیں ببار

ہر کہ او امروز گریانست از بہر حسینؑ
با لب خنداں بود فردا بصد راحت ادار

قارئین کرام! روضۃ الشہداء کی مذکورہ عبارت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ ماتم امام عالی مقام اور نوحہ خوانی کے اثبات اور اس پر ثواب ملنے کے بارے میں شیخ صدوق کی کتاب عیون الرضا کا حوالہ پیش کیا۔ واقعہ ذکر کرنے کے بعد لکھا "ازیں خبر معلوم شد کہ گریہ بر حسین مظلوم موجب اجر جمیل و جزائے جزیل است"۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ امام حسین پر رونا اور نوحہ گری کرنا بہت بڑے اجر اور عظیم جزا کا سبب ہے آخر ماتم حسین اور ان کی یاد میں نوحہ کرنا اگر ثابت کرنا تھا۔ تو کسی حدیث پاک سے ثابت کیا جاتا۔ یا کسی دوسرے معتبر طریقہ سے اس کا ثبوت ذکر ہوتا لیکن یہ کاشفی کیسا سنی ہے۔ جو شیعوں کے نظریات کو ثابت کرتا ہے تو وہ بھی شیعوں کے علماء سے جن کے کندھوں پر شیعیت قائم ہے۔ بہرحال معلوم ہو گیا۔ کہ صاحب روضۃ الشہداء کے پیش نظر کثر شیعوں کی کتابوں کے واقعات و حکایات فرضیہ ہیں۔ اور ان کی روشنی میں ان کے ہی معتقدات بیان کیے جا رہے ہیں۔

واقعہ پنجم:

میدان کربلا میں امام قاسم کی شادی

روضۃ الشہداء فارسی ص ۳۰۵، ۳۰۶ باب نہم در ذکر محاربت حسین با اعداء۔
روضۃ الشہداء مترجم اردو ص، ۲۹۲ تا ۲۹۹ ذکر دوسری وصیت اور اس کا پورا کرنا۔

دوسری وصیت اور اس کا پورا کرنا۔

حضرت قاسم علیہ السلام نے اس وصیت نامہ کو پڑھا تو نہیں جانتے تھے کہ خوشی میں کیا کر رہے ہیں تیزی سے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور امام حسین علیہ السلام کی

marfat.com

خدمت میں حاضر ہوگئے اور اس بوسیدہ خط کو آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ جب شاہِ شہیداں نے اس مکتوبِ گرامی کو دیکھا تو جگر سے آہِ سوزناک کھینچی اور زار و قطار روتے ہوئے فرمایا، اے جانِ عم یہ تیرے لئے تیرے آبا جان کی وصیت ہے اور تُو چاہتا ہے کہ اس پر عمل کرے، جبکہ انہوں نے تیرے بارے میں مجھے دوسری وصیت کی ہے اور میں بھی اسے بجالانے کا ارادہ رکھتا ہوں[لہ] ایک ساعت خیمہ کے اندر جاکر وصیت کو پوری کردوں۔ پس آپ حضرت قاسم کا ہاتھ پکڑ کر خیمہ کے اندر لے گئے، اور اپنے بھائیوں حضرت عباسؑ اور حضرتِ عون کو بلا کر جنابِ قاسم کی والدہ محترمہ کو فرمایا کہ وہ قاسم کو نئے کپڑے پہنائیں اور اپنی بہن جناب زینب خاتونؑ کو فرمایا، میرے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام کے کپڑوں کا صندوق لائیں آپ کی خدمت میں وہ صندوق اسی وقت پیش کر دیا گیا تو آپ نے اس صندوق کو کھولا اور اس میں سے حضرتِ امام حسن علیہ السلام کی زرہ نکالی اور ایک قیمتی لباس نکال کر حضرتِ قاسم کو پہنایا اور خوبصورت دستار نکال کر اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر باندھی اور اپنی صاحبزادی جو کہ حسبِ تاریخ منسوب تھیں کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے قاسم یہ تیرے باپ کی امانت ہے جس نے تیرے لئے وصیت کی ہے۔ پس آپ نے اپنی صاحبزادی کا عقد اُن کے ساتھ باندھا اور ان کا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دے کر خیمے سے باہر تشریف لے آئے۔

جنابِ قاسم نے عروسہ کا ہاتھ تھام کر اُن کی طرف دیکھا اور سر جھکا لیا اسی اثنا میں

لہ اگر یہ عقد ہوا تو [illegible] امام حسینؑ نے اس وقت اپنے بھائی کی وصیت پر عمل کیا ورنہ ان حالات میں نکاح وغیرہ کا معاملہ انتہائی نامناسب اور غیر موزوں ہے۔

واللہ اعلم۔ مترجم

marfat.com

ابن سعد کے لشکر سے آواز آئی کیا کوئی اور مقابلہ کرنے والا ہے ؛

جناب قاسم نے دلہن کا ہاتھ چھوڑ کر خیمہ سے باہر آنا چاہا تو انہوں نے اُن کا دامن پکڑ کر کہا کہ اے قاسم آپ کا کیا خیال ہے اور کہاں کا ارادہ ہے ؛

بگو کز بر من چرا می روی
مرا می گذاری کجا می روی

جناب قاسم نے فرمایا اے میری دونوں آنکھوں کا نور میں میدان میں جانے کا عزم رکھتا ہوں اور دشمنوں کو دفع کرنا چاہتا ہوں مجھے چھوڑ دیں اور دلہا اور دلہن کا رشتہ قیامت کے دن تک اُٹھا رکھیں۔

غبارے بر دمید از راہ بیداد — شبیخون کرد بر نسرین و شمشاد
برآمد ابرے از دریائے اندوہ — فرو بارید سیلے کوہ تا کوہ
سر رگ دشت بادے تند برخاست — ہوا را کرد با خاک زمیں راست
رسید از عالم غیبی ندائے — ندائے نامہ ائے آشنائے
کہ احسنت اے زماں وائے زمیں زہ — عروساں را بہ داماں چنیں دہ

عروس نے کہا اے قاسم آپ نے فرمایا ہے کہ میری عروسی قیامت کے دن پر ڈال

دی ہے یہ فرمائیں کہ آپ کو قیامت کے دن کہاں تلاش کروں اور کس نشانی سے پہچانوں۔

جناب قاسم نے فرمایا مجھے میرے باپ اور دادا کے پاس تلاش کرنا اور اس پھٹی ہوئی آستین کی پہچان رکھنا پس آپ نے ہاتھ بڑھا کر آستین کو پھاڑ لیا۔ اہلبیت کے خیموں سے شور اٹھا

قاسما ایں چہ ظلم و بے دادیست
ایں نہ آئین و رسم دامادیست

marfat.com

حضرت امام قاسم کی شادی کا قصہ "اوراق غم" کے ضمن میں ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ اب اسے دوبارہ لکھنا باعث طوالت ہوگا۔ امام حسین کو قاسم کا خط پیش کرنا امام حسین کا اسے پڑھ کر اپنی بیٹی کا قاسم سے عقد کرنا، امام حسن کا صندوق منگوا کر اس سے دستار نکال کر قاسم کو پہنانا اور پھر منسوب شدہ لڑکی کو ان کے عقد میں دے دینا یہ تمام باتیں من گھڑت اور اہل بیت پر بہتان عظیم ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی دو ہی صاحبزادیاں تھیں۔ واقعہ کربلا پیش آنے سے قبل دونوں کی شادی امام حسن کے دو صاحبزادوں سے ہو چکی تھی۔ اب جناب قاسم (جو امام حسن کے تیسرے صاحبزادے ہیں) کے ساتھ شادی ہونا دو ہی طریقوں سے ممکن ہے۔ ایک یہ کہ ان کے پہلے خاوند نے طلاق دے دی ہو۔ اور عدت گزر چکی ہو۔ یا پھر خاوند فوت ہو گیا ہو اور تو تیدگی کی عدت گزر جائے۔ لیکن ان دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بات کسی بھی کتاب سے ثابت نہیں۔ لہٰذا پھر تیسری صورت ہی باقی رہ جاتی ہے۔ کہ ایک ہی صاحبزادی کو دو بھائیوں کے عقد میں دے دیا جائے اور ایسا کرنے والے امام حسین رضی اللہ عنہ ہوں۔ جن کی پاکدامنی کا قرآن گواہ ان کے بارے میں من گھڑت واقعات سے لوگوں کو بالکل الٹ تاثر دینا کس مسلمان کو گوارا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ منتہی الآمال جلد اول کے آخری صفحات میں شیخ عباس قمی نے اس واقعہ کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے واقعات گھڑنے والوں پر لعنت بھیجے۔ کہ جن سے پاک نسب والے شہزادوں اور شہزادیوں کی توہین نکلتی ہو۔ ملا حسین کاشفی ہی وہ پہلا شخص ہے۔ جس نے یہ شادی کا قصہ گھڑا۔ پھر اس کے بعد اس دور کے مصنفین نے آنکھیں بند کر کے یہ واقعہ لکھ دیا۔ ان تمام کتب کا ماخذ اور اصل "روضۃ الشہداء" ہی ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ملا حسین کاشفی ہی سید اکا ذبین" ہے ایسے اشخاص کی کتب کے مطالعہ کرنے کے بارے میں ہم انشاء اللہ علیحضرت فاضل بریلوی

marfat.com

کے فتاویٰ رضویہ جلد دہم کے کچھ اقتباسات پیش کریں گے۔

واقعہ ششم:۔

میدان کربلا میں شہربانو کی امام حسین رضی اللہ عنہ سے گزارش

روضۃ الشہداء فارسی ص ۳۲۰ باب نہم در ذکر محاربت حسین با عداء۔
روضۃ الشہداء مترجم ص ۲۵۱ باب نہم۔

زوجہ امام عالی مقام کی گزارش

آپ کی زوجہ محترمہ حضرت شہربانو نے عرض کی اے میرے سردار و سرور میں اس ملک میں غریب الدیار ہوں، اور یہاں پر میرا کوئی غمگسار و غمخوار نہیں، آپ کی ہمشیرگان صاحبزادیاں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں، کوئی شخص ان پر ہاتھ نہیں اٹھائے گا اور ان کی حرمت کا خیال رکھے گا۔

میں یزدجرد کی بیٹی ہوں اور آپ کے سوا میرا کوئی سہارا نہیں، ممکن ہے آپ کے بعد لوگ میری طرف قصد کریں اور آپ کے حرم محترم کی حرمت کا خیال نہ کریں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا! اے شہربانو آپ غم نہ کریں آپ پر کوئی شخص ہاتھ نہیں اٹھا سکتا، اور آپ ہمیشہ محترم و مکرم رہیں گی۔

ایک روایت میں آیا ہے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا! جب میں گھوڑے کی پشت سے گر جاؤں گا تو میرا گھوڑا آپ کے پاس آئے گا آپ اس پر سوار ہو کر اس کی لگام چھوڑ دینا وہ آپ کو جہاں اللہ تعالےٰ چاہے گا ان لوگوں سے بچا کے لے جائے گا۔

مگر درست روایت یہ ہے! کہ آپکی زوجہ محترمہ اہلبیت کے ہمراہ شام کو گئی تھیں۔

القصہ! امام حسینؑ نے اپنی اولاد سے ایک ایک کو رخصت کیا اور سوار ہوگئے، یہ آخری

marfat.com

زیارت اور آخری وداع تھا۔ پس آپ دوسری مرتبہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور زبان حال سے کہا

لاابالی وار دستے بر جہاں خواہم فشاند

ہر چہ دامن گیرم دامن لزآں خواہم فشاند

دامن آخر زماں دارد غبار حادثہ

آستیں بر دامن آخر زماں خواہم فشاند

پائے غیرت بر سر کون و مکاں خواہم نہاد

دست ہمت بر گنج جان و جہاں خواہم فشاند

از سر صدق و صفا چوں صبح دم خواہم زدہ

وند آں دم در ہوائے دوست جاں خواہم زدہ

شہر بانو نے جن الفاظ میں امام عالی مقام سے گزارش کی۔ اور اس میں جو دردناک اور بے بسی کا انداز اپنایا گیا۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ یہ واقعہ دیگر واقعات کی طرح من گھڑت اور بے اصل ہے۔ ایسے واقعات سے کاشفی کا مقصد صرف یہ ہے کہ کسی طرح امام حسین کے لیے نوحہ خوانی اور رونا رلانا ثابت کیا جائے۔ علاوہ ازیں روضۃ الشہداء کے مترجم صائم چشتی باوجود اس کے کہ دونوں ہم مشرب و ہم پیالہ ہیں۔ یہ لکھنے سے نہ رہ سکا۔ کہ یہ واقعہ تاریخی غلطی ہے۔ لفظ شہر بانو پر اس کا حاشیہ ان الفاظ سے موجود ہے۔ "علامہ کاشفی نے جہاں کہیں بھی حرم امام عالی مقام کا تذکرہ کیا ہے۔ حضرت شہر بانو کے نام سے کیا ہے۔ حالانکہ شہر بانو بہت عرصہ پہلے رحلت فرما چکی تھیں اور یہ ایک تاریخی غلطی ہے۔ واللہ اعلم صائم چشتی"۔ اپنے مقتداء کی جھوٹی بات کو معمولی ثابت کرنے کے لیے صائم چشتی نے اسے "تاریخی غلطی" قرار دیا۔ تاریخی غلطی تو تب ہو کر واقعہ

marfat.com

درست ہو لیکن اس کی تاریخ میں غلطی ہو گئی۔ حالانکہ یہ واقعہ ہی اصل جھوٹ کا پلندہ ہے اسے محض تاریخی غلطی کہنا شیعہ نوازی ہے۔ شہر بانو کا وصال کب ہوا؟ اس بارے میں اکثر کتب خاموش ہیں لیکن شیعوں کی معتبر کتاب منتخب التواریخ نے اس بارے میں لکھا۔

منتخب التواریخ:

مخفی نماند کہ از روایات معتبرہ استفادہ می شود کہ جناب شہر بانو والدہ ماجدہ حضرت زین العابدین در مرض نفاس از ولادت آں بزرگوار از دنیا رحلت فرمود۔

(منتخب التواریخ ص ۲۴۸ باب ششم)

ترجمہ: ۔ واضح ہو کہ معتبر روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے ۔ کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ شہر بانو کا انتقال اس نفاس کے مرض سے ہوا تھا۔ جو امام زین العابدین کی پیدائش کے بعد آیا تھا۔

لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ ملاحسین کاشفی نے جیسے ہو سکا من گھڑت واقعات و روایات سے یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ امام عالی مقام کی یاد میں نوحہ کرنا اور رونا رلانا بہت مفید اور آخرت میں کار آمد بات ہے۔ اسی موضوع پر اس کے کچھ واقعات ملاحظہ ہوں۔

واقعہ ہفتم:

عاشورہ کے روز روایات موضوعہ سے ماتم کا اثبات

روضۃ الشہداء، فارسی ص ۳۳۶ باب دہم در وقائع اہل بیت ۔
روضۃ الشہداء مترجم ص ۳۶۴ ۔

marfat.com

یومِ عاشورا کس طرح منائیں:

عاشورہ کے دن اہلبیت فریاد و فغاں کرتے ہیں اور اس دن کی طرح رخسارِ دلفروزہ کو خون سے رنگین کرتے ہیں اور اس ساعت کو یاد کرتے ہیں جسکی صاحبِ اقبال نے بنیاد رکھی تھی۔

یہ ایسا عجیب دن ہے کہ انبیاء و مرسلین کی روحیں اور ملائکۂ مقربین کا گروہ اس روز حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موافقت میں اس واقعے سے گریہ کناں ہو جاتا ہے۔ بہشت کی حوریں اور پاکیزہ سرشت غلمان اس مصیبت وغم اور تعزیت والم میں سیدہ بتول عذرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ شریکِ حال ہو جاتی ہیں اس دن پرچمِ عشرت اور خیل وحشم سرنگوں ہو جاتے ہیں شدت و تکلیف سے زمین روتی ہے کہ آج روزِ عاشور ہے اور زمانہ فریاد کرتا ہے کہ یہ روزِ فتنہ و شور ہے۔

بیا بگری کہ عاشوراست امروز
جہاں تاریک و بے نوراست امروز
حسینے کو نبی را نورِ دیدہ است
بدستِ خصم مقہور است امروز
بریدہ حلق و تشنہ لب جگر خوں
سر از تن زہر دُور است امروز
رُخِ چوں آفتابش اے دریغا
بہ تیغِ تیغ مستور است امروز

اس روز شمرِ لعین نے کینے کا خنجر اُس بزرگِ دین کے حلقِ نازنین پر رکھا تھا۔ اُس روز

marfat.com

اُن معطر گیسوؤں کو خاک و خون میں لتھڑا گیا تھا جنہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاتھوں سے چھوا کرتے تھے۔

اِس روز محلۂ ضلالت کے گتے اور بادیۂ جہالت کے سُوّر سیراب ہوئے تھے، اور چشمۂ جلالت و کرامت کے شیر بچے شدتِ پیاس سے مضطرب ہو گئے تھے۔

اِس روز اُس شہنشاہ کا سر اٹھایا گیا تھا اور اسکا جسم زمین پر پھینک دیا گیا تھا۔

روزِ عاشوراست بردار ید از سر تاج کبر
وندریں ماتم پلاس عجز در گردن کنید
چاک سازید از غم شاہ شہیداں جیب جاں
قطرہ ہائے خوں زچشم دیدہ در دامن کنید

محبانِ اہلبیت اِس روز شادی و عشرت سے کنارہ کر لیتے ہیں اور دِل سوختہ پر اندوہ غم کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ کبھی آنکھوں سے اشکِ ماتم برساتے ہیں اور کبھی آہِ سوزناک کو سینے سے باہر لاتے ہیں۔

عیون الرضا میں مذکور ہے کہ عاشورہ کے دن رونا چاہیئے اِس دن کو اپنی مصیبت کا دن جانتے ہوئے دُنیا کے کاموں کو چھوڑ کر درد و مصیبت کے لئے کھڑے ہو جائیں، اس لئے کہ عاشورا کے دن جو شخص دُنیاوی کاروبار چھوڑ دیتا ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ اُس کی دنیا و آخرت کی حاجتیں پوری فرما دیتا ہے۔ جو شخص اِس دن کو اپنے غم و الم کا دن شمار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے لئے قیامت کے دن کو فرحت و سُرور کا دن [illegible] گا اور باغِ جنت میں اُسکی آنکھیں زیارت اہلبیت سے روشن ہو جائیں گی۔

غمِ حسین کیلئے فرمانِ رسُول

عیون الرضا ہی میں ریان بن شبیب کی حدیث میں فرمایا کہ اے ابن شبیب اگر تو

چاہتا ہے کہ جنتِ اعلیٰ میں درجاتِ علی پر ہمارا ہم جلیس ہو تو میرے اندوہ سے اندوہناک اور میرے غم سے غمگین ہو جا۔

عیون الرضا میں روایت آئی ہے کہ جو شخص ہماری معیبت یعنی واقعۂ کربلا کو یاد کر کے روئے گا یا کسی کو اس واقعہ سے رُلائے گا اُس کی آنکھ اُس روز نہیں روئے گی جب تمام آنکھیں رو رہی ہوں گی، اور جو شخص مجلس قائم کر کے ہمارے ذکر کو زندہ کرے گا اُس کا دل اُس وقت نہیں مرے گا جب تمام دل ہَول سے مُردہ ہو جائیں گے، پس اے عزیز کوشش کر کہ ان ایامِ غم انجام میں تیری آنکھوں سے قطراتِ اشک جاری ہو جائیں، یہ قطرۂ اشک ضائع اور بے حاصل نہیں ہوگا کیونکہ یوم لاینفع مال ولا بنون[1] میں تیرا تحفہ آنکھوں کا پانی اور سینے کا سوز ہوگا۔

اشکے بدہ آلودہ دگنجے بردار
آبے بزن آہستہ دُکے بستان

خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نور الائمہ میں روایت لائے ہیں کہ اے مشتاقانِ اہلبیت گریہ کرو اور اے محبانِ خاندانِ نبوت نالہ وزاری کیا کرو کیونکہ امام حسین علیہ السلام کی مقدس روح ہودج قدس سے تمہارے اشکوں کو دیکھ رہی ہے اور آپ اپنا غم کرنے والوں پر نگاہِ شفقت ڈالتے ہیں، جس روز امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام کمرِ شفاعت باندھیں گے اس روز اس کی اُمیدوں کے ہونٹ خوشی کی مراد حاصل کر کے مسکراتے ہوں گے جو آج اُن کیلئے روتا ہے۔

آخر ہر گریہ ما خندہ ایست
مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

[1] اُس روز نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد نفع دے گی

marfat.com

قارئین کرام! نوحہ خوانی کے اثبات میں کاشفی نے کس قدر بہتان تراشا کریوم عاشورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں تمام انبیاء کرام اور ملائکہ گریہ کناں ہوتے ہیں اسے ایسے واقعات لکھتے وقت قطعاً خوفِ خدا نہ آیا۔ کہ حضرات انبیاء کرام خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر کیا بہتان لگا رہا ہے۔ خدا کو کیا جواب دے گا۔ اس واقعہ کو جس کتاب سے نقل کیا گیا۔ اس کے مصنف کا نام تو شیخ صدوق ہے جو کٹر قسم کا شیعہ ہے۔ یہ شیعوں کی صحاح اربعہ میں سے من لایحضرہ الفقیہ کا مصنف ہے۔ جزع و فزع اور گریہ وزاری تعلیمات قرآن وحدیث کے بھی سراسر خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ پریشانی اور مصیبت میں صبر کی تلقین فرماتا ہے۔ بلکہ شیعہ کتب بھی مصیبت کے وقت جزع اور فزع کو جہنمیوں کا فعل قرار دیتی ہیں۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب فقہ جعفریہ جلد سوم بیان ماتم میں موجود ہے۔ وہاں مطالعہ کر لیجئے۔

واقعہ ہشتم: دنیا میں واقعہ کربلا بیان کرنے والا جو روئے گا اور رولائے گا وہ قیامت میں نہیں روئے گا

ملا حسین کاشفی نے یہ روایت بحوالہ عیون الرضا از شیخ صدوق نقل کی ہے جس میں رونے اور رُلانے کا ثواب اور اجر ذکر کیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ من گھڑت اور بے اصل ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کاشفی نے ایسی جھوٹی روایات ذکر کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ جن سے نوحہ کرنے اور رونے رُلانے پر فرضی ثواب بتایا جائے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ اگر کسی سنی واعظ یا شیعہ ذاکر کو میری مذکورہ جرح پر اعتراض ہو۔ تو وہ کسی ایک امام کی حدیث صحیح یا اثر صحیح سے یہ واقعہ ثابت کر کے منہ مانگا انعام پائے۔

مختصر یہ کہ ملا حسین کاشفی اگرچہ بظاہر سنی علماء میں سے شمار ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ نہیں۔ ہم نے کتب شیعہ سے اس کا شیعہ ہونا ثابت کیا ہے۔ خود شیعہ علماء نے

marfat.com

اسے شیعہ کہا ہے۔ پھر ہم نے آٹھ عدد واقعات نقل کیے۔ جن سے اس کی شیعیت کُھل کر سامنے آجاتی ہے۔ اس لیے اس کی کسی کتاب کے حوالہ کو ہم پر بطور حجت پیش کرنا درست نہیں۔ اس کی کتب قطعاً اہل سنت کی کتب میں شامل نہیں ہیں۔

فاعتبروا یااولی الابصار۔

کتاب ہفدہم ۱۷

مقاتل الطالبین مصنفہ علی بن حسین اصفہانی

مقاتل الطالبین کے مصنف کے شیعہ ہونے کے بارے میں کسی حقیقت پسند کو اختلاف نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ شیعہ محققین نے اسے بالاتفاق اہل تشیع میں شمار کیا ہے۔ دوسری کتابوں کی طرح اس کے کچھ حوالہ جات سے غلام حسین نجفی نے اپنا مسلک ثابت کیا۔ اور پھر اس کے حوالہ جات کو اہل سنت کی معتبر کتاب کا حوالہ لکھ کر قارئین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی۔ کہ اہل تشیع کے نظریات ومعتقدات کتب اہل سنت سے ثابت ہیں۔ لیکن اس کتاب کا حوالہ دیتے وقت نجفی سے ایک غلطی ہوگئی۔ وہ یہ کہ اسے "معتبر" نہیں لکھا۔ بلکہ اس کی جگہ "عالم اسلام کی مایہ ناز کتاب" کا عنوان دیا یعنی دنیائے اسلام کے تمام باشندے اس کتاب کو اپنے لیے تحقیق کی دولت سمجھتے ہیں۔ ان تمام عیاریوں اور مکاریوں کے باوجود اس کا مصنف ابوالفرج علی بن حسین اصفہانی اپنے مسلک کا پکا اور اپنے نظریات میں اہل تشیع کا ہم خیال وہم عقیدہ ہے۔ غلام حسین نجفی نے جس انداز سے اس کتاب کو پیش کیا۔ ذرا اس پر ایک نظر دوڑائیے۔ پھر اس بارے میں حقیقت حال پیش خدمت ہوگی۔

marfat.com

رسالہ کردار یزید

"بیعت یزید کے وقت امام حسن رضی اللہ عنہ کی موجودگی سے معاویہ رضی اللہ عنہ کی سخت پریشانی اور امام پاک کو زہر دلا کر راستے سے معاویہ رض کا ہٹانا"،

عالم اسلام کی مایۂ ناز کتاب مقاتل الطالبیین ص ۲۹ ذکر حسن۔۔۔۔

مقاتل الطالبین :۔

لَمَّا اَرَادَ الْمُعَاوِيَةُ الْبَيْعَةَ لِابْنِهِ يَزِيْدَ فَلَمْ يَكُنْ شَيْئٌ اَثْقَلَ عَلَيْهِ مِنْ اَمْرِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَ سَعْدِ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ فَدَسَّ اِلَيْهِمَا سَمًّا فَمَاتَا مِنْهُ۔

ترجمہ : جب معاویہ رض نے اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ نامزد کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ تو امام حسن رض کی موجودگی سے اس کے لیے کوئی چیز زیادہ پریشان کرنے والی نہیں تھی۔ اور سعد بن وقاص کا وجود بھی اس کے لیے گراں تھا۔ پس معاویہ رض نے امام حسن رض اور سعد کو زہر دلوایا۔ اور وہ دونوں بزرگ وفات پاگئے۔

(رسالہ کردار یزید تصنیف غلام حسین نجفی ص ۴۵ تا ۴۶)

جواب :

امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوا کر یزید کا انہیں اپنے راستہ سے ہٹانا یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف زہر کی نسبت کرنا اس کا آسان اور مختصر جواب تو یہی ہے۔ کہ ایسی روایات چونکہ ان کتابوں سے نقل کی گئی ہیں۔ جن کا تعلق اہل تشیع کے ساتھ ہے۔ لہٰذا ان کی عبارات سے اہل سنت پر حجت قائم کرنا ہرگز کام نہ

marfat.com

دے گا۔ روایت بالا مقاتل الطالبین کے حوالہ سے ذکر ہوئی۔ اس کتاب کے مصنف علی بن حسین اصفہانی کے متعلق کتب شیعہ سے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔ کہ یہ شخص مسلک کے اعتبار سے کون تھا؟

صاحب مقاتل الطالبین کا تشیع اہل سنت کے نزدیک

میزان الاعتدال:

علی بن الحسین ابو الفرج الاصبہانی الاموی صاحب کتاب الاغانی شیعیٌ وھذا نادرٌ فی اموی...... وقال الخطیب حدثنی ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن طبا طبا العلوی سمعت ابا الحسن محمد بن الحسین البولجی یقول کان ابو الفرج الاصبہانی اکذب الناس کان یشتری شیئا کثیرا من الصحف۔

(۱۔ میزان الاعتدال۔ جلد دوم ص ۲۲۳ مطبوعہ مصر قدیم)

(۲۔ لسان المیزان جلد چہارم ص ۲۲۱ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: کتاب الاغانی کا مصنف علی بن حسین ابو الفرج اصفہانی

marfat.com

اموی شیعہ تھا۔ اور خاندان اموی سے تعلق رکھتے ہوئے کسی کا شیعہ ہونا
بہت کم واقع ہوا خطیب کا کہنا ہے۔ کہ مجھے ابو عبداللہ حسین محمد
طبا طبا علوی نے بتلایا۔ کہ میں نے ابوالحسن محمد بن حسین بوبجی سے
سنا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ ابوالفرج اصفہانی پرلے درجے کا جھوٹا شخص تھا
وہ دوسرے لوگوں کی کتب سے مضامین چوری کرکے اپنے کہنے
پر پرواہ نہ کرتا تھا۔

صاحب مقاتل الطالبیین اصفہانی کا تشیع شیعہ علماء کے نزدیک

الکنی والالقاب:

ابو الفرج الاصفهانی علی بن حسین
بن محمد المروانی الاموی الزیدی
صَاحِبُ كِتَابِ الْاَغَانی .... وَكَانَ
عَالِمًا رَوٰی عَنْ كَثِيْرٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَكَانَ
شِيْعِيًّا ..... وَمِنْ كُتُبِهٖ كِتَابُ مَقَاتِلِ الطَّالِبِيِّيْنَ
(الکنی والالقاب جلد اول ص ۱۳۸ مطبوعہ
تہران)

ترجمہ:

ابوالفرج علی بن حسین مروانی اموی زیدی کتاب الاغانی کا مصنف
ہے۔ عالم تھا۔ اور بہت سے علماء سے اس نے روایت کی اور وہ

marfat.com

پکا شیعہ تھا۔ اور اس کی تصنیفات میں سے "مقاتل الطالبین" بھی ہے۔

اعیان الشیعہ:

مُؤَلِّفُوا الشِّيْعَةِ فِى التَّارِيْخِ وَالسِّيَرِ الْمَغَازِي .... ابو الفرج الاصبهانی علی بن حسین المروانی الزیدی صاحب الاغانی لَمْ يُؤَلَّفْ مِثْلُهُ ...... وَلَهُ مقاتل الطالبین

(اعیان الشیعہ۔ جلد اول ص ۱۵۳ تا ۱۵۴ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: تاریخ، سیرت اور مغازی کے موضوع پر لکھنے والے شیعہ لوگوں میں سے ابو الفرج اصفہانی علی بن حسین مروانی زیدی بھی ہے۔ جس کی ایک کتاب "الآغانی" ہے۔ جو انپی مثل آپ ہے۔ اور مقاتل الطالبین بھی اسی کی تصنیف ہے۔

مقدمہ مقاتل الطالبین:

كَانَ اَبُو الفرج اَمَوِيًّا وَ شِيْعِيًّا وَ شِيْعِيًّا اَمَوِيًّا يَعْطِفُ عَلَى الدَّوْلَةِ الْاَمَوِيَّةِ بِالاندلس۔ مقدمہ حرف م

ترجمہ: ابو الفرج اصفہانی اموی شیعہ تھا۔ وہ اور شیعہ اموی" اموی حکومت کے زمانہ میں اندلس کی طرف مقیم تھے۔

لمحہ فکریہ:

غلام حسین نجفی نے حضرت امیر معاویہ رضی پر امام حسن رضی کو زہر دلوا کر راستہ سے

maarfat.com

بتانے کا جو حوالہ پیش کیا تھا۔ وہ عالم اسلام کی مایہ ناز کتاب ''مقاتل الطالبین تھی۔
''عالم اسلام'' سے مراد اگر ''دنیائے شیعیت'' ہو۔ تو پھر تسلیم کہ ان کی کتاب ان
کے ہاں واقعی یہی مقام و مرتبہ رکھتی ہوگی۔ اور ہے بھی یہی۔ کیونکہ اموی خاندان
سے خدا خدا کرکے انہیں ایک ماتی اور عزادار ملا۔ اب اس کی تصنیف مایۂ ناز
ہونی چاہیئے تھی۔ اور اگر ''عالم اسلام'' سے مراد تمام مکاتبِ فکر کے مسلمانوں
کے نزدیک مایۂ ناز مراد ہے۔ تو یہ صاف بہتان ہے۔ اور دھوکہ و فریب ہے
دنیائے سنیت اِسے کوئی اہمیت ہی نہیں دیتی۔ کیونکہ جب اس نے اہل سنت
سے ناطہ توڑ کر اہل تشیع سے گٹھ جوڑ کر لیا۔ تو ہمارے لیے جائے بھاڑ میں۔

بہر حال غلام حسین نجفی نے پینترا بدلا تھا۔ شائد کوئی دھوکہ میں آجائے۔ لیکن ہم
ماری کی ہر چال سے بخوبی واقف ہیں۔ خود کتب شیعہ سے شیعہ کہتی ہیں۔ ویسے
غلطی سے ''مایۂ ناز'' لکھا گیا۔ کاتب کی غلطی ہو سکتی ہے۔ اصل لفظ ''مایۂ نار''
تھا۔ یعنی دوزخ کی آگ کی دولت ہے جو اس کتاب کے ذریعہ بانٹی جارہی ہے
بس ایک نقطہ بھول کر لکھ دیا گیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

۱۸

کتاب هشدھم

مودۃ القربیٰ مصنفہ سید علی ہمدانی

"مودۃ القربیٰ" اصل تو عربی میں تصنیف ہوئی۔ پھر اس کی شروحات اور حواشی بھی لکھے گئے۔ بالآخر خیرخواہوں نے مفید عام بنانے کے لیے اس کا ترجمہ بھی کیا۔ اس کے مطالعہ سے ہر صاحب مطالعہ بآسانی سمجھ جاتا ہے۔ کہ اس کا مصنف شیعہ ہے۔ کیونکہ عقائد شیعہ سے یہ کتاب بھری پڑی ہے۔ لیکن "تقیہ" کا کارنامہ دیکھیئے۔ ایسے کٹر شیعہ کی کتاب کا ترجمہ جب شائع کیا گیا۔ تو اس کے ٹائیٹل پر یہ الفاظ لکھ کر دھوکہ دینے کی قبیح کوشش کی گئی۔

"زاد العقبیٰ ترجمہ مودۃ القربیٰ مؤلفہ حضرت سید علی ہمدانی شافعی سنی المذہب"۔

یہ انداز صرف اور صرف اس لیے اختیار کیا گیا۔ تاکہ اسے پڑھنے والا اسے اہل سنت کی کتاب سمجھے۔ اور اس میں درج نظریات کو بھی سنیوں کے عقائد جان کران پر کاربند ہونے کی کوشش کرے۔ اس کے ترجمہ کرنے والے کا نام مولوی سید شریف حسین شیعی ہے۔ بھلا اس "شریف" آدمی سے کوئی پوچھے۔ کہ اگر صاحب مودۃ القربیٰ اہل سنت کا عالم ہے۔ تو تمہیں کس کتے نے کاٹا تھا۔ کہ اپنے مخالف کی کتاب کا ترجمہ کرنے بیٹھ گئے۔ اور ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا کے مصداق اسے چھاپنے کی "سعادت" امامیہ کتب خانہ لاہور نے حاصل کی۔ ان آثار و علامات سے جاننے والے پہچان جاتے ہیں۔ کہ اندرون خانہ کیا تھا۔ اور بیرون خانہ کیا ظاہر کیا گیا؟

اس کتاب سے ایک حوالہ کہ جس کے ذریعہ اسے اہل سنت کی معتبر کتاب کہا گیا ملاحظہ ہو۔ پھر اس بارے میں تحقیق پیش خدمت ہوگی۔

قول مقبول:

"جناب فاطمہ زہرا کے حق مہر کا بیان"

اہل سنت کی معتبر کتاب مودۃ القربےٰ:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی زَوَّجَكَ فَاطِمَۃَ وَجَعَلَ صُدَاقَھَا الْاَرْضَ فَمَنْ مَشٰی عَلَیْھَا مُبْغِضًا لَّكَ مَشٰی حَرَامًا۔

(مودۃ القربیٰ صفحہ نمبر ۱۰۸)

ترجمہ: ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ نبی پاک نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تیری شادی میری بیٹی فاطمہ رضی سے کی ہے اور میری بچی کا حق مہر خدا نے تمام زمین کو قرار دیا۔ جو آپ سے بغض رکھتے ہوئے زمین پر چلے گا۔ تو اس کے لیے زمین پر چلنا حرام ہے۔

(قول مقبول فی اثبات۔ وحدۃ بنت الرسول ص ۹۲، ۹۵)

جواب:

مودۃ القربیٰ اور اس کے مصنف کے بارے میں تحقیق کہ وہ کس مذہب سے متعلق ہیں۔ ہم وہی دو طریقے اپنا رہے ہیں۔ ایک یہ کہ اس کتاب کے چند اقتباسات پیش کریں گے۔ اور دوسرا طریقہ یہ کہ اس کے مصنف کے بارے میں خود شیعہ علماء کی زبانی چند حوالہ جات پیش کر کے قارئین کرام کو حقیقت سے آگاہ کرتے

marfat.com

ہیں۔ لیجئے پہلے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

صاحب مودۃ القربیٰ ہمدانی کا تشیع اسکی تحریرات کے آئینہ میں

اقتباس ۱:

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرِ الباقر علیه السلام فِیْ قَوْلِہٖ
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّةً
الایة یَعْنِیْ وِلَایَةَ عَلِیٍّ وَالاَوْصِیَاءِ مِنْ بَعْدِہٖ
(زاد العقبیٰ اردو ترجمہ مودۃ القربیٰ ص ۵۴) میر ایمان کتب خانہ لاہور کوئٹہ

ترجمہ: اور امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ آیت کریمہ
یا ایها الذین امنوا ادخلوا فی السلم
کافة (اے ایمان والو سب سلم میں داخل ہو جاؤ) یہ
سلم سے مراد علی اور ان کے اوصیاء علیہم السلام کی ولائت ہے۔ جو علی کے
بعد ہوئے۔
(زاد العقبیٰ اردو ترجمہ مودۃ القربیٰ ص ۵۴)

اقتباس ۲:

عن علی بن حسین علیهما السّلام عن ابن عمر
قَالَ مَرَّ سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ وَهُوَ یُرِیْدُ اَنْ یَعُوْدَ
رَجُلًا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فِیْ حَلْقَةٍ وَفِیْنَا رَجُلٌ
یَقُوْلُ لَوْ شِئْتُ لَاَنْبَأْتُكُمْ بِاَفْضَلِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

marfat.com

بَعْدَ نَبِیِّنَا وَاَفْضَلِ مِنْ هٰذَیْنِ الرَّجُلَیْنِ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فَقَامَ سَلْمَانُ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ شِئْتُ لَاَنْبَاْتُکُمْ الخ ص ۶۲

ترجمہ: امام علی بن حسین علیہما السلام نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سلمان فارسی کسی شخص کی عیادت کے ارادے سے جا رہے تھے کہ ان کا گزر ہم پر سے ہوا۔ اور ہم آدمیوں کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ہم میں سے ایک شخص کہہ رہا تھا۔ کہ اگر میں چاہوں تو تم کو ایسے شخص کے حال سے خبر دوں۔ جو ہمارے پیغمبر کے بعد اس ساری امت سے افضل ہے۔ اور ان دونوں شخصوں ابوبکر و عمر سے برتر اور بہتر ہے۔ پھر اس نے سلمان سے درخواست کی۔ تب سلمان نے کہا آگاہ ہو۔ خدا کی قسم! اگر میں چاہوں تو بے شک میں تم کو ایسے شخص کے حال سے آگاہ کروں۔ جو رسول خدا کے بعد اس تمام امت سے افضل ہے۔ اور ان دونوں شخصوں ابوبکر و عمر سے بہتر ہے۔ یہ کہہ کر سلمان روانہ ہو گئے۔ تب لوگوں نے ان سے کہا۔ اے ابوعبداللہ! تم نے بیان نہ کیا۔ سلمان بولے۔ کہ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ نزع کی حالت میں تھے۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آیا آپ نے کسی شخص کو اپنا وصی مقرر کر دیا ہے۔ فرمایا اے سلمان آیا تم اوصیاء کو جانتے ہو۔ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا آدم کے وصی شیث تھے۔ اور وہ تمام اولادِ آدم سے جو ان کے بعد باقی رہی بہتر تھے۔ اور نوح کے وصی سام تھے جو ان سب سے افضل تھے۔ جن کو حضرت نوح نے اپنے بعد چھوڑا۔ اور

marfat.com

حضرت موسیٰ کے وصی یوشع تھے۔ اور وہ ان سب سے افضل تھے۔ جو حضرت موسیٰ کے بعد باقی رہے۔ اور سلیمان کے وصی آصف بن برخیا تھے اور وہ ان تمام لوگوں سے جن کو حضرت سلیمان نے اپنے بعد چھوڑا بہتر تھے۔ اور حضرت عیسیٰ کے وصی شمعون بن فرخیا تھے۔ جو ان لوگوں سے بہتر تھے۔ جو حضرت عیسیٰ کے بعد باقی رہے۔ اور میں نے علی بن ابی طالبؓ کو اپنا وصی کیا ہے۔ اور وہ سب لوگوں سے جن کو میں اپنے بعد چھوڑ تا ہوں بہتر اور افضل ہیں۔

(زاد العقبٰے ترجمہ مودۃ القربیٰ ص ۶۲، ۶۳)

توضیح :-

آیت کریمہ میں "وصلم" سے مراد ولائت علی اور ولایت ائمہ اہل بیت کہ مصنف نے اپنی شیعیت کا اظہار کر دیا۔ اور اس کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ کو "وصی رسول اللہ" کا عقیدہ بلکہ تمام ائمہ اہل بیت کو "وصی" کون کہتا ہے؟ تو معلوم ہوا۔ کہ ولایت علی افضلیتِ علی مطلق، وصی رسول وغیرہ کے عقائد صاحب مودۃ القربےٰ نے اپنے بیان کیے۔ اور سبھی جانتے ہیں۔ کہ مذکورہ عقائد اہل تشیع کے ہیں۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت علی المرتضیٰ کی افضلیت بھی عقائد شیعہ میں سے ہے۔ ان عقائد سے علی ہمدانی صاحب مودۃ القربےٰ کا اہل تشیع میں سے ہونا واضح ہو گیا۔

اقتباس ۳ :

عن ابی ذر قال قال رسول الله علیٌّ بابُ علمی وَ مُبیّنٌ لِاُمّتی ما اُرسلتُ بهٖ بعدی حُبُّهٗ ایمانٌ و بُغضهٗ نِفاقٌ والنظرُ الیه رَاْفَةٌ

marfat.com

وَمَوَدَّتُهٗ عِبَادَةٌ رواہ ابو نعیم باسنادہ۔

(زاد العقبیٰ ص ۶۹)

ترجمہ: ابوذر غفاری سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے۔ اور میرے بعد میری امت کے لیے اس شریعت کا بیان کرنے والا ہے۔ جس کے ساتھ خدا نے مجھ کو بھیجا ہے۔ اس کی محبت ایمان ہے۔ اور اس کی دشمنی نفاق ہے۔ اور اس کی طرف نظر کرنا رأفت و مہربانی ہے۔ اور اس کی دوستی عبادت ہے حافظ ابو نعیم نے اپنے اسناد سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

اقتباس نمبر ۴:

عن ابن عباس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِنَّہٗ عَلِیٌّ وَشِیْعَتُہٗ هُمُ الْفَائِزُوْنَ یَوْمَ القیامۃِ۔ (زاد العقبیٰ ص ۸۵)

ترجمہ: اور ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ رسول خدا نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن علی اور اس کے شیعہ ہی نجات و رستگاری پائیں گے۔

اقتباس نمبر ۵:

وعن عبایہ ابن ربیعی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنَا سَیِّدُ النَّبِیِّیْنَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْوَصِیِّیْنَ وَاَنَّ الْاَوْصِیَاءَ بَعْدِیْ اِثْنَا عَشَرَ اَوَّلُهُمْ عَلِیٌّ وَاٰخِرُهُمْ قَائِمُ الْمَهْدِی۔ (زاد العقبیٰ ص ۹۰)

ترجمہ: اور عبایہ ابن ربعی سے روایت کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے۔ کہ میں تمام پیغمبروں کا سردار ہوں اور علی تمام اوصیاء کا سردار ہے۔ اور میرے بعد بارہ وصی ہوں گے

marfat.com

ان میں سے اول علی ہے۔ اور آخری قائم آل محمد مہدی آخرالزمان علیہ السلام ہے

اقتباس نمبر۶:

وعن اصبغ بن نباته عن عبد الله بن عباس قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ يَقُوْلُ اَنَا وَعَلِيٌّ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَتِسْعَةٌ مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ مُطَهَّرُوْنَ مَعْصُوْمُوْنَ۔ (زاد العقبیٰ ص-۹)

ترجمہ:

اور اصبغ بن نباتہ نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ میں اور علی اور حسن وحسین اور نو امام جو اولاد حسین سے ہوں گے۔ پاک و پاکیزہ اور گناہوں سے معصوم ومحفوظ ہیں۔

اقتباس نمبر۷:

وعن عبد الله جویشقة بن مرة العبدی عن جده قَالَ اَتَى عُمَرَ بْنَ خَطَّابٍ رَجُلَانِ فَسَئَلَاهُ عَنْ طَلَاقِ الْاَمَةِ فَانْتَهَى اِلَى حَلْقَةٍ فِيْهَا رَجُلٌ اَصْلَع فَقَالَ يَا اَصْلَعُ مَا تَرَى فِيْ طَلَاقِ الْاَمَةِ الخ

ترجمہ:

عبداللہ جویشقہ بن مرہ عبدی نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔ کہ عمر بن خطاب کے پاس دو شخص طلاق کنیز کا مسئلہ پوچھنے آئے۔ تب عمر آدمیوں کے ایک حلقہ کے پاس گئے۔ جس میں ایک اصلع شخص موجود تھا۔ اس سے کہا اے اصلع طلاق کنیز کی بابت تیری کیا رائے ہے

marfat.com

اس نے انگلیوں سے جواب دیا۔ اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا۔ اس وقت عمر ابن خطاب ان دونوں شخصوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان میں سے ایک بولا۔ سبحان اللہ ہم تیرے پاس آئے تھے۔ کہ تو امیر المومنین ہے۔ اور تجھ سے ایک مسئلہ پوچھا تھا۔ اور تو ایک ایسے شخص کے پاس آیا جس نے خدا کی قسم تجھ سے بات تک بھی نہ کی۔ یہ سن کر عمر نے اس سے کہا۔ تو جانتا ہے۔ کہ یہ شخص کون ہے۔ وہ دونوں بولے نہیں۔ عمر نے کہا کہ یہ علی بن ابیطالب ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے۔ کہ وہ حضرت فرماتے تھے۔ کہ اگر آسمان اور زمین کے رہنے والوں کے ایمان کے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے۔ اور علیؓ کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھ کر دونوں کو تولا جائے۔ تو علی بن ابی طالب کا ایمان ہی سب سے بھاری ہو گا۔

(زاد العقبیٰ ص ۶۸، ۶۹)

توضیح:

مندرجہ بالا حوالہ جات میں صاحب مودۃ القربیٰ کے عقیدہ کے مطابق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علم کے برابر کوئی دوسرا نہیں ہے۔ ان کی موجودگی میں کسی کو امامت زیب نہیں دیتی۔ بروز حشر کامیابی صرف شیعانِ علی کو ہو گی۔ حضرت علی المرتضے رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد تمام ائمہ اہل بیت معصوم ہیں۔ اس لیے ہم انہی کی اتباع کرتے ہیں۔ قارئین کرام! یہ عقائد و نظریات رکھنے والا یقیناً اہل تشیع میں سے ہو سکتا ہے۔ کسی سُنّی کو یہ عقائد زیب نہیں دیتے۔ ان حوالہ جات کے ہوتے ہوئے نجفی کا صاحب مودۃ القربیٰ کو اہل سنت میں سے گردانا یا تو اس کے پرلے درجے کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے اگر یہی وجہ ہے۔ تو حقیقت آشکارا ہو جانے پر نجفی کو اپنے لکھے اور کیے پر معافی مانگنی چاہیئے۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر یہ سب کچھ دین کو بیچنے کے مترادف ہے۔ اور علام

marfat.com

کو دھوکا اور فریب دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۔ خود ہی اس فریب کا شکار ہو گیا۔

اب صاحب مودۃ القربیٰ کے بارے میں دوسرا طریقہ اپناتے ہیں یعنی شیعہ محققین کی کتب سے اس کے عقائد و نظریات کے بارے میں حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

صاحب مودۃ القربیٰ کے شیعہ ہونے پر شیعہ علماء کی نصوص قطعیہ

الذریعہ:

المودۃ فی القربیٰ للسید علی الہمدانی المتوفی سنۃ ست وثمانین وسبعمائۃ ۷۸۶، طُبِعَتْ مَعَ یَنَابِیْعِ الْمَوَدَّۃِ وَاَیْضًا مُسْتَقِلًّا فِیْ سَنَۃِ ۱۳۱۰ وَاَفْرَدَ الْقَاضِیْ نُوْرُ اللّٰہِ المرعشی رِسَالَۃً فِیْ اِثْبَاتِ تَشَیُّعِہٖ کَمَا مَرَّ فِیْ ۱۱=۹ وَتَرْجَمَہٗ فِی الْمَجَالِسِ۔

(الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد ۲۳ ص ۲۵۵ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: سید علی ہمدانی متوفی ۷۸۶ھ کی کتاب مودۃ فی القربیٰ ۱۳۱۰ھ میں ینابیع المودۃ کے ساتھ ایک جلد میں چھپی۔ اور قاضی نور اللہ مرعشی نے اس کے شیعہ ہونے پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے مجالس المؤمنین میں علی ہمدانی کا تذکرہ موجود ہے۔

marfat.com

الذریعہ:

اخلاق محرم للسیّد علی بن شہاب الدین بن محمد الحسینی الہمدانی المتوفی ۷۸۶ھ نَسَبَہٗ اِلَیْہِ فِیْ کَشْفِ الظُّنُوْنِ تَرْجَمَہٗ تِلْمِیْذُہٗ السَّیِّدُ نورالدین جعفر البدخشی فی کتابہ خلاصۃ المناقب اَلَّذِیْ اَوْرَدُ شَطْرًا مِّنْہُ القاضی نوراللہ فی مجالس المومنین۔ (الذریعہ جلد ۱ ص ۳۷۷)

ترجمہ: "اخلاق محرم" سید علی بن شہاب الدین ہمدانی کی تصنیف ہے۔ جو ۷۸۶ھ میں فوت ہوا کشف الظنون میں اس کتاب کی نسبت اسی مصنف کی طرف کی گئی ہے۔ ہمدانی کے شاگرد سید نورالدین جعفر بدخشی نے خلاصۃ المناقب میں بھی اس کے حالات لکھے۔ اس سے کچھ باتیں قاضی نوراللہ نے مجالس المومنین میں بھی درج کیں۔

الذریعہ:

دیوان سیّد علی ہمدانی او شعرہ ہو ابن شہاب العارف الشہیر السیاح فی الربع المسکون ثلاث مَرَّاتٍ وتوفی ۷۸۶ھ۔ (الذریعہ جلد ۹ ص ۷۶۵)

ترجمہ: سید علی ہمدانی کا دیوان یا شعروں کا مجموعہ۔ ہمدانی مذکور ابن شہاب الدین ہے۔ اور مشہور سیاح تھا۔ تین مرتبہ پوری دنیا کی سیاحت کی۔ آخر ۷۸۶ھ میں فوت ہو گیا۔

marfat.com

الذریعہ:

رِسَالَۃٌ فِیْ اِثْبَاتِ تَشَیُّعِ السَّیِّدِ علی بن شہاب الدین محمد الھمدانی للقاضی نوراللہ التستری ذَکَرَھَا بَعْضُ الْمُوْثِقِیْنَ (الذریعہ جلد ۱۱ ص ۹)

ترجمہ: سید علی بن شہاب الدین ہمدانی کا مذہب شیعہ ثابت کرنے کے لیے نوراللہ شستری نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ بعض موثقین نے اس کا ذکر کیا ہے۔

مجالس المومنین:

الامیر النحریر الموحد الربانی السید علی الھمدانی۔ وی سہ نوبت ربع مسکون را سیر کردہ۔ ..... مولانا نورالدین جعفر بدخشی کہ از افاضل تلامذہ اوست در کتاب خلاصۃ المناقب ذکر نمودہ ...... فرمودہ اند کہ خدائی تعالیٰ مرا توفیق محبت و متابعت آل طٰہٰ و یٰس کرامت نمودہ و رخصت موافقت غیر ایشاں نفر مودہ قال صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ عز وجل عَرَضَ حُبَّ عَلِیٍّ وفاطمۃ وَ ذُرِّیَّتِھِمَا عَلَی الْبَرِیَّۃِ فَمَنْ بَادَرَ مِنْھُمْ بِالْاِجَابَۃِ جَعَلَ مِنْھُمُ الرُّسُلَ وَمَنْ اَجَابَ بَعْدَ ذَالِکَ جَعَلَ مِنْھُمُ الشِّیْعَۃَ ...... قال (ص) مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّحْیِیَ حَیٰوتِیْ وَیَمُوْتَ مَوْتِیْ وَیَدْخُلَ الْجَنَّۃَ الَّتِیْ وَعَدَنِیْ رَبِّیْ فَلْیَتَوَلَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَذُرِّیَّتَہُ الطَّاھِرِیْنَ اَئِمَّۃَ الْھُدٰی ......

قال (ص) لَمَّا عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ رَاَیْتُ عَلٰی

بَابِ الْجَنَّةِ مَکْتُوْبًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَعَلِیٌّ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ صِفْوَۃُ اللّٰہِ وَفَاطِمَۃُ اَمَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مُحِبِّیْھِمْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَعَلٰی مُبْغِضِیْھِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ...... وَقَالَ (ص) اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ یَقْعُدُ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَی الْفِرْدَوْسِ وَھُوَ جَبَلٌ قَدْ عَلٰی عَلَی الْجَنَّۃِ وَفَوْقَ عَرْشِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَمِنْ سَفْحِہٖ یَنْفَجِرُ اَنْھَارُ الْجَنَّۃِ وَیَتَفَرَّقُ فِی الْجِنَانِ وَھُوَ جَالِسٌ عَلٰی کُرْسِیٍّ مِّنْ نُّوْرٍ یَجْرِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ التَّسْنِیْمُ لَا یَجُوْزُ اَحَدٌ عَلَی الصِّرَاطِ اِلَّا مَعَہٗ بَرَاۃٌ بِوِلَایَتِہٖ وَوِلَایَۃِ اَھْلِ بَیْتِہٖ یَشْرُفُ عَلَی الْجَنَّۃِ فَیُدْخِلُ مُحِبِّیْہِ الْجَنَّۃَ۔ وَمُبْغِضِیْہِ النَّارَ۔

مصنف کی ایک رباعی۔

گر حب علی و آل بتولت نبود | امید شفاعت از رسولت نبود
گر طاعت حق جملہ بجا آری تو | بے مہر علی ہیچ قبولت نبود

(مجالس المومنین تالیف قاضی نوراللہ شوستری جلد دوم ص ۱۳۸ تا ۱۴۰ ذکر سید علی ہمدانی مطبوعہ تہران)

ترجمہ: سید علی ہمدانی نے تین مرتبہ چوتھے حصے زمین کی سیر کی۔ مولنا نورالدین جعفر بدخشی نے جو اس کے لائق شاگردوں میں سے ہیں اپنی کتاب خلاصۃ المناقب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ہمدانی کا کہنا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی متابعت اور محبت

marfat.com

عطا فرمائی ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور سے مجھے کوئی پیار نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے علی، فاطمہ اور ان دونوں کی اولاد کی محبت تمام لوگوں پر پیش کی جن آدمیوں نے سب سے پہلے اسے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیغمبر بنا دیا۔ اور جنہوں نے ان کے بعد قبول کیا۔ ان میں سے شیعہ پیدا کیے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ جو شخص میری زندگی کی طرح زندگی اور میری موت کی طرح موت کا خواہشمند ہے۔ اور جنت میں جانے کا متمنی ہے۔ جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کر رکھا ہے۔ تو اُسے چاہیے کہ علی بن ابی طالب اور ان کی ذریت سے پیار کرے۔ جو کہ آئمہ طاہرین ہیں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مجھے معراج کرایا گیا۔ تو میں نے جنت کے دروازے پر یہ کلمہ لکھا دیکھا وہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔ علی اللہ کے حبیب ہیں۔ حسن و حسین اللہ کے برگزیدہ ہیں۔ فاطمہ اللہ کی بندی ہے۔ ان سے محبت رکھنے والے پر اللہ کی رحمت اور ان سے بغض رکھنے والے پر اللہ کی لعنت،، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ قیامت کے دن حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ فردوس پر بیٹھے ہوں گے۔ جو جنت کے تمام طبقات سے بلند ہے۔ اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ اس کے نیچے جنت کی نہریں جاری ہیں۔ اور جنت کے مختلف درجات میں بہتی ہیں حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ وہاں ایک نور کی کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ سامنے سے تسنیم گزرتی ہے۔ پلصراط سے کوئی شخص اس وقت گزر نہ سکے گا جب تک اس کے پاس حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی

marfat.com

ولایت کی پرچی نہ ہوگی۔ اور آپ کے اہل بیت کا پروانہ نہ ہوگا۔ جناب علی المرتضےٰ جنت کے اوپر سے دیکھ رہے ہوں گے۔ سوآپ کے چاہنے والے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور آپ سے بغض رکھنے والے دوزخ میں گر پڑیں گے۔ مصنف کی ایک رباعی:

اگر تیرے دل میں علی المرتضےٰ اور ان کی آل کی محبت نہیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امید مت رکھنا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تمام عبادات تو بجالا چکا ہے۔ پھر بھی یہ سب کچھ حضرت علی المرتضےٰ رضی کی محبت کے بغیر ہرگز تجھ سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

توضیح: صاحب الذریعہ نے سید علی ہمدانی کو ان مصنفین میں سے شمار کیا جو شیعہ ہوئے۔ نوراللہ شستری نے اس کے تشیع پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کچھ لوگوں کو اس کے شیعہ ہونے میں تردد تھا۔ کیونکہ یہ لوگ اکثر تقیہ باز ہوئے ہیں۔ اس لیے علامہ شوستری کو مجالس المؤمنین میں اس کے شیعہ ہونے کی تصریح کی۔ اور پھر مستقل رسالہ بھی تحریر کیا۔ علی ہمدانی نے جو احادیث ذکر کیں۔ جن میں حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ اور آپ کی آل کی ولایت کا اقرار اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں سے کرایا۔ جو پہل کر گئے وہ پیغمبر بن گئے۔ دوسرے نمبر پر آنے والے شیعہ ہو گئے۔ جنت کے دروازے پر لکھا گیا کلمہ۔ تمام احادیث کہاں سے اسے ملیں بہرحال ان احادیث میں اس نے شیعیت کو کھل کر بیان کیا۔ اور جو کسر باقی تھی وہ رُباعی میں نکال دی۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے اسے اہل سنت کا فرد اور اس کی کتاب مودۃ القربیٰ کو اہل سنت کی معتبر کتاب قرار دینا لعنتیوں کا کام ہے۔ تبرائی ہی ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔ یہ تھی حقیقت جو ہم نے آپ قارئین کرام کے سامنے پیش کر دی۔ اس کے بعد مودۃ القربیٰ اور اس کے مصنف کے بارے میں کوئی خفا نہیں رہتا۔

marfat.com

اور صراحت کے ساتھ یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ کہ وہ کٹر شیعہ تھا۔ اور اس پر اُسے فخر تھا۔ اس کے شاگردوں کو اس پر ناز تھا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

کتاب نوزدہم ۱۹

الامامۃ والسیاسۃ مصنفہ ابن قتیبہ عبداللہ بن مسلم

الامامۃ والسیاست کا مصنف عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ ہے۔ اس کتاب میں اور اس کی ایک اور کتاب المعارف میں اس شخص نے حضرات صحابہ کرام کے بارے میں بڑا زہر اگلا ہے۔ حضرات صحابہ کرام سے بڑھ کر اس مردود اللسان نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کو اپنی تحریرات میں نشانہ بنایا۔ ایسے شخص کو کون "معتبر" کہہ سکتا ہے۔ بہرحال غلام حسین نجفی کی کتاب "ماتم اور صحابہ" کا ایک اقتباس پیش کر کے ہم ابن قتیبہ کے بارے میں اپنے انداز سے تحقیق پیش کریں گے۔

ملاحظہ ہو۔

ماتم اور صحابہ:

ثُمَّ جَاءَ اِلٰی اُمِّ خَالِدٍ فَرَقَدَ عِنْدَهَا فَاَمَرَتْ جَوَارِیْهَا وَطَرَحْنَ عَلَیْهِ الشَّرَّ اِذْ ذَاكَ ثُمَّ غَطَّتْهُ حَتّٰی قَتَلَتْهُ ثُمَّ خَرَجْنَ فَصِحْنَ وَ شَقَقْنَ ثِیَابَهُنَّ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ثُمَّ قَامَ عَبْدُ الْمَلِكِ بِالْاَمْرِ بَعْدَهٗ۔

(اہل سنت کی معتبر کتاب الامامۃ والسیاسۃ جلد دوم ص ۲۶۱)

marfat.com

ترجمہ: مروان نے یزید کی زوجہ سے شادی کی تھی۔ پھر کسی بات پر یزید کے بیٹے خالد سے ان بن ہوگئی۔ خالد نے ماں سے شکائت کی۔ اس نے کہا میں اس کا بندوبست کرتی ہوں) پھر جب مروان رات کو گھر آکر خالد کی ماں کے پاس آکر سویا تو ام خالد نے کنیزوں کو حکم دیا۔ اور کنیزوں نے اس پر لحاف ڈال کر اس کو مار ڈالا۔ اور پھر ان عورتوں نے گریبان چاک کیے۔ اور چلاتی ہوئی نکلیں اور کہتی تھیں۔ یا امیرالمومنین یاامیرالمومنین

قارئین کرام! مروان طوانوں کے چھ خلیفوں کا باپ ہے۔ اور اس کی موت پر بنوامیہ کی عورتوں نے گریبان چاک کیے۔ اگر یہ بدعت ہوتا تو چھ خلیفوں کے باپ پر اس بدعت کو ہرگز نہ کیا جاتا۔ (ماتم اور صحابہ ص ۲۴۷)

جوابِ اوّل

اولاً الامامۃ والسیاستہ کی ابن قتیبہ کی طرف نسبت ہی غلط ہے

"الامامۃ والسیاستہ" نامی کتاب کیا ابن قتیبہ کی تصنیف ہے؟ المعارف لابن قتیبہ میں جن تصانیفِ ابن قتیبہ کا تذکرہ ہے۔ اُن میں اس نام کی اُن کی کوئی تصنیف نہیں لکھی گئی۔ بلکہ المعارف کے مقدمہ میں اس امر کی تردید موجود ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

مقدمۃ المعارف لابن قتیبہ:

بَقِیَ بَعْدَ هٰذَا كِتَابٌ شَاعَتْ نِسْبَتُهٗ اِلَى ابْنِ

marfat.com

قُتَیْبَه وَلَیْسَ لَهٗ وَهُوَ کِتَابُ الْاِمَامَةِ وَالسِّیَاسَةِ وَالْاَدِلَّةُ عَلٰی بُطْلَانِ نِسْبَةِ هٰذَا الْکِتَابِ اِلٰی ابْنِ قُتَیْبَه کَثِیْرَۃٌ مِنْهَا۔

(۱) اِنَّ الَّذِیْنَ تَرْجَمُوْا الِابْنِ قُتَیْبَه لَمْ یَذْکُرُوْا هٰذَا الْکِتَابَ بَیْنَ مَا ذَکَرُوْهُ لَهٗ۔

(۲) اِنَّ الْکِتَابَ یَذْکُرُ اَنَّ مُؤَلِّفَهٗ کَانَ بِدِمَشْقَ وَابْنُ قُتَیْبَه لَمْ یَخْرُجْ مِنْ بَغْدَادِ اِلَّا اِلَی الدِّیْنَوَر۔

(۳) اَنَّ الْکِتَابَ یَرْوِیْ عَنْ لَیْلٰی وَ اَبُوْ لَیْلٰی کَانَ قَاضِیًا بِالْکُوْفَةِ سنہ ۱۴۸ اَیْ قَبْلَ مَوْلِدِ ابْنِ قُتَیْبَه بِخَمْسٍ وَ سِتِّیْنَ سَنَةً۔

(۴) اَنَّ الْمُؤَلِّفَ نَقَلَ خَبَرَ فَتْحِ الْاُنْدَلُس عَنْ اِمْرَاَۃٍ شَهِدَتْهُ وَفَتْحُ الْاُنْدَلُس کَانَ قَبْلَ مَوْلِدِ ابْنِ قُتَیْبَه بِنَحْوِ مِأتَةٍ وَعِشْرِیْنَ سَنَةً۔

(۵) اَنَّ مُؤَلِّفَ الْکِتَابِ یَذْکُرُ فَتْحَ مُوْسٰی بن نصیر لِمَرَّاکُش مَعَ اَنَّ هٰذِهِ الْمَدِیْنَةَ شَیَّدَهَا یُوْسُفُ بْنُ تَاشْفِیْن سُلْطَانُ الْمُرَابِطِیْن ۴۵۵ھ وَابْنُ قُتَیْبَه تُوُفِّیَ سنہ ۲۷۶ھ۔

(مقدمة المعارف لابن قتیبه (مقدمہ از ڈاکٹر ثروت عکاشہ ص ۵۶ مطبوعہ قاہرہ مصر)

marfat.com

ترجمہ: باقی رہی یہ بات کہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ جو ابن قتیبہ کی طرف منسوب ہے۔ وہ ہرگز اس کی تصنیف نہیں۔

۔اور اس بارے میں کہ یہ اس کی تصنیف نہیں بہت سے دلائل ہیں۔

(۱) جن لوگوں نے ابن قتیبہ کے حالات لکھے۔ انہوں نے اس کی تصنیفات میں اس کتاب کا ذکر تک نہیں کیا۔

(۲) کتاب سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس کا مصنف دمشق کا رہنے والا تھا۔ حالانکہ ابن قتیبہ بغداد میں رہائش پذیر تھا۔ اور یہاں سے وہ دینور کے علاوہ کسی اور شہر میں ہرگز نہیں گیا۔

(۳) کتاب میں ابو لیلیٰ کی روایات درج ہیں۔ ابو لیلیٰ ۱۴۸ھ میں کوفہ کا قاضی تھا۔ یعنی ابن قتیبہ کی پیدائش سے ۷۵ سال قبل۔

(۴) کتاب کے مصنف نے اندلس کی فتح کا واقعہ ایک عورت کی زبانی بیان کیا۔ جو اس واقعہ میں موجود تھی۔ اور فتح اندلس ۱۲۰ سال قبل پیدائش ابن قتیبہ ہوئی تھی۔

(۵) اس کتاب کے مؤلف نے مراکش کی فتح موسے بن نصیر کے حوالہ سے بیان کی ہے۔ حالانکہ مراکش کو یوسف بن تاشقین نے ۴۵۵ھ میں آباد کیا تھا۔ اور ابن قتیبہ کا انتقال ۲۷۶ھ میں ہو چکا تھا۔

لمحہ فکریہ:

"الامامۃ والسیاسۃ" کا مصنف کون تھا؟ صاحب مقدمۃ المعارف نے پانچ مضبوط دلائل سے اس امر کی تردید کی۔ کہ اس کا مصنف مسلم بن قتیبہ نہیں۔ اب مسلم بن قتیبہ کو اہل سنت کا امام کہہ کر پھر الامامۃ والسیاسۃ کو اس کی تصنیف لکھنا

marfat.com

کہاں کی دانش مندی ہے۔ ذرا انصاف سے کہیئے؟

جواب دوم

ابن قتیبہ کی بعض غلیظ تحریرات

اگر بفرض محال الامامۃ والسیاسۃ کو مسلم ابن قتیبہ کی تصنیف تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر ہم ابن قتیبہ کی شخصیت کی تحقیق کریں گے۔ کہ کیا اس کے عقائد وہی ہیں۔ جو اہل سنت کے معتمد اور مقبول ہیں۔ اگر ایسا ہی ہو۔ تو پھر کسی حد تک "اہل سنت کی معتبر کتاب" کے عنوان سے "الامامۃ والسیاسۃ" کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ابن قتیبہ نظریاتی طور پر اہل تشیع کا ہمنوا نکلے۔ تو پھر اس کی تصانیف کو "اہل سنت کی معتبر کتاب" کہنا نری حماقت اور پرلے درجے کی جہالت ہوگی۔ آیئے ابن قتیبہ کی تصنیف الامامۃ والسیاسۃ اور المعارف سے چند اقتباسات ملاحظہ کریں۔ تاکہ اس کی اپنی زبانی اس کے عقائد کا اندازہ ہو سکے۔

اقتباس نمبر (۱)

اَنَّ اَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ تَفَقَّدَ قَوْمًا تَخَلَّفُوْا عَنْ بَيْعَتِهٖ عِنْدَ عَلِيٍّ كرم اللہ وجہہ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ عُمَرَ فَجَاءَ فَنَادَاهُمْ وَهُمْ فِيْ دَارِ عَلِيٍّ فَاَبَوْا اَنْ يَخْرُجُوْا فَدَعَا بِالْحَطَبِ وَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهٖ لَتَخْرُجُنَّ اَوْ لَاُحْرِقَنَّهَا عَلٰى مَنْ فِيْهَا فَقِيْلَ لَهٗ يَا اَبَا حَفْصٍ اِنَّ فِيْهَا فَاطِمَةَ فَقَالَ وَاِنْ فَخَرَجُوْا فَبَايَعُوْا

marfat.com

اِلَّا عَلِیًّا فَاِنَّہٗ زَعَمُوْا اَنَّہٗ قَالَ حَلَفْتُ اَنْ لَا اَخْرُجَ وَلَا اَضَعَ ثَوْبِیْ عَلٰی عَاتِقِیْ حَتّٰی اَجْمَعَ الْقُرْاٰنَ فَوَقَفَتْ فَاطِمَۃُ رضی اللہ عنہا عَلٰی بَابِہَا فَقَالَتْ لَا عَھْدَ لِیْ بِقَوْمٍ حَضَرُوْا اَسْوَاَ مَحْضَرٍ مِنْکُمْ تَرَکْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم جَنَازَۃً بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَقَطَعْتُمْ اَمْرَکُمْ بَیْنَکُمْ لَمْ تَسْتَامِرُوْنَا وَلَمْ تَرُدُّوْا لَنَا حَقًّا۔

(الامامۃ والسیاسۃ جزء اول ص ۱۲ تا ۱۳ کیف کانت بیعت علی بن ابی طالب)

ترجمہ :-

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ان کی بیعت نہیں کرنے آئے۔ اور وہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہیں۔ تو ان کے پاس ابوبکر نے عمر بن خطاب کو بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اور انہیں آواز دی۔ لیکن انہوں نے باہر آنے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایندھن منگوایا۔ اور خدا کی قسم کھا کر کہا۔ تمہیں نکلنا ہوگا۔ ورنہ میں تمہیں جلا دوں گا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا گیا۔ اے ابوحفص! گھر میں فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی تشریف فرما ہیں۔ فرمایا۔ ہوتی رہیں۔ پس گروہ باہر آگئے۔ اور حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے سوا سب نے بیعت کر لی۔ کیونکہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ یہ عہد کیا ہوا تھا۔ کہ وہ اس

marfat.com

وقت گھر سے باہر نکلیں گے۔ اور نہ ہی اپنے کندھے پر کہیں جانے کے لیے کپڑا رکھیں گے۔ جب تک قرآن مجید جمع کریں۔ حضرت فاطمہ بھی رک گئیں۔ اور دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ کیا تم لوگوں کے ہاں میرے لیے کوئی عہد نہیں جو بری نیت سے آئے ہو۔ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ ہمارے سامنے چھوڑ رکھا ہے۔ اور امارت کا فیصلہ اپنے لیے خود ہی کر لیا۔ تم ہمیں امارت کیوں نہیں دیتے۔ اور ہمیں ہمارا حق واپس کیوں نہیں کرتے۔

اقتباس نمبر(۲)

جب کچھ لوگ حضرت ابو بکر صدیق کے حکم سے حضرت علی المرتضٰے کو پکڑ کر لا رہے تھے۔ تو انہوں نے کہا۔ آپ ابو بکر صدیق کی بیعت کیوں نہیں کرتے ؟ علی المرتضٰے نے کہا۔ اگر میں بیعت نہ کروں تو تم کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا۔ ہم تمہاری گردن اڑا دیں گے۔ حضرت علی رضی بولے۔ کیا تم اللہ کے بندے اور اس کے رسول کے بھائی کو قتل کرو گے ؟ اس پر عمر رضی بولے۔ تو عبداللہ تو ہے۔ لیکن حضور کا بھائی ہونا یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خاموش کھڑے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر سے کہا۔ آپ اس کو اپنی بیعت کا کیوں نہیں کہتے ؟ ابو بکر رضی نے کہا۔ جب تک سیدہ فاطمہ ان کے پاس ہیں۔ میں انہیں کچھ بھی مجبور نہیں کروں گا۔ علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے جب محسوس کیا۔ کہ عمر رضی مجھے چھوڑتے نہیں۔ تو حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہو کر رو کر عرض کرنے لگے۔ اے بھائی ! لوگوں نے مجھے بے بس کر دیا ہے۔ اور میرے قتل

marfat.com

کے درپے ہو گئے ہیں۔ (الامامۃ والسیاسۃ ص ۱۳ جزاول)

نوٹ:۔

ان دونوں اقتباسات میں حضرات صحابہ کرام کے بارے میں اور خصوصاً حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو کچھ کہا گیا۔ ہم اس کا تفصیلی جواب عقائد جعفریہ جلد اوّل اور تحفہ جعفریہ میں پیش کر چکے ہیں۔ یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جبراً ابوبکر صدیق کی بیعت کرنا اور قبر رسول پر گریہ زاری کرنا ہرگز اہل سنت کے عقائد میں سے نہیں۔ بلکہ کتب شیعہ میں ان عقائد کی بھرمار ہے۔ لہٰذا ان کا قائل اہل سنت کا فرد ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی الامامۃ والسیاسۃ اہل سنت کی کتاب ہے۔

اقتباس نمبر۳:

حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہا بیعت سے فارغ ہونے پر جناب علی المرتضیٰ کے ہاں آئے اور کہنے لگے۔ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ ہم نے آپ کی کیوں بیعت کی ہے؟ فرمایا میری اطاعت کے لیے۔ اور اسی غرض کے لیے جو ابوبکر و عمر و عثمان کی بیعت کرتے وقت تمہارے پیش نظر تھی۔ دونوں نے کہا۔ "ہم نے بیعت اس لیے کی ہے۔ کہ امر خلافت میں ہم دونوں بھی آپ کے ساتھ شریک ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بولے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ (جزء اول ص ۵۱)

اقتباس نمبر۴:

ابوالحسین احمد بن فاسی اپنی تصنیف "الصاحبی" میں ابن قتیبہ کا کلام نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے۔ کہ ابن قتیبہ منکر باتیں اور میری ناپسند باتیں درج کرتا ہے۔ مثلاً اس نے شعبی سے ایک

marfat.com

روایت پر نقل کی ہے۔ ابو بکر، عمر اور علی المرتضٰے فوت ہو گئے۔ لیکن قرآن جمع نہ کر سکے۔ اور علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ اپنی قبر میں تا پہنچ گئے۔ لیکن وہ قرآن حفظ نہ کر سکے تو کس قدر قبیح کلام ہے۔ (مقدمۃ التحقیق علی المعارف ص ۵۹)

اقتباس نمبر ۵:

كَانَ الْخَطَّابُ بن نفيل مِنْ رِجَالِ قُرَيْشٍ وَاُمُّهُ امْرَاَةٌ مِنْ فَهْمٍ وَكَانَتْ تَحْتَ نفيل فَتَزَوَّجَهَا عَمْرُو بن نفيل بَعْدَ اَبِيْهِ فَوَلَدَتْ لَهُ زَيْدًا فَاُمُّهُ اُمُّ الْخَطَّاب۔ (المعارف لابن قتيبه ص ۱۷۹ مطبوعه مصر طبع جديد)

ترجمہ: خطاب بن نفیل ایک قریشی آدمی تھا۔ اور اس کی ماں فہم قبیلہ سے تھی۔ اور نفیل کے نکاح میں تھی۔ نفیل کے انتقال کے بعد عمر بن نفیل نے (یعنی بیٹے نے ماں سے) شادی کر لی۔ پھر اس سے "زید" پیدا ہوا۔

نوٹ:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نسب پر کس قدر غلیظ ذہنیت استعمال کی گئی۔ یہی تو شیعیت ہے۔

اقتباس نمبر ۶:

كانت برّه بنت مرّ اخت تميم بن مُرّ تحت خزيمة ابن مدركة بن الياس بن مضر فخلف عليها ابنه كنانة بن خزيمة فولدت

marfat.com

له النضر بن کنانة۔ (المعارف ص ۱۱۲)

ترجمہ:

تیم بن مر کی بہن برہ بنت مر کی شادی خزیمۃ ابن مدرکہ کے ساتھ ہوئی۔ جب خزیمہ کا انتقال ہوا۔ تو اس کے بیٹے کنانہ نے اس سے (یعنی اپنی والدہ سے) شادی کرلی۔ تو اس سے نضر بن کنانہ پیدا ہوا۔

نوٹ:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف پر یہ اعتراض کس امتی کی جرات ہو سکتی ہے۔

اقتباس نمبر۷:

وکانت واقدة من بنی مازن بن صعصعة عند عبد مناف فَوَلَدَتْ لَهُ نَوْفَلاً وَاَبَاعَمْرٍو فَهَلَكَ عَنْهَا وَخَلَفَ عَلَيْهَا ابْنُهُ هَاشِمُ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ۔ (المعارف ص ۱۱۲)

ترجمہ:۔

واقدۃ نامی عورت قبیلہ بنی مازن سے تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا عبد مناف کا انتقال ہوگیا۔ تو ان کے بیٹے ہاشم نے ان سے شادی کرلی۔ (یعنی بیٹے نے ماں سے شادی کرلی۔)

لمحہ فکریہ:

حضرات صحابہ کرام کی شان میں بکواس کرنا تو کتب شیعہ میں بھرپور طریقہ سے موجود ہے۔ اگر ابن قتیبہ کی تحریرات یہیں رک جاتیں۔ تو ہم اسے شیعہ کہہ دیتے لیکن اس خبیث التحریر اور گندی زبان والے نے جن کا کلمہ پڑھا۔ ان کے

marfat.com

آباؤ اجداد کو بھی معاف نہ کیا۔ اور کمال ڈھٹائی اور بے حیائی سے بلا سند اور بے اصل روایت کا سہارا لیا ہم اہل سنی کس طرح تسلیم کریں۔ جب کہ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد آدم سے تا حضرت عبداللہ تمام طیب وطاہر ہیں۔ جواہر البحار میں علامہ یوسف نبہانی مواہب لدنیہ میں امام قسطلانی اور مختلف تصانیف میں علامہ السیوطی نے اس کی خوب وضاحت فرمائی ہے۔ صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

الحاوی للفتاوی:

اِنَّ اللہَ اسْتَخْلَصَ رَسُوْلَہٗ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ اَطْیَبِ الْمَنَاکِحِ وَ نَقَلَہٗ مِنْ اَصْلَابٍ طَاھِرَۃٍ اِلٰی اَرْحَامٍ مُنَزَّھَۃٍ وَقَدْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ تَاوِیْلِ قَوْلِ اللہِ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ اَیْ تَقَلُّبَکَ مِنْ اَصْلَابٍ طَاھِرَۃٍ مِنْ اَبٍ اِلٰی اَنْ جَعَلَکَ نَبِیًّا۔

(الحاوی للفتاوی جلد دوم ص ۲۲۱ للسیوطی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باہمی نکاح میں بھی خاص مقام عطا فرمایا۔ اور آپ کو طاہر مردوں سے پاکیزہ عورتوں کی طرف مختلف پشتوں سے منتقل فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "و تقلبک فی الساجدین" کے معنی یہ بیان کیے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک پاک وطاہر پشتوں سے منتقل کیا۔ اور آپ تشریف لائے۔ تو پیغمبر بن کر آئے۔

marfat.com

جواب سوم

"ابن قتیبہ" کی سیرت اور حالات کا آئینہ

لسان المیزان:

وَرَاَیْتُ فِیْ مِرْاٰۃِ الزَّمَانِ اَنَّ الدارقطنی
قَالَ کَانَ ابْنُ قُتَیْبَہ یَمِیْلُ اِلَی التَّشْبِیْہِ مُنْحَرِفٌ
عَنِ الْعِتْرَۃِ وَکَلَامُہٗ یَدُلُّ عَلَیْہِ وَقَالَ البیہقی
کَانَ یَرٰی رَاْیَ الْکِرَامِیَّۃِ....... وَ ذَکَرَ المسعودی
فی المروج ان ابن قتیبہ اِسْتَمَدَّ فِیْ کُتُبِہٖ
مِنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ الدینوری وَ سَمِعْتُ شَیْخِی
العراق یَقُوْلُ کَانَ ابْنُ قتیبۃ کَثِیْرُ الْغَلَطِ۔

(لسان المیزان جلد سوم ص ۳۵۷ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: مراۃ الزمان میں میں نے دیکھا۔ کہ ابن قتیبہ کے بارے میں دارقطنی کا کہنا ہے۔ کہ اس کا شیعیت کی طرف میلان تھا اور اہل بیت سے منحرف تھا۔ اس پر اس کا کلام بھی دلالت کرتا ہے۔ بیہقی نے اسے کرامیہ کہا۔ مروج میں مسعودی نے کہا۔ کہ اس نے اپنی کتابوں میں ابوحنیفہ دینوری کے مضامین سے مدد لی۔ میں نے اپنے شیخ عراقی سے سنا۔ کہ ابن قتیبہ کثیر الغلط تھا۔)

marfat.com

مقدمۃ التحقیق:-

وَ غَيْرُ ابْنِ الْاَنْبَارِی وَ اَبِی الطَّيِّبِ نَجِدُ الْحَاكِمَ اَبَا عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدَ النَّيْسَابُوْرِی (۴۰۵ھ) اَلَّذِی يَقُوْلُ اَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰی اَنَّ الْقُتَيْبِیَّ كَذَّابٌ كَمَا نَجِدُ ابْنَ تَغْرِيبِرْدِی (۸۷۴ھ) وَكَانَ ابْنُ قُتَيْبَةَ خَبِيْثَ اللِّسَانِ يَقَعُ فِی حَقِّ كِبَارِ الْعُلَمَاءِ (مقدمۃ التحقیق للمعارف ص ۱۶ مطبوعہ مصر جدید)

ترجمہ:- ابن انباری اور ابوالطیب کے علاوہ حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری نے کہا۔ کہ تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ قتیبی (ابن قتیبہ) پرلے درجے کا جھوٹا شخص ہے۔ اسی طرح ابن تغریبردی نے کہا۔ کہ ابن قتیبہ گندی اور ناپاک زبان والا تھا۔ بڑے بڑے اکابر علماء کو بھی اس اپنی زبان کے خبث سے معاف نہ کیا۔

لمحہ فکریہ:-

"ابن قتیبہ" کی سیرت اور اس کی تحریر کے بارے میں ہم نے ایک دو حوالہ جات سے روشنی ڈالی۔ اس پر اہل تشیع ہونے کا فتویٰ، اہل بیت سے منحرف ہونے کا الزام، کرامیہ عقائد پر قائم اور ابوحنیفہ دینوری ایسے کٹر امامی شیعہ کی کتابوں سے استفادہ کرنے والا، غلطیوں کا پیکر، تمام علماء کے ہاں متفقہ طور پر کذاب، خبیث اللسان، حضرات صحابہ کرام پر گند اچھالنے والا اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد پر بہتان لگا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے والا اور اس کے

باوجود وہ اہل سنت میں سے ؟ غلام حسین نجفی وغیرہ کی آنکھیں ان عبارات سے بند تھیں ۔ ؟
بڑی بے حیائی کے ساتھ اس خبیث اللسان کی پیروی کرتے ہوئے "خباثتِ لسانی" کا مظاہرہ کیا گیا۔ اور کذاب ابن قتیبہ کے نقش قدم پر چل کر نجفی نے مسیلمہ کذاب کو مات کر دیا۔ کیوں نہ ایسا ہوتا۔ وہ بھی تشیع کا دلدادہ یہ بھی اسی کا پہرہ دار۔ وہ بھی ادھر اُدھر کی ہانکنے والا اور یہ بھی فٹ بال۔ ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز　　کبوتر با کبوتر باز با باز

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَار

کتاب بستؔ ۲۰

الملل والنحل مصنفہ محمد بن عبدالکریم شہرستانی

محمد بن عبدالکریم شہرستانی صاحب الملل والنحل ایک فلسفی صاحب قلم تھا ۔ دین سے اسے کوئی خاص واسطہ نہ تھا۔ اور اسی لیے اسے کوئی بھی قابل اعتبار نہیں کہتا۔ لیکن غلام حسین نجفی نے دیرینہ عادت کے مطابق اس کی مذکورہ کتاب کو بھی اہل سنت کی معتبر کتاب کے طور پر پیش کر کے اہل سنت پر الزام تراشی کی۔ صرف ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

"عمر کے ظلم سے سیدہ زہرا کے شکم کا بچہ بھی شہید ہوا"۔

سہم مسموم:
اہل سنت کی معتبر کتاب الملل والنحل جلد اول ص ۵۹ ذکر النظامیہ مولف

maktabah.org

محمد بن عبدالکریم شہرستانی ...... الملل والنحل کی عبارت ملاحظہ ہو۔

الملل و النحل:

فَقَالَ اِنَّ عُمَرَ ضَرَبَ بَطْنَ فَاطِمَۃَ عَلَیْہَا السَّلَامُ یَوْمَ الْبَیْعَۃِ حَتّٰی اَلْقَتْ المحسن مِنْ بَطْنِہَا وَکَانَ یَصِیْحُ اَحْرِقُوْا الدَّارَ بِمَنْ فِیْہَا وَمَا کَانَ فِی الدَّارِ غَیْرُ عَلِیٍّ وَفَاطمۃ والحسن والحسین

ترجمہ:-

نظام کہتا ہے۔ کہ روز بیعت نبی کی بیٹی فاطمہ زہرا کے شکم پر عمر نے دُرّہ مارا حتی کہ سیدہ کا بچہ شہید ہو کر گرا۔ اور نیز عمر چیخ رہے تھے۔ کہ اس گھر کو مع ان لوگوں کے جو اس میں ہیں جلا دو۔ اور گھر میں سوائے علی و فاطمہ اور حسن و حسین کے اور کوئی نہ تھا۔

نوٹ:-

جناب عمر رضی اللہ عنہ کا سیدہ کے دروازہ پر آگ اور لکڑیاں لے کر آنا اور بی بی کے بچہ کا شہید ہونا ہم نے کتب اہل سنت سے ثابت کر دیا ہے۔ لہٰذا شاہ عبدالعزیز کا یہ سفید جھوٹ ہے۔ کہ مذکورہ دونوں باتیں کتابوں میں مذکور نہیں ہیں۔ اب آپ خود انصاف کریں۔

(سہم مسموم فی جواب نکاح ام کلثوم مصنفہ غلام حسین نجفی شیعی ص ۲۷۶، ۲۷۷)

جواب:-

کتاب الملل والنحل کے مصنف محمد بن عبدالکریم شہرستانی کا مذہب و مسلک کیا تھا؟ نجفی نے اگرچہ اس کی کتاب کے عنوان سے اس کی صراحت کر دی ہے۔ کہ یہ شخص اہل سنت کا معتبر عالم ہے۔ تبھی اس کی کتاب اہل سنت کی معتبر کتاب بنی۔

marfat.com

لیکن نجفی نامعتبر کی بات کون تسلیم کرے گا۔ جبکہ اس کے آقائے بزرگ طہرانی علیہ ما علیہ نے اسے "اپنے مصنفین"، میں درج کیا ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

الذریعہ:۔

الملل والنحل لمحمد بن عبد الکریم الشہرستانی وترجمة الفارسیة "تنقیح الادلة والعلل" المشہودتان۔

(الذریعة الی تصانیف الشیعہ جلد ۲۲ ص ۲۲۰ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:۔ محمد بن عبد الکریم شہرستانی کی تصنیف الملل والنحل اور اس کا فارسی ترجمہ تنقیح الادلہ والعلل (مذہب شیعہ کی کتب کے طور پر) مشہور ہیں۔ اگر اس مختصر تصدیق پر دل ٹھنڈا نہ ہوتا ہو۔ تو ذرا تفصیل سے ملاحظہ ہو۔

الکنیٰ والالقاب:

ابو الفتح محمد بن عبد الکریم بن احمد المتکلم الفیلسوف الاشعری صاحب کِتَابِ الملل والنحل وَهُوَ کِتَابٌ مَشْهُوْرٌ وَ مِمَّا فِيْهِ اَنَّ الْاِثْنٰی عَشَرِيَّةَ الَّذِيْنَ قَطَعُوْا بِمَوْتِ مُوْسٰی بْنِ جَعْفَرِ الْكَاظِمِ وَ سَمَّوْا قَطعِيَّةً وَ سَاقُوْا الْاِمَامَةَ بَعْدَهٗ فِیْ اَوْلَادِهٖ فَقَالُوْا اَلْاِمَامُ بَعْدَ مُوْسٰی عَلِيُّ الرضا (ع) وَمَشْهَدُهٗ بِطُوس ثُمَّ بَعْدَهٗ محمد

التقی (ع)، وَهُوَ فِي مَقَابِرِ قُرَيْشٍ ثُمَّ بَعْدَهُ
علی بن محمد التقی (ع) وَمَشْهَدُهُ بِقُم
وَبَعْدَهُ الْحَسَنُ الْعَسْكَرِی الزکی وَ بَعْدَهُ
ابنه م ح م د الْقَائم المنتظر (ع) الَّذِي هُوَ
بِسُرَّ مَنْ رَأَى وَهُوَ الثَّانِي عَشَرَ هٰذَا هُوَ طَرِيقُ
الإِثْنَى عَشَرِيَّة انتهى۔

وَفِيهِ مِنَ الْخَبْطِ وَالْجَهْلِ مَا لَا يَخْفٰى قَالَ
الحمو ی فِي مُعْجَمِ الْبُلْدَانِ فِي حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ
مَا هٰذَا لَفْظُهُ وَلَوْلَا تَخَبُّطُ فِي الْاِعْتِقَادِ وَ
مَيْلُهُ إِلَى هٰذَا الْإِلْحَادِ لَكَانَ هُوَ الْإِمَامُ وَكَثِيرًا
مَا كُنَّا نَتَعَجَّبُ مِنْ وُفُوْرِ فَضْلِهِ وَ كَمَالِ عَقْلِهِ
كَيْفَ مَالَ إِلَى الشَّيْءِ لَا أَصْلَ لَهُ وَاخْتَارَ أَمْرًا لَا دَلِيلَ
عَلَيْهِ لَا مَعْقُوْلًا وَلَا مَنْقُوْلًا وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ
الْخِذْلَانِ وَالْحِرْمَانِ مِنْ نُوْرِ الْإِيْمَانِ وَلَيْسَ
ذَالِكَ إِلَّا لِاِعْرَاضِهِ عَنْ نُوْرِ الشَّرِيْعَةِ وَاشْتِغَالِهِ
بِظُلُمَاتِ الْفَلْسَفَةِ۔

وَقَدْ كَانَ بَيْنَنَا مُحَاوَرَاتٌ وَمُفَاوَضَاتٌ
فَكَانَ يُبَالِغُ فِي نُصْرَةِ مَذَاهِبِ الْفَلَاسِفَةِ
وَالذَّبِّ عَنْهُمْ وَقَدْ حَضَرْتُ عِدَّةَ مَجَالِسَ
مِنْ وَعْظِهِ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهَا قَالَ اللهُ وَلَا
قَالَ رَسُوْلُ اللهِ (ص) وَلَا جَوَابٌ مِنَ الْمَسَائِلِ

marfat.com

الشَّرِعِیَّۃِ۔

(الکنی و الالقاب جلد دوم ص۳۷۴ حالات الشہرستانی۔ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

ابوالفتح محمد بن عبدالکریم بن احمد ایک متکلم فلسفی اور اشعری عالم ہے۔ الملل و النحل کا مصنف ہے۔ جس کی ایک عبارت (کا ترجمہ) یہ ہے۔ اثنا عشری شیعہ وہ بھی ہیں۔ جو موسیٰ بن جعفر کاظم کی موت پر یقین رکھتے ہیں۔ انہیں "قطعیہ" کہا جاتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ موسیٰ بن جعفر کاظم کی وفات کے بعد امامت ان کی اولاد میں چلی آتی ہے۔ چنانچہ ترتیب امامت یوں ہے۔ موسیٰ بن جعفر کے بعد امام جناب علی رضا ہوئے۔ جن کی جائے شہادت طوس میں ہے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے محمد تقی ہیں۔ جو قریش کے قبرستان میں مدفون ہیں۔ ان کے بعد ان کے بیٹے علی بن محمد نقی ہیں۔ جن کی شہادت گاہ قم میں ہے۔ ان کے بعد حسن عسکری ان کے بعد ان کے بیٹے محمد القائم المنتظر ہیں۔ جو سر من رائے میں (چھپے ہوئے) ہیں۔ یہ بارہویں امام ہیں۔ اثنا عشریہ کا یہی طریقہ ہے۔ انتہیٰ۔

شہرستانی کی اس تحریر میں جو خبط اور بدحواسی ہے۔ وہ بالکل ظاہر ہے۔ معجم البلدان میں حموی کا کہنا ہے۔ کہ اگر یہ شخص اعتقادیات میں خبطی نہ ہوتا۔ اور بے دینی کی طرف اس کا میلان نہ ہوتا۔ تو امام وقت ہوتا۔ ہمیں بہت مرتبہ تعجب ہوتا ہے۔ کہ اس قدر صاحب فضل وعقل کس طرح بے اصل باتوں اور بے دلیل امور کی طرف مائل

marfat.com

ہو گیا۔ جن پر نہ کوئی عقلی دلیل اور نہ ہی نقلی موجود ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس ذلت اور محرومی کی پناہ چاہتے ہیں۔ جو نور ایمان کے چھن جانے سے ہوتی ہے۔ شہرستانی کا یہ سب کچھ ایسا اس لیے ہوا۔ کہ اس نے نور شریعت سے منہ موڑ لیا تھا۔ اور فلسفیانہ ظلمتوں میں مشغول و معروف ہو چکا تھا۔

شہرستانی ہم سے محاورات و مفاوضات بیان کیا کرتا تھا۔ اور فلسفیوں کے نظریات و مذاہب کی مدد کے لیے بہت آگے بڑھ جایا کرتا تھا۔ اور ان پر کئے گئے اعتراضات کا جواب دینے میں دُور نکل جاتا تھا۔ میں اس کی متعدد مجالس وعظ میں شریک ہوا۔ کسی مجلس میں اس نے اللہ اور اس کے رسول کی کوئی بات نہ کی۔ اور نہ ہی کسی شرعی مسئلہ کا جواب دینا گوارا کیا۔

لمحہ فکریہ:

کتاب الملل والنحل کے حوالہ سے نجفی نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دشمن ثابت کیا۔ اور دُرّہ مار کر ان کا ہونے والا بچہ شہید کرنے کا ڈرامہ پیش کیا۔ اور پھر یہ سب کچھ "اہل سنت کی معتبر کتاب" کے حوالے سے لکھا۔ اب آپ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ یہ کتاب اور اس کا مصنف جس کو شیعہ (بحوالہ الذریعہ) اپنا آدمی کہتے ہیں۔ اور پھر بے دین، خبطی اور فلسفہ کا غلام بھی کہہ رہے ہیں اس کی کتاب کے حوالہ سے تو سرے سے کوئی دلیل و حجت بن ہی نہیں سکتی۔ اور اگر نجفی وغیرہ اسے حجت قرار دیں۔ تو ہمیں کیا نقصان۔ کیونکہ وہ جب ہے ہی تمہارا۔ تو پھر تمہاری طرح ہی بڑھ مارے گا۔ یہ تو خود شیعہ مصنفین نے اس کی حقیقت بیان کی۔ آیئے ایک دو حوالے اہل سنت کی کتب سے بھی پڑھ لیں۔

marfat.com

کہ وہ صاحب الملل والنحل محمد بن عبدالکریم شہرستانی کے عقیدہ کے بارے میں کیا لکھتی ہیں۔

علماء اہل سنّت کے نزدیک صاحب الملل والنحل شہرستانی غالی شیعہ ہے

طبقاتُ الشافعیہ:

فِیْ تَارِیْخِ شَیْخِنَا الذَّهَبِیِّ اَنَّ ابْنَ السَّمْعَانِیِّ ذَکَرَ اَنَّهٗ کَانَ مُتَّهِمًا بِالْمَیْلِ اِلٰی اَهْلِ الْقِلَاعِ یَعْنِی الْاِسْمَاعِیْلِیَّةَ وَالدَّعْوَةِ اِلَیْهِمْ وَالنُّصْرَةِ بِطَامَّاتِهِمْ وَ اَنَّهٗ قَالَ فِی التَّحْبِیْرِ اِنَّهٗ مُتَّهَمٌ بِالْاِلْحَادِ وَالْمَیْلِ اِلَیْهِمْ غَالٍ فِی التَّشَیُّعِ۔

(طبقات شافعیہ الکبریٰ جزء رابع ص ۷۹)

ترجمہ:

شیخ ذہبی متوفی ۷۴۸ھ کی تاریخ میں تحریر ہے۔ کہ ابن سمعانی نے شہرستانی کے متعلق ذکر کیا۔ کہ وہ فرقہ اسماعیلیہ کی طرف مائل تھا۔ (جو شیعہ ہے) اور ان کے نظریات کی دعوت دیا کرتا تھا۔ اور ان لوگوں کی مدد کرتا جو اسماعیلی ہوتے تھے۔ انہوں نے "تحبیر" نامی کتاب میں کہا ہے۔ کہ شہرستانی بے دینی کی وجہ سے بدنام تھا۔ اور بے دینوں کی طرف اس کا میلان تھا۔ شیعیت میں بہت غالی تھا۔ (یعنی عام شیعوں کی بہ نسبت متعصب اور پرلے درجے کا ضدی شیعہ تھا)

marfat.com

منہاج السنۃ:

مَا یَنْقُلُہ الشہرستانی وَ اَمْثَالُہٗ مِنَ الْمُصَنِّفِیْنَ
فی الملل و النحل عَامَتُہ مِمَّا یَنْقُلُہ بَعْضُہُمْ
عَنْ بَعْضٍ وَ کَثِیْرٌ مِنْ ذَالِکَ لَمْ یُحَرِّرْ فِیْہِ
اَقْوَالَ الْمَنْقُوْلِ عَنْہُمْ وَ لَمْ یَذْکُرِ الْاِسْنَادَ
فِیْ عَامَۃِ مَا یَنْقُلُہٗ بَلْ ھُوَ یَنْقُلُ مِنْ کُتُبِ مَنْ
صَنَّفَ الْمَقَالَاتِ قَبْلَہٗ مِثْلَ اَبِیْ عِیْسٰی الوراق
وَ ھُوَ مِنَ الْمُصَنِّفِیْنَ لِلرَّافِضَۃِ الْمُتَّہِمِیْنَ فِیْ
کَثِیْرٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَ بِالْجُمْلَۃِ فَالشہر
ستانی یَظْہَرُ الْمَیْلَ اِلَی الشِّیْعَۃِ

اِمَّا بِبَاطِنِہٖ وَ اِمَّا مُدَاھَنَۃً لَّھُمْ
فَاِنَّ ھٰذَا الْکِتَابَ الْمِلَلَ وَ النحل صَنَّفَہٗ
لِرَئِیْسٍ مِن رُؤُسَائِہِمْ وَ کَانَتْ لَہٗ وِلَایَۃٌ
دِیْوَانِیَۃٌ وَ کَانَ للشہرستانی مَقْصُوْدٌ
فِی اسْتِعْطَافِہٖ لَہٗ وَ کَذَالِکَ صَنَّفَ لَہٗ کِتَابَ
الْمُصَارَعَۃِ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ ابْنِ سِیْنَا لِمَیْلِہٖ
اِلَی التَّشَیُّعِ وَالْفَلْسَفَۃِ وَ اَحْسَنُ اَحْوَالِہٖ اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الشِّیْعَۃِ اِنْ
لَّمْ یَکُنْ مِنَ الْاِسْمَاعِیْلِیَّۃِ اَعْنِی الْمُصَنَّفَ لَہٗ
وَ لِھٰذَا تَحَامَلَ فِیْہِ لِلشِّیْعَۃِ تَحَامُلًا بَیِّنًا
وَ اِذَا کَانَ فِیْ غَیْرِ ذَالِکَ مِنْ کُتُبِہٖ یُبْطِلُ
مَذْھَبَ الْاِمَامِیَّۃِ فَھٰذَا یَدُلُّ عَلَی الْمُدَاھَنَۃِ

لَهُمْ فِیْ هٰذَا الْکِتَابِ لَاجْلِ مَنْ صَنَّفَ لَهٗ۔

(منهاج السنة لابن تيمية جزء ثالث صفحه ۲۰۶،۲۰۷)

ترجمہ: شہرستانی اور اس جیسے دوسرے مصنفین الملل والنحل میں جو ذکر کرتے ہیں۔ اس میں سے عام باتیں وہ ایک دوسرے سے نقل کرتے ہیں۔ اور بہت سا حصہ ایسا بھی ہے۔ کہ جس میں منقول عنہم کے اقوال نہیں لکھے۔ اور نقل کرنے میں عام طور پر اسناد کو چھوڑ دیا۔ بلکہ وہ اپنے سے پہلے مصنفین کی کتابوں سے نقل کرتا ہے۔ جیسا کہ ابو عیسیٰ وراق جو کہ شیعہ مصنفین میں سے تھا۔ اور اپنی بہت سی تحریرات میں متہم تھا۔ اور ابو یحییٰ وغیرہ شیعہ مصنفین کے علاوہ زیدیہ کی کتابوں سے بھی نقل کرتا ہے۔ اور کچھ باتیں معتزلہ کی درج کیں۔ جنہوں نے حضرات صحابہ کرام میں سے بہت سے صحابہ پر طعن کئے ہیں۔ مختصر یہ کہ شہرستانی کا شیعیت کی طرف میلان تھا۔ اس کی وجہ یا تو یہ تھی۔ کہ وہ حقیقت میں شیعہ تھا۔ یا پھر ان کی خوشامد کرنے کی وجہ سے شیعہ بن گیا تھا۔ اس نے الملل والنحل ایک رئیس کے حکم پر لکھی تھی۔ جو شیعہ تھا۔ اور حکومت کا آدمی تھا۔ شہرستانی کا مقصد یہ تھا۔ کہ کسی بہانے اس رئیس کا دل موہ لے۔ کتاب المصارعہ بھی شہرستانی نے اسی کے کہنے پر لکھی۔ جو شہرستانی اور ابن سینا کے مابین کچھ باتوں پر مشتمل ہے۔ اس رئیس کا شیعیت کی طرف اور فلسفہ کی میلان تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شہرستانی نے شیعیت کی طرفداری میں بہت کچھ برداشت کیا ہے۔ اگرچہ دوسری کتابوں میں مذہب امامیہ کی تردید بھی کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہرستانی کی شیعیت

marfat.com

بطور خوشامد تھی۔

قارئین کرام! اہل سنت کی دو کتابوں کے حوالہ جات سے شہرستانی کے بارے میں یہ بات کھل کر سامنے آ گئی۔ اس آدمی کی وجہ سے کہ جس کے لیے اس بدعقیدہ ازلی بدبخت نے یہ کتاب تصنیف کی۔ کہ وہ غالی شیعہ ہے۔ اور الملل والنحل کی تصنیف بھی ایک شیعہ وزیر کے حکم سے ہوئی۔ اسے خوش کرنے یا اپنے عقائد کے مطابق شہرستانی نے اس کتاب میں شیعیت کا تذکرہ کیا۔ اور بے سند روایات ذکر کرنے کا عادی ہوتے ہوئے محض وزیر کو خوش کرنے پر اپنا دین بیچ ڈالنے والا اب اس قابل ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی بے سروپا باتوں کو حجت مانا جائے۔ روایات کی اسناد بھی ذکر کرتا۔ اور نقل کرنے میں بہت محتاط ہوتا۔ تو بھی شیعہ ہونے کی وجہ سے ہم اہل سنت پر اس کی وہ عبارات جن میں شیعیت ٹپک رہی ہو۔ قطعاً حجت نہیں بن سکتیں۔

رہی یہ بات کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کے لشکر سے پیچھے رہنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ تو اس کی وضاحت ہم نے تحفہ جعفریہ جلد سوم میں کر دی ہے۔ مختصر یہ کہ شہرستانی کے بارے میں اہل سنت اہل تشیع دونوں طرف کے علماء کا یہی فیصلہ ہے۔ کہ یہ نامعتبر و نامقبول ہے۔ ایسے کے حوالہ جات کس کام کے؟

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

کتاب

۲۱
بستم ویکم

عقد الفرید مصنفہ احمد بن محمد المعروف ابن عبدربہ

سھم مسموم:

"جناب عمر فاروقؓ کا دروازۂ زہرا پر آگ لے کر آنا اور ان کا گھر جلانے کی دھمکی دینا"

ثبوت ملاحظہ ہو۔ اہل سنت کی معتبر کتاب عقد الفرید جلد دوم ص ۲۰۵ ذکر خلافت ابی بکر

عقد الفرید:۔

اَمَّا عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ وَالزُّبَيْرُ فَقَعَدُوْا فِيْ بَيْتِ فَاطِمَةَ حَتّٰى بَعَثَ اِلَيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لِيُخْرِجَهُمْ مِنْ بَيْتِ فَاطِمَةَ وَقَالَ لَهٗ اِنْ اَبَوْا فَقَاتِلْهُمْ فَاَقْبَلَ بِقَبَسٍ مِنَ النَّارِ عَلٰى اَنْ يُضْرِمَ عَلَيْهِمُ الدَّارَ فَلَقِيَتْهُ فَاطِمَةُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اَجِئْتَ لِتُحْرِقَ دَارَنَا قَالَ نَعَمْ اَوْ تَدْخُلُوْا فِيْمَا دَخَلَتْ فِيْهِ الْاُمَّةُ۔

ترجمہ:۔ ملخص۔ جناب علیؓ اور عباسؓ و زبیرؓ ابی بکر کی بیعت سے انکار کر کے سیدہ زہرا کے گھر میں بیٹھ گئے۔ ابو بکر نے عمر کو بھیجا کہ

ان کو لاؤ۔ اگر انکار کریں۔ تو ان سے جنگ کرو۔ جناب عمر آگ کا شعلہ کر آئے تاکہ اس گھر کو جلا دیں۔ پس سیدہ زہرا آئیں۔ اور فرمایا۔ اے خطاب کے بیٹے کیا تو میرا گھر جلانے آیا ہے۔ عمر نے کہا ہاں جب تک تم بیعت نہ کرو۔ (سہم مسموم فی جواب نکاح ام کلثوم ص ۶۷ تا ۶۹)

عبارت بالا غلام حسین نجفی نے سہم مسموم میں ذکر کی۔ اور حوالہ دیتے ہوئے "اہل سنت کی معتبر کتاب عقد الفرید" لکھا۔ عقد الفرید کے مصنف کا نام احمد بن محمد بن عبد ربہ ہے پہلے اس کا مقام علمی پیش خدمت ہے۔ پھر اس کے مسلک پر گفتگو ہو گی۔

ترجمة المؤلف:

وَلَا يُعْرَفُ شَيْءٌ مِنْ تَارِيْخِ ابْنِ عَبْدِ رَبِّهِ فِيْمَا عَدَا اَنَّهُ كَانَ فِيْ شَبَابِهِ لَاهِيًا وَلُوْعًا بِالْغِنَاءِ .... لَمْ يَذْكُرْ لَنَا الْمُؤَرِّخُوْنَ شَيْئًا مِنْ سِيْرَةِ ابْنِ عَبْدِ رَبِّهِ تَدُلُّ عَلٰى خُلْقِهِ وَصِفَتِهِ اِلَّا مَا قَدَّمْنَا مِنْ حَدِيْثِ لَهْوِهِ وَصَبْوَتِهِ فِيْ شَبَابِهِ ...... اِنَّ ابْنَ عَبْدِ رَبِّهِ لَمْ يَنْظُرْ فِيْمَا جَمَعَ لِكِتَابِهِ مِنَ الْفُنُوْنِ نَظَرَ الْمُخْتَصِّ بِحَيْثُ يَخْتَارُ لِكُلِّ فَرْعٍ مِنْ فُرُوْعِ الْمَعْرِفَةِ بَعْدَ نَقْدٍ وَتَمْحِيْصٍ وَاخْتِبَارٍ فَلَا يَقَعُ مِنْهُ فِيْ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْفَنِّ اِلَّا مَا يَجْتَمِعُ عَلَيْهِ صَوَابُ الرَّأْيِ عِنْدَ اَهْلِهِ لَا وَلٰكِنَّهُ نَظَرَ اِلٰى جُمْلَةِ مَا جَمَعَ نَظَرَ الْاَدِيْبِ الَّذِيْ يَرُوْي النَّادِرَةَ لِحَلَاوَةِ مَوْقِعِهَا لَا لِصِحَّةِ الرَّأْيِ

فِيْمَا وَ يَخْتَارُ الْخَبَرَ لِتَمَامِ مَعْنَاهُ لَا لِصَوَابِ مَوْقِعِهِ عِنْدَ اَهْلِ الرَّأْيِ وَالنَّظَرِ وَالْاِخْتِصَاصِ اَنْظُرْ اِلَيْهِ فِيْمَا رَوٰى مِنْ حَدِيْثِ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم مَثَلًا تَجِدُ الصَّحِيْحَ وَالْمَرْدُوْدَ وَالضَّعِيْفَ وَالْمُتَوَاتِرَ وَالْمَوْضُوْعَ وَاَقْوَالَهُ مَا نَقَلَ مِنْ حَوَادِثِ التَّارِيْخِ وَاَخْبَارِ الْاُمَمِ وَالْمُلُوْكِ تَجِدُ مِنْهُ مَا تَعْرِفُ وَمَا تُنْكِرُ وَمَا تُصَدِّقُ وَمَا تُكَذِّبُ وَمَا يَتَنَاقَضُ اٰخِرُهُ وَاَوَّلُهُ وَلَمْ يَكُنْ ابنُ عبد ربه مِنَ الْغَفْلَةِ بِحَيْثُ يَجُوْزُ عَلَيْهِ مَا لَا يَجُوْزُ وَلٰكِنَّهُ جَامِعُ اَخْبَارٍ وَمُؤَلِّفُ نَوَادِرَ جَمَعَ مَا جَمَعَ وَ اَلَّفَ مَا اَلَّفَ۔

(تعریف بالکتاب ومولفہ بقلم محمد سعید العریان علی عقد الفرید (س)

ترجمہ:۔ ابن عبدربہ کی تاریخ معلوم نہ ہوسکی۔ صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ وہ جوانی میں لہو ولعب کا رسیا اور گانے بجانے کا شائق تھا.... .... مؤرخین نے ابن عبدربہ کے بارے میں ہمارے لیے کوئی تاریخی مواد نہیں ذکر کیا۔ جو اس کی اچھی عادات اور صفات پر دلالت کرتا ہو۔ ہاں اس قدر موجود ہے۔ کہ جوانی میں اس کے بارے میں لہو ولعب کی بہت سی باتیں مذکور ہیں۔ اور مزاح کے علاوہ لغویات کا رسیا تھا...... ابن عبدربہ نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا اس

marfat.com

اس پر ایک اچھی نظر اور مخصوص تحقیق کو روا نہیں رکھا۔ اسے جس طرح کی جو بات معلوم ہوئی۔ وہ اپنی کتاب میں لے آیا۔ اس نے اپنی کتاب میں جو روایات واقعات جمع کیے ہیں۔ وہ اصحاب رائے کی متفقہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک ادیب کی طرح واقعہ کو رنگین بنانے کے لیے عجیب وغریب باتیں ہیں اور اپنے مقصد کو مکمل کرنے کی خواہش میں سب کچھ درج کیا۔ یہ نہیں دیکھا۔ کہ اس روایات وواقعہ کے بارے میں اہل رائے اور صاحبان تحقیق کیا کہتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث اس نے لکھیں۔ ان کو لیجئے۔ ان میں صحیح، مردود، ضعیف، متواتر اور موضوع تک درج ہیں۔ اور تاریخی واقعات، امتوں کے حالات اور بادشاہوں کی باتوں میں ایسی بہت سے روایات مذکور ہیں جو معروف منکر، سچی اور جھوٹی سب خلط ملط ہیں۔ اور ایسی بھی کہ ان کے اول حصہ آخری کی تردید کرتا ہے۔ بہرحال ابن عبدربہ اس غفلت میں نہیں تھا کہ اس پر وہ تنقید جائز ہو۔ جو جائز نہیں۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے۔ کہ وہ اِدھر اُدھر کی خبریں جمع کرنے والا اور نادر روا قعات لکھنے والا ہے۔ جو ملا لکھ دیا۔ اور جو سمجھا اُسے درج کر دیا۔

نوٹ:

عبارات بالا میں ابن عبدربہ کو ایک مجہول شخص قرار دیا گیا۔ اور اگر اس کے سوانح حیات کچھ ملتے بھی ہیں۔ تو وہ بالکل اس پر اعتبار نہ کرنے والے ہیں۔ واقعات و روایات میں سخت غیر محتاط شخص ہے۔ حتی کہ احادیث کے بارے میں صدرجہ غفلت برتنے والا ہے۔ ایسے شخص کی کتاب کو نجفی "اہل سنت کی معتبر کتاب" کہہ رہا ہے۔ ذرا انصاف کیجئے۔ کس قدر بے وقوفی اور جہالت ہے۔

marfat.com

عبارات مذکورہ میں تو اس کی عادات واطوار اور علمی مقام پر ہم نے روشنی ڈالی اب اس کے مسلک ومشرب کی طرف آئیے۔ کہ یہ لہو ولعب کا رسیا اور ادھر اُدھر کی بے تکی ہانکنے والا "اہل سنت" تھا۔؟

صاحب عقد الفرید کا تشیع

الذریعہ:

اَلْعَقْدُ لابی عمر احمد بن محمد المعروف بابن عبد ربه القرطبی المتوفی سنة ثمان وعشرین وثلاثمائة آوّلُهٗ (الحمد لله الاول بلا ابتداء) كَانَ فِيْ خَزَانَةِ الْحَاج معتمد الدولة فرهاد میرزا حكی فی كشف الظنون) عَنْ اِبْنِ خَلْكَان اَنَّهٗ مِنَ الْمُمْتِعَةِ حَوٰى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَحَكٰى ابن كَثِيْر اَيْضًا اَنَّهٗ يَدُلُّ كَلَامُهٗ عَلٰى تَشَيُّعٍ مِنْهُ۔

(الذریعه الی تصانیف الشیعه جلد ۱۵ ص ۲۹۶)

ترجمہ:

ابو عمر احمد بن محمد المعروف ابن عبد ربہ متوفی ۳۲۸ھ کی تصنیف "عقد الفرید" ہے۔ جو "الحمد للہ الاول بلا ابتداء" کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے کتاب مذکور الحاج معتمد الدولہ فرہاد مرزا کے خزانہ (کتب خانہ) میں تھی۔ ابن خلکان سے کشف الظنون میں روایت ہے۔ کہ یہ کتاب معمولی سے معمولی نفع کی باتوں پر مشتمل ہے۔ اور ابن کثیر نے یہ بھی کہا۔

marfat.com

کہ یہ شخص اہل تشیع میں سے تھا۔

لمحہ فکریہ:

صاحب الذریعہ نے اس بات پر اعتماد کرتے ہوئے کہ عقد الفرید کا مصنف ابن عبدربہ شیعہ ہے۔ تب جاکر اس کا تذکرہ الذریعہ میں کیا ہے۔ اور پھر ابن کثیر کی تحقیق کا حوالہ بھی دیا۔ کہ یہ واقعی شیعہ ہے۔ ایک ایسا شخص جس کی سوانح ناپید ہوں۔ اور گانے بجانے اور گپیں ہانکنے کے علاوہ اس کی زندگی کی کوئی اچھی صفت صفحات تاریخ پر ناپید ہوں اور غلط سلط باتیں محض اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے ذکر کرنے سے نہ کتراتا ہو۔ تبھی اسے شیعوں سے نکال کر سنی اور گپیوں سے نکال کر "معتبر عالم" لکھ کر اپنے یار کی تعریف کر رہا ہے۔ ایسے مصنف کی تحریر کب حجت بننے کی صلاحیت رکھتی ہے؟

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

marfat.com

کتاب بست ودوم ۲۲

تاریخ الطبری مصنفہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری

تاریخ طبری تصنیف ابو جعفر محمد بن جریر طبری بھی ایسے مواد پر مشتمل ہے۔ جو اہل سنت کے معتقدات کے خلاف ہیں۔ انہیں باتوں کو کچھ نا سمجھ شیعہ پیش کر کے عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

تاریخ آئمہ:

آنحضرت کے انتقال کے بعد جن لوگوں نے حضرت ابو بکر کی بیعت سے انکار کیا۔ وہ جناب سیدہ کے گھر پر تھے۔ تو حضرت ابو بکر نے حضرت عمر رضہ کو بھیجا۔ کہ جو لوگ خانۂ سیدہ میں ہیں۔ ان کو وہاں نہ رہنے دیں۔ اور وہ نکلنے سے انکار کریں تو بروز شمشیر وہاں سے نکالیں۔ اس پر حضرت عمرؓ آگ لکڑی لے کر وہاں اس قصد سے پہنچے۔ کہ گھر میں آگ لگا دیں۔ یہ سن کر جناب سیدہ نے کہا۔ اے پسر خطاب کیا تو میرا گھر جلانے آیا ہے۔؟ حضرت نے کہا بے شک اسی ارادے سے آیا ہوں۔ ورنہ جو لوگ اس گھر میں ہیں۔ وہ سب چل کر ابو بکر کی بیعت کریں دوسری روایت میں ہے۔ کہ جب حضرت عمر رضہ نے گھر میں آگ لگنے کی قسم کھائی تو لوگوں نے کہا کہ اس گھر میں تو فاطمہ بھی ہیں۔ حضرت عمر رضہ نے کہا ہوا کریں۔ (تاریخ طبری جلد سوم ص ۱۹۸)

(تاریخ ائمہ مصنفہ سید علی حیدر نقوی ص ۱۵۱ تا ۱۵۲)

marfat.com

نوٹ:

یہ عبارات اور ایسی ہی دوسری عبارات سے اہل تشیع یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ کہ ہمارا مسلک صحیح ہے۔ کیونکہ خود سنیوں کی کتابوں میں ایسی کئی شہادتیں موجود ہیں۔ کہ ابوبکر اور عمر فاروق، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دشمن تھے۔ اور بنتِ رسول کی دشمنی دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ہے۔ لہٰذا دشمنانِ رسول و آلِ رسول منصب خلافت کے مستحق کیونکر ہو سکتے ہیں۔

جواب:

"تاریخ طبری" کے مصنف، محمد بن جریر طبری کا مختصر سوانحی خاکہ پہلے پیشِ خدمت ہے۔

ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب ۲۲۴ھ میں طبرستان کے شہر آمل میں پیدا ہوئے۔ آمل شہر کی نسبت سے آملی بھی کہلائے۔ اور طبرستان کی طرف نسبت سے طبری بھی کہلائے۔ دونوں میں سے مشہور "طبری" ہے۔ علم و فضل میں اپنے وقت کے بے مثل شخص تھے۔ اور مسلمان علماء میں ان کا بہت اونچا مقام تھا۔ اہل سنت اور اہل تشیع کی کتابوں میں انہیں "اہل سنت کا امام" لکھا گیا ہے لیکن ان کے بارے میں بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں۔ کہ ان میں تشیع پایا جاتا تھا۔ ان قائلین کے چند دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل اوّل

ابن جریر طبری میں تشیع تھا۔ دلائل ملاحظہ ہوں

ان کا تعلق ایک ایسے خاندان سے تھا۔ جو شیعیت میں غلو رکھتا تھا۔ ان کا

marfat.com

حقیقی بھانجا ابوبکر محمد بن عباس خوارزمی جو ایک بلند پایہ ادیب اور ہجو گو شاعر تھا۔ غالی رافضی تھا۔ اس کا باپ علاقہ خیوا کے مقام خوارزم کا رہنے والا تھا۔ اور ماں مؤرخ طبری کی بہن جریر کے گھرانے کی تھی۔

وَهُوَ ابْنُ اُخْتِ اَبِیْ جَعْفَر محمد بن جریر الطبری صاحب تاریخ (ابن خلکان ص ۴۰۰) اس نے اپنے ننھیال میں پرورش پائی۔ اور آخر میں بویہ ایسے نامی غالی شیعہ امراء کی سرپرستی میں رہا۔ وہ اپنے ماموں (ابن جریر طبری) کے رافضی مسلک ہونے کا اظہار درج ذیل اشعار میں فخریہ بیان کرتا ہے یہی اشعار شیخ عباس قمی نے اپنی کتاب الکنیٰ والالقاب

میں بھی درج کیے ہیں۔

الکنی والالقاب:

بِآمل مَوْلِدِیْ وَبَنُوْ جَرِیْر
فَاَخْوَالِیْ وَیَحْکِی الْمَرْءُ خَالَه
فَهَا اَنَا رَافِضِیٌّ عَنْ تُرَاثٍ
وَغَیْرِیْ رَافِضِیٌّ عَنْ کَلَالِهْ

(الکنی والالقاب جلد اول ص ۲۲ مطبوعہ تہران طبع جدید بحث ابو بکر)

ترجمہ: مقام آمل میری جائے پیدائش ہے۔ اور جریر کے بیٹے میرے ماموں ہیں۔ اور آدمی اپنے ماموؤں کے مشابہ ہوتا ہے۔ ہاں ہاں میں جدی پشتی شیعہ ہوں۔ اور میرے سوا شیعہ کہلانے والا جدی پشتی نہیں بلکہ دور کا شیعہ ہے۔

marfat.com

دلیل دوم

ابن جریر اپنی تصنیف تاریخ الامم والملوک (المعروف تاریخ طبری) میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یوں کہتا ہے۔

تاریخ طبری:۔

كَانَ جَعْفَرُ بْنُ ابى سفيان مِمَّنْ ثَبَتَ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ اَصْحَابِهٖ وَلَمْ يَزَلْ مَعَ اَبِيْهِ مُلَازِمًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى قُبِضَ وَ ذَرٌّ فِيْ جَعْفَرُ فِيْ وَسْطِ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ لَعَنَهُ اللّٰهُ۔

(تاریخ طبری جلد ۱۳ ص ۲۴ ذکر من مات او قتل سنہ ۸۰ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔

جعفر بن ابی سفیان ان صحابہ کرام میں سے ایک ہیں۔ جو غزوہ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ اور زندگی بھر اپنے والد ابوسفیان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر رہے۔ یہ جعفر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے درمیان میں فوت ہوئے

تاریخ طبری:۔

وَقَدْ رَوٰى نَوْفَل بن معاويه عن النبى صلى الله عليه و سلم ثُمَّ تُوُفِّىَ نَوْفَل بالمدينة فِيْ خِلَافَةِ يَزِيْد بن معاويه لعنهما الله

ترجمہ:

نوفل بن معاویہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت حدیث کی ہے اور یہ نوفل مدینہ منورہ میں یزید بن معاویہ (ان دونوں پر لعنت ہو) کی خلافت کے دوران فوت ہوا۔ (تاریخ طبری جلد ۱۳ ص ۲۸)

نوٹ:

ان دونوں حوالہ جات میں ابن جریر طبری نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجی۔ اور یہ فعل یا عقیدہ کسی سنی کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس فعل کی وجہ سے بھی اس کی شیعیت ثابت ہوتی ہے۔

دلیل سوم

البدایۃ والنہایہ:- ابن جریر طبری کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دیا۔

ابو جعفر بن جریر الطبری ...... وَقَدْ كَانَتْ وَفَاتُهُ وَقْتَ الْمَغْرِبِ عَشِيَّةَ يَوْمِ الْاَحَدِ لِيَوْمَيْنِ بَقِيَا مِنْ شَوَّالٍ مِنْ سَنَةِ عَشَرَ وَثَلٰثَمِائَةٍ وَقَدْ جَاوَزَ الثَّمَانِيْنَ بِخَمْسِ سِنِيْنَ اَوْ سِتِّ سِنِيْنَ وَفِيْ شَعْرِ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ سَوَادٌ كَثِيْرٌ وَدُفِنَ فِيْ دَارِهِ لِاَنَّ بَعْضَ عَوَامِ الْحَنَابِلَةِ وَرُعَاعِهِمْ مَنَعُوْا مِنْ دَفْنِهِ نَهَارًا وَنَسَبُوْهُ اِلَى الرَّفْضِ .... وَلَمَّا تُوُفِّيَ اِجْتَمَعَ النَّاسُ مِنْ سَائِرِ الْاَقْطَارِ بَغْدَادَ وَصَلَّوْا عَلَيْهِ بِدَارِهِ دُفِنَ بِهَا۔ ...

marfat.com

ترجمہ: ابوجعفر جریر طبری کی وفات بوقت مغرب ہفتہ کے دن ہوئی۔ جبکہ ۳۱۰ ہجری مکمل ہونے کو صرف دو دن باقی تھے۔ بوقت انتقال ابن جریر کی عمر پچاسی یا چھیاسی برس تھی۔ اور اس کے سر اور داڑھی کے بال اکثر سیاہ تھے۔ اپنے گھر میں ہی دفن کیے گئے۔ کیونکہ کچھ حنبلی حضرات نے دن کے وقت انہیں دفن کرنے سے روک دیا تھا۔ اور انہیں رافضیوں کی طرف منسوب کیا تھا..... جب فوت ہوئے۔ تو تمام اطراف کے لوگ بغداد جمع ہو گئے۔ اور اسی گھر میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ جس میں انہیں دفن کیا گیا تھا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ ص ۱۴۶۔ ۱۴۷ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

دلیل چہارم

تذکرۃ الحفاظ:

حدیث خم غدیر جو کہ اہل تشیع کے ہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولائت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اس حدیث کو ابن جریر نے کئی طریقوں سے صحیح ثابت کیا ہے۔ چونکہ اس کی صحت شیعیت کی تقویت ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے بھی ابن جریر کے تشیع ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں رقم طراز ہیں۔

تذکرۃ الحفاظ:

وَ لَمَّا بَلَغَهٗ اِنَّ ابْنَ اَبِيْ دَاؤدَ تَكَلَّمَ فِيْ حَدِيْثِ غَدِيْرِ خُمٍّ عَمَلَ كِتَابَ الْفَضَائِلِ وَ تَكَلَّمَ عَلٰى تَصْحِيْحِ الْحَدِيْثِ قُلْتُ رَاَيْتُ

مُجَلَّدًا مِنْ طُرُقِ الْحَدِيْثِ لابن جرير فانْدَهَشْتُ لَهٗ وَلِكَثْرَةِ تِلْكَ الطُّرُقِ۔

(تذکرۃ الحفاظ جلد دوم ص ۱۲۷ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: جب ابن جریر کو یہ علم ہوا۔ کہ ابن ابی داؤد نے غدیرخم کی حدیث پر اعتراض کیا ہے۔ تو اس نے اس کی تردید اور حدیث کی صحت کے موضوع پر کتاب الفضائل لکھی۔ میں (ذہبی) نے ابن جریر کی مذکور کتاب کی ایک جلد دیکھی ہے۔ میں اسے پڑھ کر حیران ہو گیا۔ اور اس کے کثرتِ طرق نے مجھے ششدر کر دیا۔

نوٹ:
ابن جریر کی ایک کتاب الخصائص نامی کا تذکرہ الذریعہ جلد ۷ ص ۱۶۳ پر بھی ہے جو حضرت علی المرتضےٰ رض کے فضائل پر لکھی گئی ہے۔

دلیل پنجم

لسان المیزان:

اَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ السُّلَيْمَانِيِّ الْحَافِظ فَقَالَ كَانَ يَضَعُ لِلرَّوَافِضِ۔

(لسان المیزان جلد پنجم ص ۱۰۰ مطبوعہ بیروت)

(میزان الاعتدال جلد سوم ص ۳۵)

ترجمہ: حافظ احمد بن علی سلیمانی کہتے ہیں۔ کہ ابن جریر رافضیوں کے لیے حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

marfat.com

دلیل ششم

البدایۃ والنہایہ:۔

اِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ بِجَوَازِ مَسْحِ الْقَدَمَيْنِ فِي الْوُضُوْءِ وَاِنَّهُ لَا يُوْجِبُ غَسْلَهُمَا وَقَدْ اشْتَهَرَ عَنْهُ هٰذَا۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۱۱ ص ۱۴۷ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: ابن جریر وضو کے دوران پاؤں کے مسح کا قول کیا کرتا تھا اور ان کا دھونا واجب نہیں سمجھتا تھا۔ اور یہ بات اس کی بہت مشہور تھی۔

تفسیر طبری:۔

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الرِّجْلَيْنِ غَسْلٌ اِنَّمَا نَزَلَ فِيْهِمَا الْمَسْحُ۔ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ اِمْسَحْ عَلٰى رَأْسِكَ وَقَدَمَيْكَ...... وَالصَّوَابُ مِنَ الْقَوْلِ عِنْدَنَا فِيْ ذٰلِكَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ بِعُمُوْمِ مَسْحِ الرِّجْلَيْنِ بِالْمَاءِ فِي الْوُضُوْءِ كَمَا اَمَرَ بِعُمُوْمِ مَسْحِ الْوَجْهِ بِالتُّرَابِ فِي التَّيَمُّمِ

(تفسیر طبری جلد ۶ ص ۸۲-۸۳ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عکرمہ سے روایت ہے۔ کہ پاؤں کا دوران وضو دھونے کا حکم نہیں بلکہ ان کا مسح کرنا نازل ہوا ہے۔ امام ابوجعفر کہتے ہیں۔ کہ اپنے سر اور دونوں قدموں پر مسح کیا کرو۔ ہمارے نزدیک

صحیح یہ ہے۔ کہ پاؤں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے عام مسح کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس طرح تیمم میں چہرہ کے عموم کا مسح کرنا فرمایا ہے۔

نوٹ:۔

شیعہ سنی فقہ کے مابین مختلف مسائل میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے۔ کہ اہل سنت وضو کے دوران پاؤں کے دھونے کے قائل ہیں۔ اور اہل تشیع ان پر مسح کے قائل۔ ابن جریر نے شیعہ مسلک کو صواب قرار دے کر اپنی شیعیت بیان کر دی۔

دلیل ہفتم

ابن جریر کی تاریخ الامم والملوک بہت مشہور تصنیف ہے۔ اس کتاب کا تقریبًا ایک چوتھائی حصہ ابو مخنف لوط بن یحییٰ سے مروی ہے۔ گزشتہ اوراق میں کتاب یازدہم کے عنوان کے تحت ہم مقتل ابی مخنف کی روشنی میں اس کا امامی شیعی ہونا ثابت کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں ابن جریر نے وہ روایات جو اہل سنت کے عقائد کے مخالف ہیں۔ انہیں واقدی سے بھی روایت کیا ہے۔ واقدی یعنی محمد بن عمر کو اگرچہ اہل سنت کی کتب اسمائے رجال میں سنی بھی لکھا گیا ہے۔ اور تنقید بھی کی گئی ہے۔ یہ بہت بڑا کذاب ہے۔ لیکن کتب شیعہ میں اسے تقیہ باز شیعہ کہا گیا ہے۔ اہل سنت تو بس ظاہر پر چلتے ہیں۔ لیکن گھر کے بھیدی بخوبی جانتے ہیں۔ کہ یہ ہمارا آدمی ہے۔ اور گدھا شیر کی کھال پہن کر شیر بنا ہوا تھا۔ واقدی کو شیعہ تسلیم کرنے کا کتب شیعہ سے حوالہ ملاحظہ ہو۔

الذریعہ:

قَالَ ابْنُ النَّدِیْمِ اَنَّهٗ کَانَ یَتَشَیَّعُ حَسَنَ الْمَذْهَبِ یَلْزِمُ التَّقِیَّةَ۔

(الذریعہ جلد ۱۶ ص ۱۲۰)

marfat.com

ترجمہ: ابن ندیم نے کہا۔ کہ واقدی مذہب شیعہ رکھتا تھا۔ اور وہ اس میں اچھے مذہب پر تھا۔ اور اپنے لیے تقیہ لازم کیے ہوئے تھا۔

الکنی والالقاب:

وَقَالَ ابْنُ النَّدِيْمِ اِنَّ الْوَاقِدِی كَانَ يَتَشَيَّعُ حُسْنَ الْمَذْهَبِ يَلْزِمُ التَّقِيَّةَ وَهُوَ الَّذِیْ رُوِیَ اَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ مِنْ مُعْجِزَاتِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم كَالْعَصَا لِمُوْسٰی علیہ السلام وَ اِحْيَاءِ الْمَوْتٰی لِعِيْسٰی بْنِ مَرْيَمَ علیہ السلام وَ غَيْرِ ذَالِكَ مِنَ الْاَخْبَارِ۔ (الکنی و الالقاب جلد سوم ص ۲۸۰ تذکرۃ الواقدی)

ترجمہ: ابن ندیم نے کہا۔ کہ واقدی مذہب شیعہ میں بہت اچھا تھا۔ اور تقیہ کا خوگر تھا۔ یہ وہی ہے۔ کہ جس نے روایت کی۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے تھے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے عصا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے مردے زندے کرنا۔ وغیرہ ذالک۔

تاریخ طبری:

قال محمد وحدثنی عبد اللہ بن موسیٰ المخزومی قَالَ لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ اَرَادُوْا حَزَّ رَاْسِهٖ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِ نَائِلَةُ وَاُمُّ الْبَنِيْنَ فَمَنَعَتْهُمْ وَصَحْنَ وَضَرَبْنَ الْوُجُوْهَ وَخَرَقْنَ ثِيَابَهُنَّ۔

(تاریخ طبری ۳۵ھ جلد ۵ ص ۱۴۴)

marfat.com

ترجمہ: کہا محمد (واقدی) نے مجھے عبداللہ بن موسےٰ مخزومی نے روایت بیان کی۔ کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ اور قاتلوں نے آپ کا سر انور جدا کرنے کی کوشش کی۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیویاں نائلہ اور ام البنین آپ پر گر پڑیں۔ اور ان کو اس سے روک دیا۔ اور خوب چیخیں چلائیں۔ اور اپنے چہرے پیٹے۔ اور کپڑے بھی پھاڑے۔

تاریخ طبری:۔

قَالَ اَبُوْ مخنف فَحَدَّثَنِیْ ابو زهير العبسی عن قرة بن قيس التميمی قَالَ نَظَرْتُ اِلٰی تِلْكَ النِّسْوَةِ لَمَّا مَرَرْنَ بِحُسَيْنٍ وَ اَهْلِهٖ وَ وَلَدِهٖ صِحْنَ وَلَطَمْنَ وُجُوْهَهُنَّ قَالَ فَاعْتَرَضْتُهُنَّ عَلٰی فَرَسٍ فَمَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا مِنْ نِسْوَةٍ قَطُّ كَانَ اَحْسَنَ مِنْ مَنْظَرٍ رَأَيْتُهٗ مِنْهُنَّ ذَالِكَ۔ (تاریخ طبری جلد ششم ص ۲۶۳ سنہ ۶۱ھ)

ترجمہ: ابو مخنف نے کہا۔ مجھے ابو زہیر عبسی نے قرہ بن قیس تمیمی سے روایت بیان کی۔ کہ میں نے ان عورتوں کو دیکھا۔ جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی نعش کے قریب سے گزریں۔ ان کے اہل اور ان کی اولاد کے پاس سے گزریں۔ تو چیخیں اور اپنے چہروں کو پیٹا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میں جب گھوڑے پر سوار ان کے پاس آیا۔ تو ان عورتوں کا ایسا منظر دیکھا جیسا کہ زندگی بھر میں نے نہ دیکھا۔

نوٹ:۔

مذکورہ دونوں روایات ثبوت ماتم اور کپڑے پھاڑنے پر دلالت کرتی ہیں۔

marfat.com

ان دونوں میں اول الذکر کا راوی "واقدی" اور موخر الذکر کا راوی "ابومخنف" ہے۔ یہ دونوں مسلک و مذہب کے اعتبار سے امامی شیعہ ہیں۔ ان کا گزشتہ اوراق میں تفصیلی ذکر ہو چکا ہے۔ ایک سنی العقیدہ شخص کو بھلا کیا ضرورت تھی۔ کہ ایک مسلک کے لیے روایات شیعہ ذکر کرتا پھرے۔ جو اہل سنت کے نزدیک سرے سے ہی غلط ہیں اس سے معلوم ہوا۔ کہ محمد بن جریر کا تشیع کی طرف میلان تھا۔ یہ تھیں وہ سات عدد دلیلیں جو ابن جریر کے تشیع اپنانے کے ثبوت میں تھیں ان دلائل میں سے دلیل چھ پر اگرچہ امام ذہبی نے جرح کی۔ اور لکھا کہ جو لوگ ابن جریر پر رافضیوں کی خاطر احادیث وضع کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔ وہ یہ ابن جریر نہیں بلکہ ایک ایسے نام کا رافضی یعنی محمد بن جریر بن رستم تھا۔ پھر علامہ ذہبی یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ رافضیوں کی خاطر ابن جریر صاحب طبری کا حدیثیں وضع کرنا ظن ہی کاذب ہے۔ لہٰذا اس سے اُن کی شخصیت مطعون نہیں ہوتی۔

امام ذہبی نے ابن جریر کی صفائی میں جو کچھ فرمایا۔ وہ اس قدر مضبوط نہیں۔ کہ اس سے بقیہ چھ دلائل بھی ختم ہو جائیں۔ حدیث خم غدیر کے بارے میں ابن جریر کا دو ضخیم جلدیں لکھ دینا۔ اور اس کی صحت ثابت کرنا کیا یہ اس امر کی دلیل نہیں۔ ابن جریر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو منصوص من اللہ بواسطہ نبی کریم سمجھتا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ اس نے رافضیوں کو خوش کرنے کی خاطر اس حدیث کو اِدھر اُدھر من گھڑت طریقوں سے منسوب کر کے "صحیح" ثابت کرنے کی کوشش کی ہو۔ اسی طرح اگر یہ کٹر سنی تھا۔ تو ابومخنف اور واقدی وغیرہ سے ثبوتِ ماتم پر روایات جمع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ خود اس کا حقیقی بھانجا محمد بن عباس خوارزمی قسمیہ بیان کرتا ہے۔ کہ میں اور میرا ماموں ابن جریر جدی پشتی شیعہ ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو "لعنۃ اللہ علیہ" کے الفاظ سے ذکر کرنا کس سنی کا عقیدہ ہے۔ اور بوقت مرگ حنبلی العقیدہ مسلمانوں کا انہیں قبرستان میں دفن کرنے سے روکنا آخر اس کی

marfat.com

کیا وجہ تھی۔ اور پاؤں پر مسح کو دھونے کی بہ نسبت صحیح کہنا یہ وہ الزام ہیں۔ کہ جن سے براءت ناممکن ہے۔

مختصر یہ کہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ ابن جریر سنی تھا۔ تو پھر اس کی وہ روایات جو اہل تشیع کے حق میں جاتی ہیں۔ وہ صرف اس ایک آدمی کی ہیں۔ اس کے خلاف دیگر تمام علمائے اہل سنت نے اُن کو تسلیم نہ کیا۔ بلکہ ان کے خلاف بکثرت روایات ذکر فرمائیں۔ اس لیے ایسی روایات ہم اہل سنت پر قطعاً حجت نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً ابو مخنف اور واقدی سے مروی ثبوت ماتم کی روایات اگرچہ بالفرض ابن جریر نے سنی ہوتے ہوئے ذکر کیں۔ اور دیگر سنی تصانیف میں اور عقائد میں ماتم حرام ہے۔ تو ہم ابن جریر کی اس کاوش کو کس طرح تسلیم کر لیں۔ کہ ایک یہ سچا ہے۔ اور دوسرے تمام سنی حضرات جھوٹے ہیں؟ ایسی روایات سے شیعہ تو خوش ہو سکتے ہیں لیکن اہل سنت پر حجت ہرگز نہیں ہو سکتیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

توضیح:

قارئین کرام! یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ "طبری" نسبت والے تین آدمی مشہور ہوئے ہیں۔ اول محمد بن جریر بن رستم طبری آملی۔ اس شخص کے شیعہ ہونے میں کسی کو انکار نہیں۔ الذریعہ، الکنی والالقاب، اعیان الشیعہ وغیرہ کتب میں اس کے تشیع کی تصریح موجود ہے۔ دوم محمد بن جریر بن زید طبری۔ یہ وہ ہیں۔ کہ جن کے بارے میں گزشتہ صفحات میں آپ نے پڑھا۔ تاریخ طبری کے مصنف اور تفسیر طبری کے مؤلف یہی ہیں۔ ان کا بظاہر شمار اگرچہ اہل سنت کے علماء میں ہوتا ہے۔ لیکن ان پر تشیع کا الزام دلائل کے ساتھ ہے۔ کیونکہ ایسے اختلافی مسائل جن میں اہل سنت اور اہل تشیع کا اختلاف ہے۔ اُن میں اُن کی کتابوں میں

marfat.com

اہل تشیع کی طرف جھکاؤ ہے۔ اسی بنا پر ان کی تحریرات ہم اہل سنت پر حجت نہیں ہو سکتیں۔ تیسرا شخص احمد بن عبد اللہ محب الدین طبری ہے۔ جس کی مشہور تصنیف ریاض النضرۃ ہے ان کے حالات فی الحال نہ ہمیں لکھنے کی ضرورت ہے۔ اور نہ ہی ہم نے کتب اسمائے رجال میں انہیں تلاش کیا۔

آخر میں ابن جریر طبری کے بارے میں ایک ثبوت پیش خدمت ہے۔ جس میں خود شیعہ بھی اس میں تشیع کے قائل نظر آتے ہیں۔

تنقیح المقال:

وَرَامَ فِیْ رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ اِثْبَاتَ کَوْنِ الرَّجُلِ اِمَامِیًّا لَاعَامِیًّا وَاسْتَدَلَّ بِوُجُوْہٍ قَاصِرَۃٍ عَنْ ذَالِکَ مِثْلَ کَوْنِہٖ بَلْدَۃٍ کَانُوْا قَدِیْمِیْ التَّشَیُّعِ خُصُوْصًا فِیْ زَمَنِ السَّلَاطِیْنِ آلِ بُوَیْہٖ وَعَدَمِ قُبُوْلِہٖ اَحَدًا مِنَ الْمَذَاہِبِ الْاَرْبَعَۃِ الَّتِیْ اَنْحَصَرَ فِیْہَا اَھْلُ السُّنَّۃِ........بِاَنَّہٗ ذَکَرَ طُرُقَ خَبَرِ الْغَدِیْرِ وَلَا یَفْعَلُہٗ اِلَّا شِیْعِیٌّ۔ (تنقیح المقال جلد دوم ص ۹۰ مطبوعہ تہران طبع جدید باب میم)

ترجمہ: روضات الجنات کے مصنف نے ابن جریر کے امامی شیعی ثابت کرنے کی ٹھانی۔ اور پھر اس پر چند دلائل پیش کیے۔ وہ اس قدر مضبوط نہیں کہ ان سے اس کا شیعہ ہونا یقینی ثابت ہو جائے۔ مثلاً ایک دلیل یہ کہ ابن جریر اس شہر کا باشندہ تھا۔ جو قدیمی (ابدی تشیع) شیعہ تھے۔ بالخصوص ان بادشاہوں کے دور میں جو آل بویہ کے تھے۔

marfat.com

دوسری دلیل یہ کہ ان مشہور چار مذاہب میں سے ایک کو بھی ابن جریر نے قبول نہ کیا۔ جن میں سنیت کا انحصار ہے۔ اور یہ بھی دلیل کہ اس نے غدیر کی حدیث کو مختلف طریقوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی۔ جو ایک شیعہ ہی کر سکتا ہے۔

نوٹ:

تنقیح المقال کی عبارت سے ہمارا مقصد یہ دکھانا ہے۔ کہ اہل تشیع کے نزدیک بھی ابن جریر کی شخصیت مشکوک ہے۔ کچھ باد لائل اسے اپنا کہتے ہیں۔ اور بعض دوسرے اس کی تردید کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ابن جریر وہ شخص ہے۔ جو شیعہ سنی دونوں کے مابین متنازع اور مشکوک شخصیت ہے۔ لہٰذا جو اس کی روایات مسلک شیعہ کے مطابق وموافق ہیں۔ وہ ہمیں اسی طرح قبول نہیں۔ جس طرح اس کی وہ روایات جو مسلک اہل سنت کی مؤید ہیں انہیں شیعہ تسلیم نہیں کرتے۔

وباللہ التوفیق

marfat.com

کتاب بست وسوم ۲۳

تذکرۂ غوثیہ مصنفہ سید گل حسن قادری

"تذکرہ غوثیہ" کی عبارات میں سے بعض کو دیو بندی اور بعض کو شیعہ ہم اہل سنت کے معتقدات کے خلاف پیش کرتے ہیں۔ اور دونوں اپنے اپنے نظریہ کے مطابق اہل سنت کے عقائد کو طعن کا نشانہ بناتے ہیں۔ کتاب مذکور میں بکثرت خیالی واقعات اور من گھڑت قصہ جات موجود ہیں۔ اور اس کے مصنف نے اس میں متضاد عبارات بھی لکھ ڈالی ہیں۔ کہیں تو اولیاء کرام وانبیاء کرام کو خدا کی خدائی کا مالکِ کلی حقیقی بنا دیا ہے۔ اور کہیں حضرات انبیاء کرام کی انتہا درجہ کی توہین ہے۔ جو خالص کفر ہے۔ بعض واقعات میں شیعیت بھری ہوئی ہے۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو "وصی رسول" ثابت کیا ہے۔ حالانکہ یہ مسئلہ اہل سنت کا ہرگز نہیں۔ چند عبارات "تذکرہ غوثیہ" کی اور پھر اس کتاب کے بارے میں آخر میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔

۱ ــــــ حضرت علی المرتضیٰ رضہ کے حق میں گستاخی

تذکرہ غوثیہ:

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جبکہ آپ کی

marfat.com

عمر بارہ برس تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ آپ کے دل میں کس کی محبت ہے؟ فرمایا تمہاری، پھر پوچھا۔ بھائی حسین کی؟ فرمایا ان کی بھی۔ پوچھا اماں جان کی؟ فرمایا ان کی بھی۔ پھر پوچھا نانا جان کی؟ فرمایا ان کی بھی۔ پھر پوچھا اللہ میاں کی؟ فرمایا ہاں ان کی بھی۔ اب امام حسن رضی اللہ عنہ بولے ابا جان آپ کا دل ہے یا مسافر خانہ؟ (تذکرہ غوثیہ ص ۲۳۸ مطبوعہ گنج شکر اکیڈمی لاہور)

قارئین کرام! اس عبارت میں بقول امام حسن رضی اللہ عنہ سیدنا علی المرتضٰے کا دل مسافر خانہ ہے۔ جس میں کسی کی محبت آتی اور کسی کی جاتی ہے کیونکہ مسافر خانہ میں ایسے ہی ہوتا ہے۔ کوئی آتا اور کوئی جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی محبت اگر کسی کے دل سے نکل جائے تو وہ مسلمان کب رہے گا؟ پھر امام حسن کا اپنے والد گرامی سے طرزِ تخاطب بھی ایسے انداز میں پیش کیا گیا۔ جس سے یہ اپنے والد کے گستاخ نظر آتے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ واقعہ خود ساختہ ہے۔ اور امام حسن کی طرف منسوب کر دیا گیا۔

۲ ——— یحییٰ علیہ السلام کے حق میں گستاخی

تذکرہ غوثیہ:

جب دونوں پیغمبر اس طرح بیدردی سے قتل کیے گئے۔ تو غضب الٰہی نازل ہوا۔ دن تاریک ہو گیا۔ ایک بادشاہ فوج خونخوار لے کر چڑھا اور شہر کے باشندوں کو گرفتار کر لیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خون بند نہ ہوتا تھا۔ جب قبر میں رکھتے تھے۔ تو قبر خون سے لبریز ہو جاتی تھی۔ بادشاہ لشکر کش نے قسم کھائی کہ جب تک خون بند نہ ہو گا میں قتل سے باز نہ رہوں گا۔ ہزارہا آدمی تہہ تیغ کر دیئے۔ لیکن خون بند نہ ہوا۔ اس وقت ایک

marfat.com

شخص حضرت یحییٰ علیہ السلام کی لاش کے قریب آیا۔ اور کہا تم پیغمبر ہو یا ظالم؟ ایک خون کے بدلے میں ہزارہا آدمی قتل ہو چکے اب کیا سارے جہان کو قتل کرائے گا؟ اتنا کہتا تھا۔ کہ ان کا خون بند ہو گیا۔ (تذکرہ غوثیہ ص ۲۵۲ مطبوعہ گنج شکر اکیڈمی لاہور)

قارئین کرام! یہ واقعہ کسی معتبر کتاب میں نہیں پایا گیا۔ حضرت یحییٰ کے بارے میں اگر اس واقعہ کو بالفرض مان بھی لیا جائے۔ تو کیا وہ اپنا خون خود بہا رہے تھے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہہ رہا تھا۔ پھر ایک پیغمبر کو ظالم کے لفظ سے مخاطب کرنا کسی کافر و مرتد کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

۳ ——— دانیال علیہ السلام کے حق میں گستاخی

تذکرہ غوثیہ:

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت دانیال علیہ السلام بسبب عدم اتباع امت کے خفا ہو کر پہاڑ پر جا بیٹھے ملک میں قحط سالی ہوئی۔ لوگوں نے انہیں تلاش کیا۔ مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ پیغمبر خدا کو دو روٹی صبح و شام فرشتے پہنچا جاتے۔ اور مخلوق ہلاک ہوتی جاتی تھی۔ نہایت عجز و انکساری سے دعا مانگی کچھ اثر نہ ہوا۔ کیونکہ بارش کا ہونا پیغمبر خدا کی دعا پر منحصر تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کی روٹی موقوف کر دی۔ دو چار روز تو صبر و ثبات سے بیٹھے رہے۔ آخر پہاڑ سے اتر کر کسی بستی میں گئے۔ اور ایک عورت سے روٹی مانگی۔ اس نے جواب دیا۔ ہمارے گھر میں جتنے آدمی ہیں۔ ہر ایک کے حصہ کی ایک ہلکی چپاتی رکھی ہے۔ اگر تمہیں دی جائے تو ہم مر جائیں گے۔ معاف فرمایئے! انہوں نے بہت اصرار کیا۔ ناچار اس عورت نے ہر

marfat.com

ایک کی روٹی میں سے ایک ایک ٹکڑا توڑ کر حضرت کو دیا۔ اس کا چھوٹا لڑکا جو آیا تو دیکھا کہ میری روٹی توڑ کر اس فقیر کو دے دی۔ وہ رونے لگا اور پیٹ پیٹ کر مر گیا۔ اس کی ماں رونے لگی حضرت پیغمبر صاحب بھی گھبرائے اور لوگوں سے کہا اچھا میں دعا کرتا ہوں۔ آپ نے دعا کی وہ لڑکا زندہ ہو گیا۔ لوگ جان گئے کہ یہ پیغمبر وقت ہیں۔ جو روپوش ہو گئے تھے۔ فوراً پکڑ لیا۔ اور کہا بارش کے واسطے دعا کرو۔ انہوں نے انکار کیا۔ لوگوں نے ایک کوٹھڑی میں بند کر کے بھس کی دھونی کر دی۔ جب دھوئے کے مارے بہت دم گھبرایا تو فرمایا اچھا مجھے چھوڑ دو۔ اب میں دعا کروں گا۔ لوگوں نے نہ مانا۔ اور کہا پہلے دعا کرو۔ پھر رہائی ہو گی۔ آخر تنگ آ کر دعا کی بارش ہونے لگی۔ (تذکرہ غوثیہ ص ۳۰۵ تا ۳۰۶)

اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر کی کس قدر توہین کی گئی۔ اور انہیں بے صبر ثابت کیا گیا۔ اور لوگوں کو علم ہو جانے کے بعد پھر انہوں نے حضرت دانیال علیہ السلام کو کوٹھڑی میں بند کر کے آگ کا دھواں دیا۔ یوں پیغمبر کو تنگ کر کے ان سے بارش کے لیے دعا کرائی جا رہی ہے۔ استغفراللہ۔

۴: ——— موسیٰ علیہ السلام کے حق میں گستاخی۔

تذکرہ غوثیہ:

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیٹ میں درد ہو گیا۔ جناب باری میں التجا کی۔ حکم ہوا کہ سونف کھاؤ۔ سونف کھائی۔ درد جاتا رہا ہے۔ ایک بار پھر درد ہوا۔ تو پھر التجا کی اس وقت حکم ہوا۔ کہ اب جالینوس حکیم کے پاس جاؤ۔ حسب الحکم اس کے پاس گئے۔

marfat.com

بتلایا کرنیم بریاں کی ہوئی سونف کھاؤ۔ چنانچہ اس کے کھانے سے صحت ہوگئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی۔ الہٰی اس کے پاس جو بھیجا تو نے ہی یہ نسخہ کیوں نہ بتلایا حکم ہوا کہ طب کا پیغمبر وہی ہے۔ (تذکرہ غوثیہ ص ۳۶۵)

قارئین کرام! عظیم المرتبت پیغمبر کو ایک بددین کے پاس اللہ بھیج رہا ہے۔ اور پھر اللہ نے فرمایا کہ جالینوس طب کا پیغمبر ہے۔ کیا یہ کلمات، ملحدانہ کلمات نہیں؟ خدا بہتر جانتا ہے۔ کہ ایسے من گھڑت اور ارتداد والحاد سے لبریز واقعات لکھنے سے کیا غرض تھی؟

۵: ________ شرکیہ واقعہ

تذکرہ غوثیہ:

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام پیغمبر خدا کے پاس وحی لائے۔ حضرت نے دریافت فرمایا۔ اے جبرئیل تم جانتے ہو۔ وحی کہاں سے آتی ہے؟ عرض کی حضرت میری رسائی سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہیں۔ اس مقام معلوم سے ایک ندا غیب وارد ہوتی ہے۔ اس کا آپ تک پہنچا دینا میرا کام ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا۔ اب کی بار ندا ہو تو اس وقت پرواز شروع کردو۔ دیکھو کہ ندا کہاں سے آتی ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ اور ایک طویل مسافت طے کرنے کے بعد دیکھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ ندا وحی کر رہے ہیں۔ (تذکرہ غوثیہ ص ۲۸۸)

marfat.com

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت کا اس کتاب کے بارے میں فتویٰ

فتاوٰی رضویہ:

کتاب تذکرہ غوثیہ جس میں غوث علی پانی پتی کا تذکرہ ہے۔ ضلالتوں، گمراہیوں بلکہ صریح کفر پر مشتمل ہے۔ مثلاً غوث علی شاہ جگن ناتھ کی چوکی پر اشنان کرتے ملے۔ کسی نے پہچانا تو بولے اس شخص کے دو باپ تھے۔ ایک مسلمان ان کی طرف سے حج کر آیا ہے۔ دوسرا باپ ایک پنڈت تھا۔ اس کی طرف سے جگن ناتھ تیرتھ کرنے آیا ہے۔ ایسی ناپاک بے دینی کی کتاب دیکھنا حرام جس مسلمان کے پاس ہو جلا کر خاک کر دے۔ واللہ الھادی الی صراط مستقیم

(فتاوٰی رضویہ جلد ۶ ص ۱۹۵ مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی)

فتاوٰی رضویہ:

(پانچ نمبر کے واقعہ کے بارے میں کسی نے اعلیٰحضرت سے دریافت کیا۔ تو فرمایا) یہ روایت جھوٹ اور کذاب وافتراء ہے۔ اس کا بیان کرنے والا ابلیس کا مسخرہ، اگر اس کے ظاہر مضمون کا معتقد ہے تو صریح کافر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۶ ص ۴۴)

قارئین کرام! ایسی کتاب جس کے بارے میں اہل سنت کے عظیم مجدد کا فتوٰے آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ جس میں صریح کفر موجود ہیں۔ اس کے جلا ڈالنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ کیا ایسی کتاب کو اہل سنت کی معتبر کتاب کہنا درست ہوگا؟

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

کتاب بست وچہارم ۲۴

تاریخ ابوالفداء مصنفہ ملک عماد الدین

ملک مؤید ابوالفداء اسماعیل کی یہ تصنیف ہے۔ اس میں بھی کئی ایک جگہ پر حضرات صحابہ کرام کے خلاف گندی روایات اور نازیبا زبان استعمال کی گئی ہے۔ یہ شخص کٹر شیعہ ہے۔ لیکن غلام حسین نجفی وغیرہ اسے سنی بنا کر اس کی عبارات سے استدلال کرتے ہیں۔ نجفی کی تحریر ملاحظہ ہو۔

"جناب عمر کا دروازہ زہرا پر آگ لے کر آنا اور ان کا گھر جلانے کی دھمکی دینا"

تاریخ ابوالفداء:

ثُمَّ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ بَعَثَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ اِلٰی عَلِیٍّ وَمَنْ مَعَهٗ لِیُخْرِجَهُمْ مِنْ بَیْتِ فَاطِمَةَ وَقَالَ اِنْ اَبَوْا عَلَیْكَ فَقَاتِلْهُمْ فَاَقْبَلَ عُمَرُ بِشَیْءٍ مِنْ نَارٍ عَلٰی اَنْ یُضْرِمَ الدَّارَ فَلَقِیَتْهُ فَاطِمَةُ وَقَالَتْ اِلٰی اَیْنَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اَجِئْتَ لِتُحْرِقَ دَارَنَا قَالَ نَعَمْ اَوْ تَدْخُلُوْا فِیْمَا دَخَلَ

marfat.com

فِيْهِ الْاَئِمَّةُ۔

(اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ ابوالفداء جلد اول ص ۱۵۶ ذکر بیعتِ ابی بکر)

ترجمہ: پھر ابوبکر نے عمر ابن الخطاب کو علی رضؓ اوران کے ساتھیوں کی طرف بھیجا۔ تاکہ ان کو فاطمہ کے گھر سے نکالے۔ اور کہا کہ اگر وہ تیری بات نہ مانیں تو ان سے لڑائی کر۔ لہٰذا عمر آگ لے کر چلا۔ تاکہ فاطمہ کے گھر کو جلا دے لہٰذا جب فاطمہؓ کی عمرؓ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا۔ اے عمرؓ تو کہاں جا رہا ہے۔ کیا تو اس لیے جا رہا ہے۔ کہ میرا گھر جلائے۔ عمرؓ نے کہا ہاں اس لیے جا رہا ہوں۔ یا تو تم ابوبکرؓ کی بیعت کرلو۔ ورنہ میں تمہارا گھر جلا دوں گا۔

(سہم مسموم ص ۶۹ مصنفہ غلام حسین نجفی مطبوعہ ماڈل ٹاؤن لاہور)

تاریخ ابوالفداء کی شیعہ نواز عبارتیں

جواب:

تاریخ ابوالفداء کے بارے میں اس سے چند عبارات ہم درج کر رہے ہیں۔ تاکہ ان عبارات کے آئینہ میں اس کے مصنف کی اصلی شکل نظر آسکے۔ پھر دوسرے طریقے یعنی کتب شیعہ سے کا سوانحی و مذہبی خاکہ پیش کیا جائے گا۔ لیجیے چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

عبارت اول:۔

قَالَ اَبُوْ الْفِدَاءِ تُوُفِّيَ الْحَسَنُ مِنْ سَمٍّ سَقَتْهُ اِمْرَأَتُهُ جُعْدَةُ اِلٰى اَنْ قَالَ وَكَانَ قَدْ اَوْصٰى

marfat.com

اَنْ یُدْفَنَ عِنْدَ جَدِّہٖ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و سلم فَلَمَّا تُوُفِّیَ اَرَادُوْا ذَالِكَ وَكَانَ عَلَی الْمَدِیْنَۃِ مَرْوَانُ ابْنُ الحکم مِنْ قِبَلِ مُعَاوِیَۃَ فَمَنَعَ مِنْ ذَالِكَ وَ کَادَ یَقَعُ بَیْنَ بَنِیْ اُمَیَّۃَ وَ بَنِیْ ھَاشِمٍ بِسَبَبِ ذَالِكَ فِتْنَۃٌ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ اَلْبَیْتُ بَیْتِیْ وَلَا اٰذَنُ اَنْ یُدْفَنَ فِیْہِ فَدُفِنَ بِالْبَقِیْعِ۔

(تاریخ ابو الفداء بحوالہ تاریخ احمدی ص ۲۱۲ مطبوعہ نیو گارڈن لاہور)

ترجمہ: ابوالفداء کہتا ہے۔ کہ امام حسن کا انتقال اس زہر کی وجہ سے ہوا۔ جو ان کی بیوی جعدہ نے دیا تھا۔ اور یہ بھی کہا۔ امام حسن نے یہ وصیت کی تھی۔ کہ ان کی میت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کی جائے۔ جب ان کا انتقال ہوا۔ اور لوگوں نے وصیت پوری کرنے کا ارادہ کیا۔ ان دنوں مدینہ کا گورنر مروان بن حکم تھا۔ جو امیر معاویہ رض کی طرف سے مقرر تھا۔ اس نے اس وصیت پر عمل کرنے سے روک دیا۔ اسی وجہ سے بنی ہاشم اور بنی امیہ کے درمیان فتنہ اٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ گھر میرا گھر ہے۔ لہٰذا میں امام حسن رض کو یہاں دفن ہونے کی اجازت نہیں دیتی۔ پھر بقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔

عبارت دوم:

قَالَ اَبُو الْفِدَاءِ لَمَّا بَلَغَ مُعَاوِیَۃَ مَوْتُ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ خَرَّ سَاجِدًا لِلّٰہِ۔

(تاریخ ابو الفداء بحوالہ تاریخ احمدی ص ۱۴۸)

marfat.com

ترجمہ: ابوالفداء کہتا ہے۔ جب امیر معاویہ رض کو امام حسن رض کے انتقال کی خبر پہنچی۔ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔

عبارت سوم:

قال ابوالفداء ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ ثَلَاثِيْنَ فِيْهَا تَكَلَّمَ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْكُوْفَةِ فِيْ حَقِّ عُثْمَانَ بِاَنَّهُ وَلّٰى جَمَاعَةً مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ لَا يَصْلُحُوْنَ لِلْوِلَايَةِ فَكَتَبَ سَعِيْدُ بْنُ الْعَاصِ وَالِي الْكُوْفَةِ مِنْ قِبَلِ عُثْمَانَ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ فَاَمَرَهٗ عثمان بِسَيْرِ الَّذِيْنَ تَكَلَّمُوْا بِذٰلِكَ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ فَاَرْسَلَهُمْ وَفِيْهِمُ الْحَارِثُ بْنُ مَالِكٍ الْمَعْرُوْفُ بِالْاَشْتَرِ النخعي و ثابت بن قيس النخعي وجميل ابن زياد و زيد ابن صوحان العبدی و اخوه صعصعه وجندب ابن زهير وعروة ابن الجعد و عمرو بن الحمق فَقَدِمُوْا علٰى معاويه وَ جَرٰى بَيْنَهُمْ كَلَامٌ كَثِيْرٌ فَوَثَبُوْا وَ اَخَذُوْا بِلِحْيَةِ مُعَاوِيَةَ فَكَتَبَ بِذٰلِكَ اِلٰى عثمان فَكَتَبَ اِلَيْهِ عثمان اَنْ تَرُدَّهُمْ اِلٰى سعيد بن العاص فَرَدَّهُمْ اِلٰى سعيد فَاَطْلَقُوْا اَلْسِنَتَهُمْ فِيْ عُثْمَانَ وَاجْتَمَعَ اِلَيْهِمْ اَهْلُ الْكُوْفَةِ۔

(تاریخ ابوالفداء بحواله تاریخ احمدی ص ۱۴۸)

marfat.com

ترجمہ:۔ ابو الفداء کہتا ہے۔ کہ ۳۳ھ میں اہل کوفہ کو حضرت عثمان رضہ کے بارے میں چہ میگوئیوں کا موقعہ ملا۔ وہ بھی اس بات پر کہ انہوں نے اپنے کچھ رشتہ داروں کو امور مملکت سپرد کر دیئے۔ حالانکہ وہ اس کے اہل نہ تھے۔ حضرت عثمان رضہ نے سعید بن العاص والی کوفہ کو لکھا۔ کہ ان نکتہ چینی کرنے والوں کو امیر معاویہ رضہ کے پاس شام بھیج دیا جائے۔ چنانچہ انہیں وہاں بھیج دیا گیا۔ ان لوگوں میں حارث بن مالک المعروف اشتر نخعی، جمیل ابن زیاد زید ابن صوحان العبدی ان کے بھائی صعصعہ، جندب ابن زہیر، عروۃ ابن جعد اور عمرو بن حمق تھے۔ جب یہ لوگ معاویہ رضہ کے ہاں پہنچے۔ اور ان کے مابین گفتگو بڑھی۔ تو ان لوگوں نے جوش میں آکر معاویہ رضہ کی داڑھی پکڑلی جناب معاویہ رضہ نے یہ سارا واقعہ حضرت عثمان رضہ کو لکھ بھیجا۔ جواباً حضرت عثمان رضہ نے لکھا۔ کہ ان لوگوں کو سعید بن عاص کے ہمراہ واپس بھیج دو۔ چنانچہ وہ سعید بن عاص کے پاس آگئے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے حضرت عثمان رضہ کے بارے میں اور تیز زبانی شروع کر دی۔ اور پھر کوفہ کے بہت سے لوگ ان کے ساتھ جمع ہو گئے۔

عبارت چہارم:۔

وَقَالَ ابو الفداء و مِمَّا نعتم الناس عَلَيْهِ رَدُّهُ الحکمَ بْنَ العاص طَرِيْدَ رَسُول الله صلی الله علیه و سلم وَ طَرِيْدَ ابو بکر و عمر اَيْضًا وَ اعطاه مَروان بن الحکم خُمُسَ غنائم افریقیه وَ هُوَ خُمُسُ مِائَةِ اَلْفِ دِيْنَارٍ اِلٰی اَنْ قَالَ وَ اَقْطَعَ مَرْوَانَ بْنَ الحکم

marfat.com

فَدَکَ۔ (تاریخ البوالفداء بحوالہ تاریخ احمدی ص ۱۴۹)

ترجمہ: البوالفداء کہتا ہے۔ کہ حضرت عثمان کے خلاف جس بات سے لوگ برانگیختہ ہوئے۔ ایک یہ بھی تھی۔ کہ انہوں نے حکم بن عاص کو واپس بلالیا۔ جنہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر نکالا ہوا تھا۔ پھر ابوبکر نے نکالا اور پھر عمر نے بھی نکالا۔ اور مروان بن حکم کو افریقی مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ دیا۔ جو پانچ لاکھ دینار بنتا تھا۔ اور یہ بھی البوالفداء نے کہا۔ کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے مروان بن حکم کو فدک بھی دے دیا تھا۔

عبارت پنجم:

قال البوالفداء ابن شحنہ اروی بنت الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم دَخَلَتْ عَلٰی مُعَاوِیَۃَ وَھِیَ عَجُوْزٌ کَبِیْرَۃٌ فَقَالَ مُعَاوِیَۃُ مَرْحَبًا بِکِ یَاخَالَۃُ کَیْفَ اَنْتِ فَقَالَتْ بِخَیْرٍ یَا ابْنَ اُخْتِیْ لَقَدْ کَفَرْتَ النِّعْمَۃَ وَاَسَأْتَ لِابْنِ عَمِّکَ الصُّحْبَۃَ وَقَسَمْتَ بِغَیْرِ اسْمِکَ وَاَخَذْتَ غَیْرَ حَقِّکَ وَکُنَّا اَھْلَ بَیْتٍ اَعْظَمَ النَّاسِ فِیْ ھٰذَا الدِّیْنِ بَلَاءً حَتّٰی قَبَضَ اللّٰہُ نَبِیَّہٗ مَشْکُوْرًا سَعْیُہٗ مَرْفُوْعًا مَنْزِلَۃً وَثَبَتَ عَلَیْنَا بَعْدَہٗ الخ۔

(تاریخ احمدی ص ۲۱۸)

ترجمہ: تاریخ البوالفداء شحنہ میں ہے۔ کہ اروی بن الحارث بن عبد المطلب بہت بڑھیا تھیں۔ تو ایک مرتبہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئیں

marfat.com

معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر کہا۔ خوش آمدید خالہ جان! آپ کیسی ہیں۔ کہنے لگیں بھانجے اللہ کی خیر ہے۔ تو نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کی۔ اور اپنے بھتیجے کے ساتھ برا سلوک کیا۔ اپنے لیے وہ لقب اختیار کیا۔ جس کا تو مستحق نہ تھا۔ ہم اس دین میں تمام لوگوں سے زیادہ پریشان تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اپنے پاس بلالیا۔ اور تم لوگ ہم پر حاکم بن بیٹھے۔ حالانکہ ہمارا مرتبہ تم سب میں ایسا تھا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کا مرتبہ آلِ فرعون میں تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی کی وہ منزلت تھی۔ جو موسے کے ساتھ ہارون کی تھی۔ یہ سن کر عمرو بن العاص نے کہا۔ بڑھیا! خاموش ہو جا۔ تیری عقل جواب دے گئی۔ اور بے ہودہ گوئی پر اتر آئی ہے اروی نے جواباً کہا۔ اے باغیہ کے بیٹے! تو مجھ سے گفتگو کی جرأت کر رہا ہے۔ اپنی حقیقت تجھے یاد نہیں۔ تیری ماں مکہ میں بدکارہ تھی۔ اور معمولی معاوضہ پر اپنی عصمت لوٹاتی تھی۔ چنانچہ تجھ پر پانچ مردوں نے اپنا بیٹا ہونے کا دعوےٰ کیا۔ بالآخر تیری ماں سے پوچھا گیا۔ تو اس نے پانچ آدمیوں کے ساتھ تعلق کی تصدیق کی۔ اس لیے ان میں سے جس کی شکل و صورت سے اس بچے کی شکل و صورت ملے۔ اسی کا سمجھو۔ تو عاص بن وائل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے تم اس کے بیٹے قرار پائے۔ اروی کی یہ باتیں سن کر جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ پچھلی باتوں کا تذکرہ نہ کرو۔ اللہ نے اُسے معاف کر دیا۔

(تاریخ احمدی ص ۲۱۸ تا ۲۱۹ مصنف خان بہادر نواب احمد حسین مطبوعہ نیو گارڈن لاہور)

ملاحظہ کیجئے: تاریخ ابوالفداء کے چند اقتباسات ہم نے ذکر کیے۔ ان

marfat.com

یں حضرات صحابہ کرام میں سے بعض کی جس بے ہودگی سے تصویر پیش کی ہے۔ وہ ظاہر کرتی ہے۔ کہ تاریخ ابوالفداء کا مصنف گستاخ صحابہ ہونے کی وجہ سے کٹر شیعہ ہے ہم نے ان عبارات کا تفصیلی جواب تحفہ جعفریہ جلد چہارم میں لکھ دیا ہے۔ اب آئیے دوسری طرف کہ شیعہ محققین اس کے مذہب کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ الذریعہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

الذریعہ:

الملك المويد عماد الدين اسماعيل بن الافضل نور الدين على بن الملك المظفر محمود بن الملك المنصور محمد بن المظفر تقى الدين اَبِى الخطاب عمر بن شهنشاه الايوبى الملك العَالِمُ اَلْمُؤَرِّخُ اَلْفَلَسَفِىُّ الجُغْرَافِىُّ مجالس العلماء وَمُرَتِّبِهِمْ وَصَاحِبُ (حماه) وَ مَلِكُهَا مُسْتَقِلًّا وُلِدَ سنہ ۶۷۲ وَ مَاتَ بِحَماه سنہ ۷۳۲ وَلَهُ تَقْوِيمُ الْبُلْدَانِ الْمَطْبُوعِ كَمَا طَبَعَ تَارِيْخُهُ الْمُرَتَّبُ عَلىٰ اَرْبَعَةِ اَجْزَاءٍ فِى مُجَلَّدَيْنِ مُكَرَّرًا وَهُوَ اِنْ عُدَّ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ لكِنْ فِى مَوَاضِعَ مِنْ تَارِيْخِهِ عِنْدَ ذِكْرِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عليه السلام وَ ذِكْرِ وَالِدِهِ اَبِى طَالِبٍ وَغَيْرِهِمَا يَظْهَرُ مِنْهُ آثَارُ التَّشَيُّعِ وَقَدْ مَرَّ فِى (ج ۲ ص ۳۴۰) اَنَّهُ اَخْرَجَ فِى كِتَابِ اِمَامَةِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عليه السلام عَنْ تَارِيْخِ الْمُؤَيِّدِ هٰذَا جُمْلَةً وَافِرَةً مِنْ

marfat.com

مَنَاقِبِهٖ عَلَيْهِ السلام فی الغزوات غَزْوَةً فَرَاجِعْهُ

(الذریعہ جلد سوم ص ۲۲۷)

ترجمہ:۔

ملک حماد الدین ۶۷۲ھ میں پیدا ہوا اور ۷۳۲ھ میں مقام حماہ میں اس کا انتقال ہوا۔ تقویم البلدان اس کی ایک تصنیف ہے۔ اسے اگرچہ شافعی المسلک کہا گیا ہے۔ لیکن اپنی تاریخ میں بہت سے مقامات پر اس نے جس انداز سے حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ابوطالب کا تذکرہ کیا۔ اس سے اس کا شیعہ ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور امامت امیرالمومنین جو حسن بن نوح شیعی کی مشہور تصنیف ہے۔ اس نے تاریخ ابوالفداء سے ہی حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے غزوات کے بارے میں مناقب لکھے ہیں۔

لمحہ فکریہ:

ابوالفداء کے بارے میں خود اس کی تحریرات اور پھر محقق شیعہ علماء کی تصریحات اس کی تائید کرتی ہیں۔ کہ یہ شخص شیعہ تھا۔ اگر اس میں شیعیت نہ ہوتی تو صاحب الذریعہ اس کو ہرگز اپنی کتاب میں جگہ نہ دیتا۔ جگہ دینے کے ساتھ ساتھ اس نے اس کے شیعہ ہونے کی دلیل بھی پیش کر دی۔ ان تصریحات کے ہوتے ہوئے نجفی وغیرہ کا اسے سنی اور اس کی کتاب کو اہل سنت کی معتبر کتاب لکھنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ ایسے علماء جو متنازعہ فیہ ہوں۔ کچھ انہیں سنی کہیں اور کچھ انہیں شیعہ۔ ایسے ہی لوگوں کی پہچان کے لیے "الذریعہ" تصنیف ہوئی۔ تاکہ کم از کم وہ اپنوں کی نشاندہی تو کر دیں۔ کیونکہ وہی جانتے ہیں۔ کہ کون سا ہمارا تھا۔ جو تقیہ کر کے سنی بنا رہا۔ وہ اس کے مرنے کے بعد اس کی تقیہ والی چادر ہٹا کر رونمائی کر دیتے ہیں

marfat.com

لیکن ہم اہل سنت کے ہاں وہ تقیہ ،، منافقت کا نام ہے۔اس لیے اس کی ہرگز اجازت نہیں۔اس لیے اگر کسی نے اپنے آپ کو سنی کہلایا تو ظاہر اُسے سنی ہی کہنا پڑے لیکن جب اس کے ہم خیالوں نے لکھا۔کہ وہ تقیہ کے طور پر سنی تھا۔تو ہمارے خلاف اس کی عبارات کیونکر حجت تسلیم ہوں گی۔اس لیے تاریخ ابوالفداء کی کوئی عبارت ہمارے خلاف حجت ہرگز ہرگز نہیں بن سکتی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

کتاب بست وپنجم ۲۵

خصائص نسائی مصنفہ احمد ابن شعیب النسائی

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔اس کے مصنف حافظ ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی ہیں۔جو صحاح ستہ میں سے ایک قابلِ قدر کتاب نسائی کے مصنف بھی ہیں۔اس خصائص نامی کتاب میں انہوں نے حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کیے۔لیکن ان میں وہ حد سے آگے بڑھ گئے۔اس غلو کی وجہ سے ان کے ہم عصر لوگوں نے ان میں تشیع کا احتمال سمجھا۔اور اس امر کی شیعہ کتابوں میں صراحت بھی موجود ہے۔اب اس کتاب کے حوالے سے اور اہل تشیع کے خیالات سے امام نسائی کے بارے میں کچھ باتیں درج کی جاتیں ہیں۔پہلے خصائص کی چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

عبارت اول:

فَقَالَ لَهٗ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ مَنْزِلَةَ

marfat.com

هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اِنَّكَ لَسْتَ نَبِیَّ اِنَّهٗ لَا یَنْبَغِیْ اَنْ اَذْهَبَ اِلَّا وَاَنْتَ خَلِیْفَتِیْ قَالَ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰه صلی الله علیه وسلم اَنْتَ وَلِیِّ عَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ۔

(خصائص النسائی ص ۱۵ ذا لاختلاف علی محمد ابن المنکدر فی ھذا الحدیث چشتی کتب خانہ فیصل الآباد۔)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضے رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کیا تم اس پر راضی نہیں۔ کہ تمہارا مقام و مرتبہ میرے ہاں وہی ہو۔ جو موسٰے علیہ السلام کے ساتھ ہارون کو تھا۔ مگر تم پیغمبر نہیں ہو۔ اور یہ بھی بات ضروری ہے۔ کہ میرے بعد تم میرے خلیفہ ہو گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ تم میرے بعد ہر مومن کے ولی ہو۔

عبارت دوم:۔

ثُمَّ قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰی نَشْهَدُ لَاَنْتَ اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ قَالَ فَاِنِّیْ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا مَوْلَاهُ وَاَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ۔

(خصائص النسائی ص ۲۲ ذکر قول النبی علیہ السلام من کنت ولیہ فھذا ولیہ

ترجمہ: پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (خم غدیر کے موقعہ پر) لوگوں سے فرمایا۔ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ میں ہر مومن کی جان سے زیادہ

قریب ہوں، سب نے کہا۔ ہم آپ کی اس قربت کی گواہی دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں جس کا مولیٰ ہوں۔ یہ بھی اس کا مولیٰ ہے۔ آپ نے یہ کہتے ہوئے علی کا ہاتھ پکڑا۔

عبارت سوم:

فَقَالَ مَا تُرِيدُونَ مِنْ عَلِيٍّ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِيْ)

(خصائص النسائی ص ۲۷ ذکر دعاء النبی علیہ السلام لِمَنْ احبہ چشتی کتب خانہ فیصل آباد)

ترجمہ:-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم علی کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہو۔ بے شک علی مجھ سے اور میں اس سے ہوں۔ اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

عبارت چہارم:

يَقُوْلُ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَاَحِبَّ مَنْ اَحَبَّهُ وَاَبْغِضْ مَنْ اَبْغَضَهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَتَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِ وَالْكَافِرِ۔

(تہذیب ص ۶۱)

(خصائص النسائی ص ۲۷ ذکر دعاء النبی علیہ السلام لِمَنْ احبہ چشتی کتب خانہ فیصل آباد)

marfat.com

ترجمہ:

آپ فرماتے ہیں۔ جس کا میں مولیٰ اس کا علی بھی مولیٰ ہے۔ اے اللہ جو علی سے دوستی کرے۔ تو بھی اس سے دوستی کر۔ جو اس سے عداوت رکھے۔ تو بھی اُسے دشمن بنا۔ جو اُس سے محبت کرے تو بھی اُس سے پیار کر اور جو اس سے بغض رکھے تو بھی اس سے بغض رکھ اور اس کی مدد کر۔ اور کافر و مومن کے مابین اس کے ذریعہ تفریق کر دے۔

عبارت پنجم:

قَالَ اِسْتَاذَنَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا وَهِيَ تَقُوْلُ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّ عَلِيًّا اَحَبُّ اِلَيْكَ مِنِّيْ فَاَهْوٰى لَهَا لِيَلْطِمَهَا وَقَالَ لَهَا يَا بِنْتُ فُلَانٍ اَرَاكِ تَرْفَعِيْنَ صَوْتَكِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَمْسَكَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَخَرَجَ اَبُوْ بَكْرٍ مُغْضَبًا۔

(خصائص النسائی ص ۲۸ ذکر منزلۃ علی)

ترجمہ:

راوی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ جب ابوبکر اندر آگئے۔ تو انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بلند آواز سنی۔ وہ کہہ رہی تھیں۔ کہ میں جانتی ہوں۔ کہ آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہ نسبت میرے زیادہ محبت ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ عائشہ کے تھپڑ لگائیں۔ اور کہا کہ اے فلاں کی بیٹی! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

کے سامنے آواز بلند کر رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا اس پر ابو بکر ناراضگی کی حالت میں باہر نکل گئے۔

نوٹ:

مذکورہ حوالہ جات میں امام نسائی نے حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں غیر محتاط بلکہ حد سے بڑھے ہوئے الفاظ کہے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ہر مومن کا ولی صاف صاف لکھا۔ اور مولا بھی کہا جس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے اولیٰ ہیں۔ اور یہ عقیدہ اہل تشیع کا ہے انہی عبارات کی وجہ سے شیعہ لوگوں نے امام نسائی میں تشیع کا ثبوت لکھا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

الکنی والالقاب:۔

حُکِیَ اَنَّہٗ لَمَّا اَتٰی دمشق وَصَنَّفَ کِتَابَ الْخَصَائِص فی مناقب امیر المومنین علیہ السلام اُنْکِرَ عَلَیْہِ ذَالِکَ وَقِیْلَ لَہٗ لِمَ لَا صَنَّفْتَ فِیْ فَضَائِلِ الشَّیْخَیْنِ فَقَالَ دَخَلْتُ دمشق وَالْمُنْحَرِفُ عَنْ عَلِیٍّ بِھَا کَثِیْرٌ فَصَنَّفْتُ کِتَابَ الْخَصَائِصِ رِجَاءً اَنْ یَّھْدِیَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ فَدَفَعُوْا فِیْ خُصْیَتَیْہِ وَاَخْرَجُوْہُ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ مَا زَالُوْا بِہٖ حَتّٰی اَخْرَجُوْہُ من الدمشق اِلَی الرَّمْلَۃِ فَمَاتَ بِھَا۔

(کتاب الکنی والالقاب جلد سوم ص ۳۴۸)

ترجمہ:

بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب امام نسائی دمشق آئے۔ اور حضرت علی المرتضیٰ

marfat.com

کے مناقب میں کتاب الخصائص لکھی تو ان کی اس بات کو ناپسند کیا گیا۔ اور ان سے کہا گیا۔ کہ آپ نے ابو بکر و عمر کے فضائل میں کوئی کتاب کیوں نہیں لکھی۔ کہنے لگے۔ کہ یہاں حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ سے پھرنے والے بکثرت رہتے ہیں۔ اور میں نے اس لیے کتاب الخصائص لکھی شاید یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ہدایت پاجائیں۔ لوگوں نے جب یہ سنا۔ تو امام نسائی کے خصیتین کو نقصان پہنچایا۔ اور مسجد سے باہر نکال دیا۔ یہاں تک کہ دمشق سے رملہ جانے پر مجبور کر دیا۔ نسائی رملہ میں ہی فوت ہوئے۔

الکنی والالقاب :

إِنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَارَقَ مِصْرَ فِيْ اٰخِرِ عُمْرِهٖ وَخَرَجَ إِلَى دَمِشْقَ فَسُئِلَ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَمَا رُوِيَ مِنْ فَضَائِلِهٖ فَقَالَ أَمَا يَرْضٰى مُعَاوِيَةُ أَنْ يَخْرُجَ رَأْسًا بِرَأْسٍ حَتّٰى يُفَضَّلَ وَفِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى مَا أَعْرِفُ لَهٗ فَضِيْلَةً إِلَّا لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَكَ۔

(الکنی والالقاب جلد سوم ص ۲۴۸) (تنقیح المقال جلد اول ص ۷۲)

ترجمہ :

ابو عبدالرحمٰن نسائی نے آخری عمر میں مصر کو چھوڑ کر دمشق میں سکونت اختیار کی۔ ان سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے فضائل کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو کہنے لگے۔ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس پر راضی نہیں کہ وہ سر کے بدلے سر سے نکلیں۔ یہاں تک کہ وہ فضیلت پا جائیں

marfat.com

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ امام نسائی نے کہا۔ میں ان میں کوئی فضیلت نہیں جانتا۔ صرف یہ جانتا ہوں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں بہ عا کی تھی اللہ تعالیٰ تیرا (امیر معاویہ) پیٹ نہ بھرے۔
امام نسائی میں تشیع پایا جاتا تھا۔

الذریعہ:-

اَلْخَصَائِصُ فِیْ فَضَائِلِ عَلِیٍّ (ع) وَقَدْ یُقَالُ لَہٗ الْخَصَائِصُ الْعَلَوِیَّۃُ لِلْاِمَامِ النِّسَائِیِّ اَبِیْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ احمد بن علی بن شعیب بن سنان بن بحر الخراسانی المولود ۲۱۵ و المتوفی بمکۃ ۳۰۳ بَعْدَ اِخْرَاجِہٖ مِنَ الْمَسْجِدِ الْاُمَوِیِّ بِالشَّامِ بِسَبَبِ تَصْنِیْفِ ھٰذَا الْکِتَابِ فَتَمَرَّضَ عَلٰی اَثَرِ الضَّرْبِ والرفس وَالدَّفْعِ فِیْ خُصْیَتِہٖ فَطَلَبَ حَمْلَہٗ اِلٰی مَکَّۃَ وَھُوَ عَلِیْلٌ فَتُوُفِّیَ بِھَا فِیْ شَعْبَانَ تِلْکَ السَّنَۃِ قَالَ ابن خلکان اِنَّہٗ کَانَ یَتَشَیَّعُ۔

(الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ جلد، ص ۱۶۳ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں کتاب الخصائص امام نسائی نے لکھی۔ جسے خصائص العلویہ بھی کہتے ہیں۔ امام نسائی ۲۱۵ میں پیدا ہوئے اور مکہ میں ۳۰۳ میں فوت ہوئے۔

marfat.com

اس کتاب کی تصنیف کی وجہ سے انہیں شام میں واقعہ مسجد اموی سے نکالا گیا۔ اور لوگوں نے ان کو دھکے دیئے اور سینے اور خصیتین پر ضربات لگائیں۔ جن کی وجہ سے بیمار ہو گئے۔ اور مکہ پہنچانے کے لیے لوگوں کو کہا۔ بیماری کی حالت میں مکہ پہنچے۔ اور اسی سال شعبان کے مہینہ میں انتقال کر گئے۔ ابن خلکان نے کہا۔ کہ ان میں تشیع تھا۔

لمحہ فکریہ:۔

امام نسائی کے بارے میں کتب شیعہ کے حوالہ جات سے یہ بات سامنے آگئی۔ کہ ان میں تشیع پایا جاتا تھا۔ اگرچہ ہم ان کو شیعہ نہیں کہتے۔ لیکن اتنا ضرور ہے۔ کہ ان کی غیر محتاط روش اور غلو کی وجہ سے جن عبارات و روایات پر ان پر تشیع کا پایا جانا ثابت کیا جاتا ہے۔ وہ روایات ہم اہل سنت پر ہرگز حجت نہیں بن سکتیں۔ امام نسائی میں تشیع کا پایا جانا اب جبکہ کتب شیعہ سے حوالہ جات کے ذریعہ ثابت کر چکے۔ اب اہل سنت کی کتب سے بھی اس کا ملاحظہ ہو جائے۔

اہل سنت کی کتب سے امام نسائی کا تعارف

تذکرۃ الحفاظ:۔

ثُمَّ اِنَّهٗ صَنَّفَ بَعْدَ ذَالِكَ فَضَائِلَ الصَّحَابَةِ فَقِيْلَ لَهٗ وَاَنَا اَسْمَعُ اَلَا تُخْرِجُ فَضَائِلَ مُعَاوِيَه

marfat.com

فَقَالَ اَیَّ شَیْءٍ اُخْرِجُ حَدِیْثَ اَللّٰھُمَّ لَا تُشْبِعْ بَطْنَہٗ فَسَکَتَ السَّائِلُ۔

(تذکرۃ الحفاظ جلد دوم ص ۶۹۹ تذکرۃ النسائی ۷۱۹، مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: فضائل علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر کتاب تصنیف کرنے کے بعد امام نسائی نے ایک کتاب فضائل صحابہ پر لکھی۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا۔ کہ آپ فضائل معاویہ رض کے بارے میں کوئی حدیث بیان نہیں کرتے کہنے لگے۔ کون سی حدیث لکھوں۔ کہ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معاویہ کے بارے میں یہ حدیث نہیں سنی۔ اے اللہ! اس کے پیٹ کو سیر نہ کر۔ یہ سن کر سائل خاموش ہو گیا۔

تہذیب التہذیب:

قَالَ اَبُوْ بَکْرِ الْمَامُوْنِیُّ سَاَلْتُہٗ عَنْ تَصْنِیْفِہٖ کِتَابَ الْخَصَائِصِ فَقَالَ دَخَلْتُ دِمَشْقَ وَالْمُنْحَرِفُ بِھَا عَنْ عَلِیٍّ کَثِیْرٌ وَّ صَنَّفْتُ کِتَابَ الْخَصَائِصِ رَجَاءَ اَنْ یَّھْدِیَھُمُ اللّٰہُ ثُمَّ صَنَّفْتُ بَعْدَ ذَالِکَ کِتَابَ فَضَائِلِ الصَّحَابَۃِ وَ قَرَاَھَا عَلَی النَّاسِ وَقِیْلَ لَہٗ وَاَنَا حَاضِرٌ اَلَا تُخْرِجُ فَضَائِلَ مُعَاوِیَۃَ فَقَالَ اَیَّ شَیْءٍ اُخْرِجُ اَللّٰھُمَّ لَا تُشْبِعْ بَطْنَہٗ فَسَکَتَ السَّائِلُ۔

(تہذیب التہذیب لابن حجر العسقلانی جلد اول ص ۳۸ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

marfat.com

ترجمہ :

ابوبکر المامونی کہتے ہیں۔ کہ میں نے امام نسائی سے ان کی تصنیف ، کتاب الخصائص کے بارے میں پوچھا۔ کہنے لگے۔ کہ میں جب دمشق پہنچا تو وہاں مجھے بہت سے لوگ حضرت علی المرتضے رضی اللہ عنہ منحرف ملے۔ میں نے یہ کتاب اس امید پہ لکھی۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمادے۔ پھر اس کے بعد امام نسائی نے فضائل صحابہ پر ایک کتاب لکھی۔ اور وہ لوگوں کو سنائی گئی۔ پوچھا گیا۔ اور میں اس وقت موجود تھا۔ کہ آپ حضرت امیر معاویہ رضہ کے فضائل کے بارے میں کوئی حدیث بیان نہیں کرتے۔ کہنے لگے۔ اس ارشاد نبوی کے بعد کونسی روایت ان کے بارے میں بیان کروں حضور نے ان کے بارے میں فرمایا۔ اللہ تیرے پیٹ کو سیر نہ کرے۔ اس پر نسائی بھی خاموش ہو گیا۔ اور سائل بھی خاموش ہوگیا۔

وفیات الاعیان :۔

قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ اسحاق الاصبهانی سَمِعْتُ مَشَائِخَنَا بِمِصْرَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ اَبَا عَبْدِالرحمٰن فَارَقَ مِصْرَ فِيْ اٰخِرِ عُمْرِهٖ وَخَرَجَ اِلٰی دمشق فَسُئِلَ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَمَا رُوِیَ مِنْ فَضَائِلِهٖ فَقَالَ اَمَا يَرْضٰی مُعَاوِيَةُ اَنْ يُخْرَجَ رَأْسًا بِرَأْسٍ حَتّٰی يُفَضَّلَ وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰی مَا اَعْرِفُ لَهٗ فَضِيْلَةً اِلَّا لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَكَ وَكَانَ يَتَشَيَّعُ فَمَا زَالُوْا يَدْفَعُوْنَ فِيْ

marfat.com

خِصْیَتِہٖ حَتّٰی اَخْرَجُوْہُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی یَدُقُّوْنَ فِیْ خُصْیَتِہٖ وَدَاسُوْہُ ثُمَّ حُمِلَ اِلَی الرَّمْلَۃِ فَمَاتَ بِھَا۔

(وفیات الاعیان لابن خلکان جلد اول ص۷۷ ذکر ابوعبدالرحمن نسائی)
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

محمد بن اسحاق اصبہانی کہتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے مشائخ سے مصر میں سنا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ امام نسائی نے آخری عمر میں مصر سے دمشق چلے گئے وہاں ان سے پوچھا گیا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے فضائل کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں۔ تو کہنے لگے۔ کیا معاویہ رضی اللہ عنہ اس پر راضی نہیں۔ کہ سر بسر نکلیں۔ حتیٰ کہ فضیلت لے جائیں۔ ایک اور روایت یہاں ہے۔ کہ مجھے ان کی فضیلت کے بارے میں اس کے سوا کوئی حدیث نہیں آتی۔ "اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے" اور ان میں تشیع تھا۔ لوگ متواتر ان کو ستاتے رہے اور ان کے خصیتین میں مارا۔ بالآخر مسجد سے نکال دیا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ ان کے خصیتین کو لوگوں نے بہت تکلیف دی اور انہیں مروڑتے تھے۔ پھر انہیں وہاں سے رملہ لایا گیا۔ اور یہیں ان کا انتقال ہوا۔

مذکورہ روایات جو کتب اہل سنت سے پیش کی گئی ہیں۔ ان کے مطابق بھی امام نسائی میں تشیع کا وجود ملتا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ امام موصوف کا شمار اہل سنت کے ان علماء میں ہوتا ہے۔ جو یگانہ روزگار تھے۔ نہایت

marfat.com

متقی اور دیندار تھے۔ لیکن ان کی جن عبارات و روایات پر علماء نے تشیع کا لزوم لگایا وہ بہر حال ہمارے خلاف حجت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔

قابلِ توجہ:

اب تک جن کتب کا ہم نے تذکرہ کیا۔ ان میں سے تین کے مصنف ابن مجر مکی محمد بن جریر طبری اور امام نسائی اہل سنت کے معتبر علماء میں سے ہیں اور ان کی تصانیف بھی اہل السنت کی تصانیف شمار ہوتی ہیں۔ لیکن ان تصانیف میں وہ روایات و واقعات جو ان کے تشیع ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ وہ ہرگز ہم اہل سنت پر حجت نہیں ہو سکتیں۔ ان کے علاوہ عقد الفرید اور معارج النبوۃ ویسے ہی اس درجہ کی نہیں۔ کہ ان پر اعتبار کیا جا سکے یہ مختصر طور پر ان کتب کا تذکرہ تھا۔ جو اہل سنت کے علماء نے لکھیں۔ ان کے بغیر جن کتب کا ہم نے تذکرہ کیا۔ وہ تمام کی تمام اہل تشیع کے علماء کی ہیں۔ جنہیں آئے دن کچھ بے وقوف قسم کے شیعہ مولوی ''اہل سنت کی معتبر کتاب،، کے طور پر اپنی کتابوں میں ذکر کرتے ہیں۔ اور پھر ان کی عبارات سے اپنے مذہب کی تائید چاہتے ہیں۔ حالانکہ وہ دراصل مذہب شیعہ کی ترویج و اشاعت کے لیے ہی لکھی گئیں۔

ہم سے جس قدر ہو سکا۔ ان کتب کے بارے میں حقائق سے پردہ اٹھایا ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ ہماری یہ کوشش علماء اہل سنت کے لیے باعث نفع ہو گی۔ اور ہم قارئین کرام سے خلوصِ دل کے ساتھ اس امر کے متمنی ہیں کہ وہ ہماری ان معروضات سے جب مستفید ہوں۔ تو اپنی مخصوص دعاؤں میں ضرور یاد فرمائیں۔ اور اللہ کریم سے بتوسل نبی کریم بخشش کی دعا فرمائیں

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین الخ

marfat.com

کتاب بست و ششم ۲۶

المستدرک للحاکم مصنفہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری

یہ کتاب علم حدیث کی ہے۔ اور مشہور یہ ہے۔ کہ مسلم اور بخاری کی شرائط پر اسے حاکم نے لکھا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے۔ کہ اس کتاب میں بعض روایات ایسی بھی درج ہیں۔ جو عقائد اہل سنت کے صراحۃً خلاف ہیں۔ اور اجماع اہل سنت کی مخالفت ہے۔ مثلاً یہ اجماعی عقیدہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام سے افضل ہیں۔ بلکہ پہلی امتوں کے تمام افراد سے افضل ہیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک رات جو انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے ہوئے غار ثور میں گزاری اس کے بدلے میں تمام نیکیاں ہیچ سمجھیں۔ اب اس اجماعی عقیدہ کو دیکھئے اور المستدرک کی ایک روایت پر نظر ڈالئے۔

المستدرک:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمُبَارَزَةُ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ لِعَمْرِو بْنِ عَبْدُوْدٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ اَعْمَالِ اُمَّتِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

(المستدرک جلد سوم ص ۳۲ کتاب المغازی مطبوعہ بیروت طبع جدید) ذکر مبارزۃ علی

marfat.com

ترجمہ:

غزوۂ خندق کے دن جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے مدمقابل عمر بن عبدود سے لڑائی لڑی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی کا یہ کام تا قیامت میری امت کے کاموں سے افضل ہے۔

یہی وجہ ہے۔ کہ روایت مذکورہ چونکہ اہل سنت کے اجماعی نظریہ و عقیدہ کے خلاف اور شیعیت کے بُرے بھری ہوئی نظر آتی ہے۔ اس لیے امام ذہبی نے اس کے تحت یہ الفاظ لکھے۔

قُلْتُ قَبَّحَ اللهُ رَافِضِيًّا افْتَرَاهُ۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اس رافضی (صاحب مستدرک حاکم) کا برا ہو۔ یہ روایت اس نے خود بنائی ہے (ایسی روایات اور اس کے معتقدات کے پیش نظر اہل تشیع نے اسے اپنا آدمی کہا ہے۔)

اعیان الشیعہ:۔

قَالَ الْخَطِيبُ ابو بكر عبد الله الحاكم كَانَ ثِقَةً يَمِيلُ اِلَى التَّشَيُّعِ فَحَدَّثَنِى ابراهيم بن محمد الاموری قَالَ جَمَعَ الحاكم اَحَادِيْثَ وَزَعَمَ اَنَّهَا صِحَاحٌ عَلَى شَرْطِ البخاری ومسلم مِنْهَا حَدِيْثُ الطَّيْرِ وَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ فَانْكَرَهَا عَلَيْهِ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَلْتَفِتُوْا اِلَى قَوْلِهِ قال ابو عبد الرحمن الشاذ یاخی كُنَّا فِى مَجْلِسِ السَّيِّدِ اَبِى الحسن فَسُئِلَ الْحَاكِمُ عَنْ حَدِيْثِ الطَّيْرِ فَقَالَ لَا يَصِحُّ وَلَوْ صَحَّ

لَمَا كَانَ أَحَدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَلِيٍّ بَعْدَ النَّبِيِّ
قُلْتُ ثُمَّ تَغَيَّرَ الْحَاكِمُ وَأَخْرَجَ حَدِيثَ الطَّيْرِ
فِي مُسْتَدْرَكِهِ وَلَا رَيْبَ أَنَّ فِي الْمُسْتَدْرَكِ
أَحَادِيثَ كَثِيرَةً لَيْسَتْ عَلَىٰ شَرْطِ الصِّحَّةِ
بَلْ فِيهِ أَحَادِيثُ مَوْضُوعَةٌ...... قَالَ ابْنُ
طَاهِرٍ سَأَلْتُ أَبَا اسماعيل الانصاری عَنِ الْحَاكِمِ
فَقَالَ ثِقَةٌ فِي الْحَدِيثِ رَافِضِيٌّ خَبِيثٌ ثُمَّ
قَالَ ابْنُ طَاهِرٍ كَانَ شَدِيدَ التَّعَصُّبِ لِلشِّيعَةِ
فِي الْبَاطِنِ۔ (اعیان الشیعہ جلد ۹ ص ۳۹۱)

ترجمہ: (تذکرہ عبداللہ حاکم)

خطیب ابوبکر نے کہا کہ حاکم (صاحب مستدرک) ثقہ تھا اور شیعیت کی طرف اس کا میلان تھا۔ مجھ سے ابراہیم بن محمد اموری نے بیان کیا کہ حاکم نے احادیث جمع کیں۔ اور زعم کیا کہ وہ بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث "الطیر" اور دوسری۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہ جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولیٰ۔ ان پر محدثین نے انکار کیا۔ اور اس کی بات کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ ابوعبدالرحمن شاذ ریاخی نے بیان کیا۔ کہ ہم سید ابوالحسن کی مجلس میں تھے حاکم نے ان سے حدیث طیر کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے کہا۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر صحیح ہوتی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی نہ ہوتا۔ میں کہتا ہوں۔ یہ سن کر حاکم نے تغیر کیا۔ اور حدیث طیر کو اپنی

marfat.com

مستدرک میں ذکر کیا۔ یقیناً مستدرک میں بہت سی ایسی احادیث ہیں۔ جو صحت کے شرط پر نہیں۔ بلکہ اس میں آزمن گھڑت احادیث بھی ہیں۔ ابن طاہر کہتے ہیں۔ میں نے ابو اسماعیل انصاری سے حاکم کے بارے میں پوچھا تو فرمایا۔ حدیث میں ثقہ ہے۔ رافضی خبیث ہے۔ پھر ابن طاہر ہی کہتے ہیں۔ کہ حاکم سخت متعصب تھا۔ اور اندرون خانہ شیعیت پر پختہ تھا۔

الکنی والالقاب:

الحاکم وَقَدْ يُقَالُ لَهُ الْحَاكِمُ النيشاپوری هُوَ ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد حمدویه الحافظ المعروف بابن البیع .... وَهُوَ مِنْ اَبْطَالِ الشِّيْعَةِ وَسَدَنَتِهِ لِلشَّرِيْعَةِ............ وَكَانَ ابْنُ الْبَيْعِ يَمِيْلُ اِلَى التشيع.......... صَرَّحَ جَمْعٌ مِنَ الفَرِيْقَيْنِ بِتَشَيُّعِهِ عَنِ الذَّهْبِي عن ابن طاهر قَالَ سَأَلْتُ ابا اسماعيل الانصارى عَنِ الْحَاكِمِ فَقَالَ ثِقَةٌ فِي الْحَدِيْثِ رَافِضِيٌّ خَبِيْثٌ ثُمَّ قَالَ ابن طاهر كَانَ شَدِيْدَ التَّعَصُّبِ لِلشِّيْعَةِ فِي الْبَاطِنِ وَكَانَ يُظْهِرُ التَّسَنُّنَ فِي التَّقْدِيْمِ وَالْخِلَافَةِ وَكَانَ مُنْحَرِفًا عَنْ مُعَاوِيَةَ وَآلِهٖ مُتَظَاهِرًا بِذَالِكَ وَلَا يَعْتَذِرُ مِنْهُ قَالَ الذهبي لَمَّا انْحِرَافُهُ عَنْ خُصُوْمِ علی فَظَاهِرٌ وَاَمَّا اَمْرُ الشَّيْخَيْنِ

marfat.com

فَمُتَظَاهِرٌ لَهُمَا بِكُلِّ حَالٍ فَهُوَ شِيْعِيٌّ لَا رَافِضِيٌّ وَلَيْتَهُ لَمْ يُصَنِّفِ الْمُسْتَدْرَكَ فَإِنَّهُ غَضَّ عَنْ فَضَائِلِهِ بِسُوْءِ تَصَرُّفِهِ وَذَكَرَ ابن شهر اشوب فی معالم العلماء وصاحب الریاض فی القسم الاول فی عداد الامامیة علی ما نقل عَنْهُمَا۔

(الکنیٰ و الالقاب جلد دوم ص ۱۷۰-۱۷۱ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ: حاکم نیشاپوری ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ معروف ابن بیع۔ یہ بہت بڑے شیعوں میں سے ہے۔ اوران کی شریعت کے ستون ہیں۔ ابن بیع کا میلان شیعیت کی طرف تھا۔ شیعہ سنی دونوں اس کے تشیع کی تصریح کرتے ہیں ذہبی نے ابن طاہر سے بیان کیا۔ کہ میں نے ابواسماعیل انصاری سے حاکم کے متعلق پوچھا۔ کہنے لگے حدیث میں ثقہ ہے۔ اور خبیث رافضی ہے۔ پھر ابن طاہر نے کہا۔ باطنی طور پر متعصب شیعہ تھا۔ اور خلافت و تقدیم میں سنی ہونا ظاہر کرتا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی آل سے منحرف تھا۔ اور یہ بات اس کی اعلانیہ تھی۔ اس کا کوئی عذر اس کی طرف سے نہیں کیا گیا۔ ذہبی کہتے ہیں۔ اس کا انحراف جنگ صفین سے وہ تو ظاہر ہے۔ رہا معاملہ شیخین کا تو وہ ان دونوں کی ہر حال میں تعظیم کرتا تھا۔ لہٰذا وہ شیعی ہے رافضی نہیں۔ کاش کہ وہ مستدرک نہ لکھتا۔ کیونکہ اس میں اس نے ان کے فضائل سے روگردانی کی ہے۔ اور بے جا تصرف کیا ہے۔

marfat.com

ابن شہر آشوب نے معالم العلماء میں اس کا ذکر کیا۔ اور صاحب الریاض نے قسم اول میں اس کا تذکرہ کیا۔ جہاں اس نے شیعہ علماء کی تعداد بیان کی ہے۔ یہی ان سے منقول ہے۔

لسان المیزان:

(محمد) بن عبداللہ الضبی النیسابوری الحاکم

البوعبد اللہ الحافظ صاحب التصانیف.....

اِمَامٌ صَدُوقٌ وَلٰكِنَّهُ يُصَحِّحُ فِي مُسْتَدْرَكِهِ

اَحَادِيْثَ سَاقِطَةً فَيَكْثُرُ مِنْ ذٰلِكَ فَمَا اَدْرِيْ

هَلْ خَفِيَتْ عَلَيْهِ فَمَا هُوَ مِمَّنْ يَجْهَلُ ذٰلِكَ

وَاِنْ عَلِمَ فَهُوَ خِيَانَةٌ عَظِيْمَةٌ - ثُمَّ هُوَ شِيْعِيٌّ

مَشْهُوْرٌ بِذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِلشَّيْخَيْنِ

وَقَدْ قَالَ البوطاهر سَأَلْتُ اَبَا اسماعیل عبداللہ

الانصاری عَنِ الْحَاكِمِ ابی عبداللہ فَقَالَ

اِمَامٌ فِي الْحَدِيْثِ رَافِضِيٌّ خَبِيْثٌ ..... قُلْتُ

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْاِنْصَافَ مَا الرَّجُلُ بِرَافِضِيٍّ

بَلْ شِيْعِيٌّ فَقَطْ -

(لسان المیزان جلد ۵ ص ۲۳۲ حرف المیم۔)

ترجمہ:

محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری صاحب تصانیف کثیرہ.......

امام صدوق ہے۔ لیکن مستدرک میں اس نے گری پڑی احادیث

کو بھی صحت کا درجہ دے دیا۔ یہ بات اس نے کثرت سے کی ہے

marfat.com

میں نہیں سمجھتا کہ ایسا اس نے جہالت اور ان احادیث سے بے خبری کی بنا پر کیا ہے۔ لیکن ایسا ہو نہیں سکتا۔ اور یا پھر یہ اس کی بہت بڑی خیانت ہے۔ پھر وہ مشہور شیعی ہے۔ ہاں شیخین کے درپے نہیں ہوتا تھا۔ ابو طاہر نے کہا۔ کہ میں نے ابو اسماعیل عبداللہ انصاری سے حاکم کے متعلق پوچھا۔ تو کہنے لگے۔ حدیث کا امام اور خبیث رافضی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ اللہ انصاف کو پسند کرتا ہے۔ حاکم رافضی نہیں شیعی تھا فقط۔

لمحہ فکریہ: حاکم صاحب المستدرک بالاتفاق شیعہ ہے اور اس کا اقرار دونوں مذاہب کی کتب میں موجود ہے۔ جس کے چند حوالہ جات پیش خدمت کیے جا چکے ہیں ہاں اس کے رافضی ہونے کو بالاتفاق تسلیم نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ رافضی کی تعریف ہے۔ اگر رافضی وہ ہے۔ جو شیخین کو غاصب کہے اور بقیہ صحابہ کرام پر تبرا بازی کرے تو اس معنی میں حاکم نیشاپوری رافضی نہیں۔ کیونکہ شیخین کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے ظاہری خیالات درست ہیں۔ اور اگر رافضی کی تعریف یہ کی جائے۔ جو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرے۔ اور اس کے کچھ مسائل اہل سنت کے معتقدات کے خلاف ہوں۔ تو اس معنی میں حاکم رافضی ہے۔ کیونکہ من جملہ مسائل و معتقدات اہل سنت میں سے ایک مسئلہ افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جسے حاکم تسلیم نہیں کرتا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ کچھ لوگ حدیث کے امام بن کر بھی شیعیت سے نہیں بچ سکے۔ اس لیے جس محدث پر شیعیت ٹپکتی ہو اہل سنت پر حجت نہیں ہو سکتے۔ حاکم نے مستدرک میں جو حدیث طیر ذکر کی۔ اور جس پر امام ذہبی نے فیہ التشیع لکھا۔ وہ اہل سنت کے خلاف بطور حجت ہرگز تسلیم نہیں ہو سکتی

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

marfat.com

کتاب بست وہفتم ۲۷

مقتل الحسین الخوارزمی مصنفہ ابوالمویدمحمدبن احمد

یہ کتاب ابوالمؤید الموفق الدین محمد بن احمد کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کو اہل سنت کی معتبر کتاب،، کے عنوان سے اہل تشیع پیش کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے مندرجات سے اپنے مذہب ومسلک کی تائید کرتے ہیں۔ غلام حسین نجفی نے بھی ''قول مقبول'' میں متعدد مقامات پر اس کے حوالہ جات پیش کیے۔ حالانکہ اس کا مصنف اہل سنت کا فرد نہیں۔ لہٰذا اس کی تصنیف کردہ کتاب اہل سنت کی معتبر کتاب کیسے ہو سکتی ہے؟ ہم زبانی جمع خرچ نہیں کرتے بلکہ انشاء اللہ تحقیق سے ثابت کریں گے۔ کہ علامہ خوارزمی اہل سنت نہیں مقتل الحسین کی صرف دو عبارتیں پیش خدمت ہیں۔ جو غلام حسین نجفی کی تصنیف ''قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت رسول،، میں اس نے اپنے مسلک کی تائید میں لکھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے پوری زمین سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق مہر میں دے دی

قول مقبول:۔ (مقتل الحسین للخوارزمی کی عبارت ملاحظہ ہو)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ اِنَّ اللّٰهَ زَوَّجَكَ فَاطِمَةَ وَجَعَلَ صَدَاقَهَا الْاَرْضَ فَمَنْ مَشٰى عَلَيْهَا

marfat.com

مُبغِضًا لَهَا مَشٰی حَرَامًا۔

ترجمہ: ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تیری شادی میری بیٹی فاطمہ سے کی ہے۔ اور میری بچی کا حق مہر خدا نے تمام زمین کو قرار دیا۔ جو آپ سے بغض رکھتے ہوئے زمین پر چلے گا۔ تو اس کے لیے زمین پر چلنا حرام ہے

(قول مقبول ص ۹۵)

نوٹ: مذکورہ حوالہ سے شیعہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کا زمین پر چلنا حرام تھا۔ کیونکہ ان دونوں نے باغ فدک کے معاملہ میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو ناراض کیا تھا۔ اور ان کی ناراضگی کے ہوتے ہوئے ان کے حق مہر میں دی گئی زمین پر ان دونوں حضرات کا چلنا ناجائز اور حرام ثابت ہوا۔

قول مقبول: تمام عبارتوں کا ملخص ترجمہ:

ترجمہ: جناب ام سلمیٰ روایت کرتی ہیں۔ کہ نبی کریم نے فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ جناب علی کو پیدا نہ کرتا۔ تو میری بیٹی فاطمہ کا کوئی کفوا اور ہمسر نہ تھا۔

(۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مقتل الحسین للخوارزمی ص ۶۶) (۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مودۃ القربیٰ ص ۴۶) (۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ ص ۱۷۷)۔

لمحہ فکریہ:

"مقتل الحسین" کی دو عبارتیں جو پیش کی گئی۔ آپ ان سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ کسی سنی کا نظریہ بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ اہل تشیع کی طرفداری برتی گئی۔ ہم غلام حسین نجفی کو ان روایات کے ضمن میں صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں۔ کہ مذکورہ روایات سند صحیح

کے ساتھ اگرچہ خبر واحدی کے درجہ میں ہو دکھادی جائیں۔ تو منہ مانگا انعام ملے گا۔ بہر حال یہ من گھڑت اور موضوع روایات ہیں۔ اور ان کا عقل و نقل کے خلاف ہونا بھی اظہر من الشمس ہے۔ دیکھئے مثلاً اگر تمام زمین سیدہ خاتون جنت کا حق مہر تھی۔ تو عورت اپنے حق مہر کی بلا شرکت غیرے مکمل مالکہ ہوتی ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر تصرف حرام ہوتا ہے۔ اگر واقعی ایسا تھا تو پھر پوری زمین کی بجائے صرف باغ فدک کا مطالبہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے اور اگر ابو بکر وعمر (رضی اللہ عنہما) نے ان کی زمین کو ناجائز استعمال کیا۔ تو کیا کوئی شیعہ اپنے زیر تصرف زمین کی کوئی رسید کوئی ثبوت اس امر پر پیش کر سکتا ہے۔ کہ اُسے سیدہ رضی اللہ عنہا نے ایسا کرنے کی اجازت عطا کی ہے۔ اگر بلا اجازت سبھی استعمال کر رہے ہیں۔ اس پر نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔ اُس پر امام باڑے تعمیر کیے جاتے ہیں۔ اس پر مجالس ومحافل منعقد کی جاتی ہیں۔ ان سب کے جواز کا حکم کہاں سے ملے گا؟ خلاصہ کلام یہ کہ خوارزمی نے ایسی بہت سی روایات گھڑیں۔ جیسا کہ اہل تشیع کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ اس کے شیعہ ہونے کی خود شیعہ محققین گواہی دیتے ہیں۔ پھر بھی اس کے اہل سنت ہونے کا چرچا کیا جائے تو کس قدر حقائق سے چشم پوشی ہو گی۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

الذریعہ:

واوردہ القمی فی "الکنی والالقاب"، بعنوان اخطب خوارزم ونقل ما فی آخر مناقبہ من مدیح علی (ع) بقولہ

اِنَّ النَّبِیَّ مَدِیْنَۃٌ لِعُلُوْمِہٖ ... وَعَلِیُّ الْھَادِی لَھَا کَالْبَابِ

لَوْلَا عَلِیٌّ مَا اھْتَدٰی فِیْ مُشْکِلٍ ... عُمَرُ الْاِصَابَۃَ وَالْھُدٰی لِلصَّوَابِ

بِالْجُمْلَۃِ لَا شُبْھَۃَ فِیْ اَنَّہٗ یُفَضِّلُ عَلِیًّا عَلٰی غَیْرِہٖ

marfat.com

مِنَ الصَّحَابَةِ وَعَدَّهٗ فِی "رِسَالَةِ مَشَائِخِ شِیْعَةٍ" مِنْهُمْ۔ (الذریعۃ علی تصانیف الشیعہ جلد ۲۲ ص ۳۱۶ م ن الف)

ترجمہ: القمی نے اپنی کتاب "الکنی والالقاب" میں اسے اخطب خوارزم کے عنوان سے ذکر کیا۔ اور اس کے مناقب کے اخیر میں بیان کیا کہ حضرت علی المرتضٰے کے بارے میں اس کے تعریفی اشعار یہ ہیں۔

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علوم کے شہر ہیں۔ اور علی المرتضٰے ہادی اس کے دروازہ کی مانند ہیں۔

اگر علی المرتضٰے نہ ہوتے تو عمر بن الخطاب مشکل میں نہ صواب پاتے اور نہ راہ ملتا۔

مختصر یہ کہ اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ خوارزمی حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام پر فضیلت دیتا ہے۔ اور علامہ القمی نے اپنے رسالہ مشائخ شیعہ میں اسے شیعہ مشائخ میں سے شمار کیا ہے۔

یہ تھی حقیقت کہ خوارزمی سنی نہیں بلکہ شیعہ ہے۔ اس کی ایک کتاب "مناقب اہل بیت" کے بہت سے حوالہ جات پیش کر کے کم علم لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اہل سنت کے مشہور عالم نے یہ لکھا وہ لکھا۔ حالانکہ جب خوارزمی کو "قمی" ایسا شخص مشائخ شیعہ میں سے لکھ رہا ہے۔ تو پھر اس کا سنی ہونا اور اس کی کتابوں کا اہل سنت کی معتبر کتابیں ہونا کس قدر بعید از حقیقت ہے۔ مذکورہ دو حوالہ جات تو غلام حسین نجفی کی کتاب سے پیش کیے گئے۔ ہم ان کے علاوہ مقتل الحسین کے مزید حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ تاکہ ان کی روشنی میں اس کی حقیقت سے بخوبی آگاہ ہو جائیں۔ کہ خوارزمی کون ہے۔ اور اس کی عبارات کس مسلک کی نمائندگی کرتی ہیں۔ درج ذیل ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

خوارزمی اپنی عبارات کے آئینے میں

اللہ تعالیٰ نے اپنے نام اعلیٰ سے شیر خدا کے نام علی کو مشتق کیا اور علی کی ولایت کو اہل آسمان اور اہل زمین پر پیش کیا جس نے تسلیم کیا وہ مومن اور جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا۔

عبارت اول ــــ مقتل الحسین

(و ذکر) ابن شاذان ھذا حدثنا احمد بن محمد عبد اللہ الحافظ حدثنی علی بن سنان الموصلی عن احمد بن محمد بن صالح عن سلمان بن محمد عن زیاد بن مسلم عن عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر عن سلامة عَنْ اَبِی سَلْمٰی رَاعِی اِبِلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ سَمِعْتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ قَالَ لِیَ الْجَلِیْلُ جَلَّ وَعَلَا ،، اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ ،، قُلْتُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ قَالَ صَدَقْتَ یَا مُحَمَّدُ مَنْ خَلَفْتَ فِیْ اُمَّتِکَ قُلْتُ خَیْرَ مَا قَالَ

marfat.com

عَلِیَّ بْنَ اَبِیْطَالِبٍ قُلْتُ نَعَمْ یَارَبِّ قَالَ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اِطَّلَعْتُ اِلَی الْاَرْضِ اِطِّلَاعَةً فَاخْتَرْتُكَ مِنْهَا فَشَقَقْتُ لَكَ اِسْمًا مِنْ اَسْمَائِیْ فَلَا اُذْكَرُ فِیْ مَوْضِعٍ اِلَّا ذُكِرْتَ مَعِیْ فَاَنَا الْمَحْمُوْدُ وَاَنْتَ مُحَمَّدٌ ثُمَّ اطَّلَعْتُ الثَّانِیَةَ فَاخْتَرْتُ عَلِیًّا وَشَقَقْتُ لَهٗ اِسْمًا مِنْ اَسْمَائِیْ فَاَنَا الْاَعْلٰی وَهُوَ عَلِیٌّ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ خَلَقْتُكَ وَخَلَقْتُ عَلِیًّا وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَالْاَئِمَّةَ مِنْ وُلْدِهٖ مِنْ سَنْخِ نُوْرٍ مِنْ نُوْرِیْ وَعَرَضْتُ وِلَایَتَكُمْ عَلٰی اَهْلِ السَّمٰوَاتِ وَاَهْلِ الْاَرْضِ فَمَنْ قَبِلَهَا كَانَ عِنْدِیْ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ جَحَدَهَا كَانَ عِنْدِیْ مِنَ الْكَافِرِیْنَ یَا مُحَمَّدُ لَوْ اَنَّ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِیْ عَبَدَنِیْ حَتّٰی یَنْقَطِعَ اَوْ یَصِیْرَ كَالشَّنِّ الْبَالِیْ ثُمَّ اَتَانِیْ جَاحِدًا لِوِلَایَتِكُمْ مَا غَفَرْتُ لَهٗ حَتّٰی یُقِرَّ بِوِلَایَتِكُمْ یَا مُحَمَّدُ اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهُمْ قُلْتُ نَعَمْ یَارَبِّ فَقَالَ لِیَ الْتَفِتْ عَنْ یَمِیْنِ الْعَرْشِ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا بِعَلِیٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَعَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ ومحمد بن علی وجعفر بن محمد وموسٰی بن جعفر وعلی بن موسٰی ومحمد ابن علی وعلی بن محمد والحسن بن علی والمهدی۔ (مقتل الحسین جلد اوّل ص ۹۵۔ ۹۶ فی فضائل الحسن والحسین مطبوعہ قم ایران)

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کا چرواہا ابوسلمیٰ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور نے فرمایا۔ جب شب معراج مجھے آسمانوں کی طرف لے جایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا "امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ"، میں نے عرض کیا والمؤمنون۔ فرمایا۔ تو نے سچ کہا۔ یا محمد! تو نے اپنی امت میں کسے خلیفہ چھوڑا ہے۔ عرض کی امت کے بہترین آدمی کو۔ پوچھا کون؟ علی بن ابیطالب کو۔ عرض کیا ہاں پھر فرمایا۔ اے محمد! میں زمین کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اہل زمین میں سے تمہیں میں نے منتخب کیا۔ اور پھر تمہارے لیے اپنے ناموں میں سے ایک نام تجویز کیا۔ لہٰذا جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا بھی ذکر ہوگا میں محمود اور تو محمد ہے۔ پھر دوسری مرتبہ میں متوجہ ہوا۔ تو علی بن ابیطالب کو منتخب کرکے انہیں بھی اپنے ناموں میں سے ایک نام دیا۔ میں اعلیٰ اور وہ علی ہے۔ اے محمد! میں نے تمہیں، علی، فاطمہ حسن اور حسین اور ان کی اولاد میں سے تمام ائمہ کو اپنے خالص نور سے پیدا کیا۔ اور تمہاری ولایت تمام آسمانوں اور زمین والوں پر پیش کی جس نے اسے قبول کیا۔ وہ میرے نزدیک مومن ہے اور جس نے انکار کیا وہ کافر ہے۔ اے محمد! اگر میرے بندوں میں سے کوئی بندہ میری تادم آخر عبادت کرتا ہے۔ یا عبادت کرتے کرتے وہ مشکیزہ کی طرح خشک ہو جائے۔ پھر میرے پاس تمہاری ولایت کا منکر ہوکر آئے۔ میں اس کی اس وقت تک بخشش نہیں کروں گا۔ جب تک وہ تمہاری ولایت کا اقرار نہ کرے۔ اے محمد! کیا تم انہیں دیکھنا چاہتے ہو۔ عرض کی ہاں اے اللہ! فرمایا تو پھر عرش کی دائیں جانب نظر کرو۔

maarfat.com

میں نے دیکھا۔ تو وہاں علی، فاطمہ، حسن اور حسین، علی بن حسن، محمد بن علی، جعفر بن محمد، موسٰے بن جعفر، علی بن موسٰے، محمد بن علی، علی بن محمد، حسن بن علی اور مہدی وہاں موجود پائے۔

لمحہ فکریہ:

مندرجہ بالا اقتباس میں درج ذیل باتیں مذکور ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کو اپنا نام عطا کیا۔ (لہٰذا ان کا کوئی بھی ہمسر نہ ہوا۔ اس سے علی المرتضٰے کی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق پر افضلیت ثابت ہوئی)

۲۔ بارہ اماموں کی ولایت کو تسلیم کرنے والے مومن اور منکر کافر ہیں۔

۳۔ اور ائمہ اور خلفاء بارہ ہیں جنھیں بارہ امام کہا جاتا ہے۔ ان میں سے پہلے علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ اور آخری امام مہدی ہیں۔

مذکورہ تین نظریات کیا کسی سنّی کے ہیں۔ حضرت علی المرتضٰے کو خلیفہ بلافصل کہنا اور صدیق اکبر و فاروق اعظم کی خلافت و امامت کا انکار کرنا کس سنّی کا عقیدہ ہے۔ ائمہ اہل بیت کی ولائت کے تسلیم اور عدم تسلیم پر ایمان و کفر کا حکم، اہل سنّت میں سے کس عالم یا مجتہد و فقیہہ کا قول ہے؟ لہٰذا ان نظریات کی روشنی میں صاحب مقتل الحسین علامہ خوارزمی کا تشیع بالکل واضح طور پر سامنے آگیا۔

علاوہ ازیں مذکورہ روایت کی سند میں جن راویوں کا نام ذکر کیا گیا۔ ان آٹھ (سلامہ، عبدالرحمٰن بن یزید، زیاد بن مسلم، سلمان بن محمد احمد بن محمد بن صالح، علی بن سنان، احمد بن محمد بن عبداللہ اور محمد ابن شاذان) کا کتب رجال اہل سنت میں اول تو نام ہی نہیں ملتا۔ اور اگر ملتا ہے۔ تو اس کے شیوخ و اساتذہ کا نام وہ نہیں جو ذکر

کیا گیا۔ اسی طرح لقب اور کنیت وغیرہ میں بھی اشتباہ ہے۔ لہٰذا ایسی سند جو اول تا آخر مجہول راویوں پر مشتمل ہو۔ اُسے فرضی اور موضوع ہی کہا جا سکتا ہے۔ شیعہ اسمائے رجال میں ان راویوں میں سے محمد ابن شاذان کا نام ملتا ہے۔ اس کنیت کے دو نام وہاں موجود ہیں۔ اور دونوں ہی شیعہ علماء میں سے ہیں۔ ایک فضل بن شاذان اور دوسرا محمد بن احمد بن علی بن حسن شاذان ہے۔ پہلے ابن شاذان کے متعلق رجال کشی اور جامع الرواۃ میں یوں مذکور ہے۔

جامع الرواۃ:

هٰذا الشَّيْخُ اَجَلُّ مِنْ اَنْ يُغْمَزَ عَلَيْهِ فَاِنَّهُ رَئِيْسُ طَائِفَتِنَا اَجَلُّ اَصْحَابِنَا الْفُقَهَاءِ وَالْمُتَكَلِّمِيْنَ۔ (جامع الرواۃ جلد دوم ص ۵

ترجمہ: فضل ابن شاذان جلیل القدر عالم ہے جس پر انگشت نمائی نہیں ہو سکتی۔ ہمارے گروہ کا سردار، فقہاء اور متکلمین میں سے عظیم المرتبت شخص ہے۔ دوسرے ابن شاذان کے بارے میں شیخ عباس قمی نے یوں لکھا ہے۔

الکنیٰ والالقاب:۔

ابو الحسن محمد بن احمد بن علی بن الحسن بن شاذان القمی مِنْ اَجَلِّ الْعُلَمَاءِ الْاِمَامِيَّةِ الْفَقِيْهَةِ... یروی عن والدہ ابی العباس احمد بن

marfat.com

عَلِیٍّ صَاحِبِ کِتَابِ زَادِ الْمُسَافِرِ وَالْأَمَالِیْ وَکَانَ ابو العباس احمد سَمِعَ مِنْ مُحَمَّدِ بن الحسن بن احمد بن الولید و محمد بن علی ابن تمام الدھقان وَکَانَ شَیْخَ الشِّیْعَةِ فِیْ وَقْتِهٖ۔ (الکنیٰ والالقاب ص ۳۲۳) (لسان المیزان جلد اول ص ۲۳۴) تذکرۃ ابن شاذان)

ترجمہ:۔

ابن شاذان قمی امامی فقہاء علماء میں سے عظیم عالم تھا۔ اپنے والد ابوالعباس احمد بن علی سے روایت کرتا ہے۔ جو زاد المسافر والامالی کتاب کا مصنف ہے۔ اور ابوالعباس نے محمد بن الحسن اور محمد بن علی سے سماع حدیث کیا۔ اور اپنے دور کا شیخ الشیعہ تھا۔

قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خوارزمی نے جس ابن شاذان کا ذکر کیا۔ وہ مؤخر الذکر ہے۔ بہرحال کوئی بھی ہو۔ دونوں اہل تشیع کے جید علماء میں سے ہیں۔ اور ان کی مرویات پھر خاص کر مختلف فیہ مسائل وعقائد میں کب قابل حجت ہو سکتی ہیں۔ اور پھر جب ایسی روایات کے مفاسد کی طرف دیکھا جائے۔ تو ان میں موضوع ہونے کا معاملہ بھی نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔ مثلاً علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کی جگہ ابوبکر، عمر خلیفہ پہلے بن گئے جس سے عملی طور پر ان کی امامت وخلافت کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ اور خوارزمی کی روایت کے مطابق ان کی ولائت کا انکار کفر ہے۔ لہٰذا شیخین (معاذ اللہ) کافر ٹھہرے۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادیوں کو عثمان غنی کے نکاح میں دینا اور علی المرتضیٰ کا اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا عقد عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کرنا دیکھا جائے۔ تو معاملہ اور بھی بگڑ جاتا ہے کہ عمر فاروق ولایتِ علی پر غاصبانہ قابض ہوئے۔ اور معاذ اللہ منکر ولائت علی

marfat.com

ہو کر کافر ہو گئے۔ اور علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو اپنی صاحبزادی نکاح میں دی۔ ہم نے صرف بطور نمونہ ایسی روایات کے مفاسد میں سے ایک کا تذکرہ کیا۔ لہذا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسی روایات حب اہل بیت نہیں بلکہ ان سے دشمنی پر مبنی ہیں۔ اور ان کے پیچھے یہودیت کارفرما ہے۔ اب علامہ خوارزمی کی ہم ایک اور عبارت پیش کرتے ہیں۔ جس سے اس کی مذہبی لگن کا اندازہ ہو جائے گا۔

اگر تمام لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت پر جمع ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔

عبارت دوم:

عن یحیی بن طاهر البربوعی اخبرنی ابو معاویة عن لیث بن ابی سلیم عن طاؤس عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو اجتمع النّاس علی حبِّ علیٍّ لما خلق اللہُ النّار۔

(مقتل الحسین جلد اول ص ۳۸ فی فضائل امیر المؤمنین مطبوعہ قم ایران) تذکرہ فی فضائل امیر المؤمنین

ترجمہ: ابن عباس کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمام لوگ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کی محبت پر جمع ہو جاتے۔ تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا نہ فرماتا۔

marfat.com

عبارت سوئم:

اخبرنی ابوالفرج حدثنی الحسن بن علی حدثنی صہیب بن عباد حدثنی ابی عن ابیہ علی بن الحسین عن ابیہ عن علی ابن ابیطالب علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ وَ قَدْ نَشَرَ جَنَاحَیْہِ فَاِذَا فِیْہِمَا مَکْتُوْبٌ عَلٰی اَحَدِہِمَا لا الہ الا اللہ مُحَمَّدُ النَّبِیُّ وَعَلَی الاٰخَرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ عَلِیُّ الْوَصِیُّ۔

(مقتل الحسین جلد اول ص ۳۸ فی فضائل امیرالمؤمنین مطبوعہ قم ایران)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس جبرئیل آیا۔ اور اس نے اپنے دونوں پر پھیلا رکھے تھے۔ اس وقت اس کے ایک پر پر لکھا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد النبی اور دوسرے پر پر لا الہ الا اللہ علی الوصی لکھا ہوا تھا۔

لمحہ فکریہ:

مذکورہ دونوں عبارات کو یا ان کے ترجمے کو پڑھنے والا بغیر کسی تامل کے فوراً کہہ اٹھے گا۔ کہ یہ عبارات کسی اہل تشیع کی ہیں۔ اور سبھی قارئین جانتے ہیں۔ کہ مذکورہ عبارات ہم نے

marfat.com

مقتل الحسین سے نقل کیں جو خوارزمی کی تصنیف ہے۔ لہٰذا واضح ہوا کہ خوارزمی اہل سنت کا فرد نہیں اور نہ ہی اس کی یہ کتاب "اہل سنت کی کتاب" ہے۔ محض دھوکا اور فریب دینے کے لیے کچھ لوگ خوارزمی کو سنی اور اس کی کتابوں میں اہل سنت کی کتابیں کہہ کر ان کے اقتباسات کو اپنے مذہب پر حجت لاتے ہیں۔ عبارت دوم میں اگر غور کیا جائے۔ تو اس سے دراصل اہل تشیع کا حضرات صحابہ کرام کے بارے میں عقیدہ نظر آتا ہے۔ وہ اس طرح کہ ان کے نزدیک تین صحابہ کرام کے سوا باقی سبھی حضرت علی المرتضٰی کے دشمن ہونے کی وجہ سے معاذ اللہ جہنم میں گئے۔ کیونکہ اگر ان میں علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے پیار ہوتا۔ تو وہ کبھی بھی ابوبکر، عمر اور عثمان کو خلیفہ نہ بننے دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ہی دوزخ تیار کر رکھی ہے۔ معاذ اللہ اور دوسری عبارت سے اپنا کلمہ اور الفاظ اذان ثابت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ دیکھو ایک معتبر سنی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ "علی وصی اللہ" ہیں۔ تو اگر ہم اذان اور کلمہ میں یہ الفاظ زیادہ کرتے ہیں۔ تو اس پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے۔ بلکہ جب یہ الفاظ جبرئیل امین کے پر پر لکھے موجود ہیں۔ تو پھر اس کے اصل اور صحیح ہونے میں کیا کسر باقی رہ جاتی ہے۔ اسی صفحہ پر مزید یہ بھی ہے۔

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَکْتُوْبٌ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفَیْ عَامٍ۔

ترجمہ :۔ یعنی جنت کے دروازے پر محمد رسول اللہ علی بن ابی طالب اخو رسول اللہ زمین و آسمان کے پیدا ہونے سے دو ہزار سال پہلے لکھا ہوا تھا۔

marfat.com

یہ تھی حقیقت حال جسے دھوکہ دینے کے لیے خوارزمی کو اہل سنت کا عالم بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اور پھر اپنے من گھڑت کلمے اور اذان کے الفاظ کو اس کی کتابوں سے ثابت کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں روایت مذکورہ کے افراد اور سند بھی بالکل جعلی اور من گھڑت ہے۔ اس میں سے کچھ کا تو کتب اسماء الرجال میں اتہ پتہ ہی نہیں۔ اس روایت کا مرکزی راوی ابوالفرج لکھا گیا۔ اور کتب اسماء الرجال میں اس کنیت کے دو آدمی ہیں، اور دونوں کٹر شیعہ ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

الکنی والالقاب:۔

عليّ بن الحسين بن محمد المروانى الاموى الزيدى صاحب كتاب الاغانى أوردهٗ شيخنا الحرّ الآملي قدّس سرّهٗ في آمل الآمال وقال هو اصبهانى الاصل بغدادي المنشاء من اعيان الادباء وكان عالماً روى عن كثير من العلماء وكان شيعياً۔

(الکنی والقاب جلد اول ص ۱۳۸)

ترجمہ:۔

ابوالفرج اصفہانی علی بن الحسین بن محمد المروانی اموی زیدی کتاب اغانی کا مصنف ہے۔ شیخ حر آملی نے اہل الآمال میں اس کا تذکرہ کیا۔ اور کہا کہ یہ اصل صفہانی ہے۔ اور بغداد میں نشو و نما پائی۔ مشہور ادیب تھا۔ بہت سے علماء سے روایت کی۔ اور شیعہ تھا۔

دوسرے ابوالفرج کے بارے میں اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۴۰ میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔

marfat.com

الشیخ الاقدم محمد بن ابی عمران موسیٰ من عُلماءِ الامامیۃ ثِقۃ۔

ترجمہ:۔ یعنی ابوالفرج شیخ محمد بن ابی عمران موسیٰ فرقہ امامیہ کے مشہور علماء میں سے تھا۔ اور ثقہ تھا۔

اب خدا بہتر جانتا ہے۔ کہ خوارزمی کے کس ابوالفرج سے روایت کی۔ لیکن جس سے بھی کی۔ وہ پکا شیعہ ہے۔ اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ خوارزمی اور ابوالفرج دونوں کا خمیر ملتا ہے۔ اس لیے من گھڑت روایات اور بے تکی باتوں کو حدیث بنا کر پیش کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ان کی عبارات اہل سنت پر حجت ہرگز نہیں ہو سکتیں۔

عبارت چہارم:۔

عن ابی سعید الخدری انّ النّبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یومَ دعا النّاس الیٰ علیٍّ فی غدیرِ خمّ امَرَ بما کانتِ الشّجرۃُ مِن شوکٍ فقُمّ و ذٰلک یومَ الخمیس ثُمّ دعا النّاسَ الیٰ علیٍّ فاخذ بِضبعِہٖ ثُمّ رفعہ حتّیٰ نظرَ النّاسُ الیٰ بیاضِ اِبطَیہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثُمّ لم یتفرّقا حتّیٰ نزلت ھٰذہ الاٰیۃ اَلیومَ اَکملتُ لکم دینکم واَتممتُ علیکم نعمتی ورضیتُ لکمُ الاسلامَ دینًا فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اللّٰہ اکبر علیٰ کمالِ الدّینِ و اتمامِ النّعمۃِ و رضا الرّبّ برسالتی و ولایۃِ علیٍّ۔

marfat.com

(مقتل الحسین ص ۴۷ جلد اول فی فضائل امیرالمؤمنین
مطبوعہ قم ایران)

ترجمہ:۔

ابو سعید خدری بیان کرتے ہیں۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے دن بروز جمعرات لوگوں کو علی المرتضیٰ کی بیعت کے لیے بُلایا۔اور کانٹے دار درخت کے نیچے سب کو اکٹھا کیا۔آپ نے علی المرتضیٰ رضہ کے بازو پکڑلے اور اوپر اٹھایا۔حتیٰ کہ لوگوں نے آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی۔پھر وہ جُدا نہ ہوئے تھے۔کہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ آیت کریمہ نازل ہوئی۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔دین کے کامل فرمانے،نعمت کے تمام کرنے،میری رسالت پر رب کے راضی ہونے اور علی کی ولایت پر راضی ہونے پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی ہے۔

نوٹ:۔

غدیر خم کا تفصیلی واقعہ اور اس واقعہ میں اہل تشیع کی قلا بازیاں ہم نے تحفہ جعفریہ جلد اول میں واضح کر دی ہیں۔مختصر یہ کہ اس موقعہ پر اہل تشیع یہ ثابت کرتے ہیں۔کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ رضہ کی خلافت بلافصل کا اعلان کیا تھا۔یہی بات خوارزمی بھی کہہ رہا ہے۔اور دین کی تکمیل کو ولائیت علی المرتضیٰ رضہ کے ساتھ مشروط کرکے دیکھا جا رہا ہے۔اس عبارت سے بھی اس کی شیعیت ٹپک رہی ہے۔

عبارت پنجم:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ رَأَيْتُ فِيْهَا شَجَرَةً تَحْمِلُ الْحُلِيَّ

وَالْحُلَلَ اَسْفَلُهَا خَیْلٌ بُلْقٌ وَاَوْسَطُهَا حُوْرُ الْعِیْنِ وَفِیْ اَعْلَاهَا الرِّضْوَانُ فَقُلْتُ یَا جِبْرَئِیْلُ لِمَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةُ قَالَ هٰذِهٖ لِابْنِ عَمِّکَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اِذَا اَمَرَ اللّٰهُ الْخَلِیْقَةَ بِالْاَحْوَلِ اِلَی الْجَنَّةِ یُؤْتٰی بِشِیْعَةِ عَلِیٍّ حَتّٰی یَنْتَهِیَ بِهِمْ اِلٰی هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَیَلْبَسُوْنَ الْحُلِیَّ وَالْحُلَلَ وَیَرْکَبُوْنَ الْخَیْلَ الْبُلْقَ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ هٰؤُلَاءِ شِیْعَةُ عَلِیٍّ صَبَرُوْا فِی الدُّنْیَا عَلَی الْاَذٰی فَحُبُوْا الْیَوْمَ۔ (مقتل الحسین جلد اول ص۴۳ فی فضائل امیر المؤمنین مطبوعہ قم ایران)

ترجمہ:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں جب جنت میں داخل ہوا تو ایک درخت زیورات اور پوشاکوں سے بھرا ہوا دیکھا۔ اس کے نیچے ابلق گھوڑے اور درمیان میں حور العین تھیں۔ اور اس کے اوپر رضوان تھا۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا۔ یہ درخت کن کے لیے ہے جبرائیل نے کہا۔ آپ کے چچازاد بھائی علی بن ابیطالب کے لیے ہے جب اللہ تعالیٰ آپ کے خلیفہ کو جنت میں داخل ہونے کا حکم دے گا۔ وہ اپنے شیعوں کو لائیں گے۔ اور اس درخت کے قریب آکر اس کے زیورات اور پوشاکیں پہنیں گے۔ اور ابلق گھوڑوں پر سوار ہوں گے آواز دینے والا آواز دے گا۔ یہ ہیں شیعان علی جنہوں نے دنیا میں تکالیف پر صبر کیا۔ تو آج انہیں اس کا صلہ عطا کیا گیا۔

marfat.com

عبارت ششم :-

عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیلۃ اسری بی الی السماء ادخلت الجنۃ فرایت نورا ضرب بہ وجھی فقلت لجبریل ما ھذا النور الذی رایتہ قال یا محمد لیس ھذا نور الشمس ولا نور القمر ولکن جاریۃ من جواری علی ابن ابیطالب علیہ السلام اطلعت من قصورھا فنظرت الیک وضحکت فھذا النور خرج من فیھا وھی تدور فی الجنۃ الی ان یدخلھا امیر المومنین۔

(مقتل الحسین ص ۳۹-۴۰ جلد اول۔ فی فضائل امیر المومنین مطبوعہ قم ایران)

ترجمہ :-

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ شب معراج مجھے آسمانوں کی طرف لے جایا گیا۔ اور مجھے جنت میں داخل کیا گیا۔ وہاں میں نے دیکھا۔ کہ ایک نور میرے چہرے پر آن پڑا۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا۔ کہ یہ نور کیسا ہے جو میں نے دیکھا؟ کہا۔ اے محمد! یہ نہ تو سورج کا نور ہے اور نہ ہی چاند کا نور ہے لیکن حضرت علی بن ابیطالب کی ایک لونڈی اپنے محل سے جھانکی ہے اور وہ آپ کو دیکھ کر ہنس پڑی۔ تو یہ نور اس کے منہ سے نکلا ہے۔ اور یہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے داخل جنت ہونے تک

اسی طرح پھرتی رہے گی۔

عبارت ھفتم:

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوّل من اتخذ علیّ ابن ابیطالب اخا من اھل السماء اسرافیل ثم میکائیل ثم جبرئیل واوّل من احبّه من اھل السماء حملة العرش ثم رضوان خازن الجنة ثم ملک الموت وانّ ملک الموت یترحّم علی محبّی علیّ ابن ابی طالب کما یترحّم علی الانبیاء

(مقتل الحسین جلد اول ص ۳۹ فی فضائل امیرالمومنین مطبوعہ قم ایران)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آسمان والوں سے سب سے پہلے جس نے علی المرتضٰے کو بھائی بنایا۔ وہ اسرافیل ہے۔ پھر میکائیل اور پھر جبرئیل۔ اور آسمانوں والوں میں سے سب سے پہلے جس نے محبت کرنے والے وہ فرشتے ہیں۔ جو عرش اٹھائے ہوئے ہیں۔ پھر رضوان خازن جنت اور اس کے بعد ملک الموت۔ اور یقیناً ملک الموت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے محبوں پر دعائے رحمت کرتا ہے۔ جیسا کہ وہ انبیاء کرام کے لیے کرتا ہے۔

marfat.com

شب معراج اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام سے حضرت علیؓ کی لغت پر کلام فرمائی کہ جس سے آپ کو پتہ نہ چلا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کلام فرما رہا ہے یا علی رضؓ سے

عبارت ھشتم:

لخبرنی البومخنف لوط بن یحییٰ الازدی عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَسُئِلَ بِاَیِّ لُغَۃٍ خَاطَبَکَ رَبُّکَ) قَالَ خَاطَبَنِیْ بِلُغَۃِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَاَلْہِمْتُ اَنْ قُلْتُ یَارَبِّ خَاطَبْتَنِیْ اَمْ عَلِیٌّ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ یَا اَحْمَدُ اَنَا شَیْئٌ لَا کَالْاَشْیَاءِ لَا اُقَاسُ بِالنَّاسِ وَلَا اُوْصَفُ بِالشُّبُہَاتِ خَلَقْتُکَ مِنْ نُوْرِیْ وَخَلَقْتُ عَلِیًّا مِنْ نُوْرِکَ فَاطَّلَعْتُ عَلٰی سَرَائِرِ قَلْبِکَ فَلَمْ اَجِدْ فِیْ قَلْبِکَ اَحَبَّ اِلَیْکَ مِنْ عَلِیِّ بْنِ ابی طالب علیہ السلام فَخَاطَبْتُکَ بِلِسَانِہٖ کَیْمَا

یَطْمَئِنَّ قَلْبُکَ ۔

(مقتل الحسین جلد اوّل ص ۴۲ فی فضائل امیرالمومنین مطبوعہ قم ایران)

ترجمہ :۔ عبداللہ بن عمر سے لوط بن یحییٰ ازدی بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ شبِ معراج آپ سے اللہ تعالیٰ نے کس لغت سے خطاب کیا۔ فرمایا علی بن ابیطالب کی لغت میں اس نے خطاب کیا۔ مجھے الہام ہوا کہ میں یوں کہوں کہ اے اللہ! تو نے مجھے خطاب کیا یا علی المرتضےٰ نے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے احمد! میں دنیوی چیزوں کی طرح کوئی چیز نہیں ہوں۔ اور نہ ہی مجھے لوگوں پر قیاس کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی شبہات سے مجھے موصوف کیا جا سکتا ہے۔ میں نے تجھے اپنے نور سے بنایا۔ اور پھر تیرے نور سے علی المرتضےٰ کو پیدا کیا۔ میں نے تیرے دل کے رازوں کو دیکھا۔ تو آپ کے دل میں علی بن ابیطالب سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ پایا۔ لہٰذا میں نے اُن کی لغت میں تم سے خطاب کیا۔ تاکہ تمہارا دل مطمئن رہے۔

لمحہ فکریہ :

قارئین کرام۔ مذکورہ عبارت میں غور فرمائیں کس انداز سے خوارزمی نے اپنے قارئین میں شیعیت کا زہر گھولنے کی کوشش کی حقیقت یہ ہے۔ کہ ان روایات میں سے کوئی ایک بھی صحیح نہیں بلکہ موضوع اور من گھڑت ہیں۔ پانچویں نمبر کی روایت سے دراصل خوارزمی یہ

marfat.com

کہنا چاہتا ہے۔ کہ دنیا میں اگر کوئی شخص کتنا بڑا بدکار، شرابی، زانی اور بدعمل ہو لیکن اگر وہ شیعہ ہے۔ تو پھر اس کی اُخروی کامیابی یقینی ہے۔ کیونکہ شیعیانِ علی کے لیے اللہ تعالیٰ نے زیورات، پوشاک اور ابلق گھوڑے تیار کر رکھے ہیں۔ بس مرنے کی دیر ہے۔ اور پھر اس شیعہ کو ان بہشتی حلّوں میں زیورات پہن کر سیدھا جنت پہنچا دیا جائے گا۔ اور منادی ندا کرے گا۔ کہ لوگو! یہ ہیں شیعیان علی! جو سنیوں کی تکالیف برداشت کرتے رہے۔ تو اس فرضی اور موضوع روایت سے خوارزمی نے شیعہ بننے کی ترغیب دی۔ پھر روایت ششم میں حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کی لونڈی کے چہرہ اور تبسم کرنے کا نور ایسا بیان کیا۔ جسے دیکھ کر سرکار دوعالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حیران ہو گئے۔ اور جبرئیل سے پوچھ لیا۔ کہ یہ کس کا نور ہے؟ گویا ایک لونڈی کو حضرت علی المرتضٰے کی لونڈی ہونے کی وجہ سے یہ شرف اور کمال ملا۔ تو جو شخص حضرت علی المرتضٰے کا شیعہ ہو گا۔ اس کے نور کا کیا کہنا۔ خوارزمی نے اس من گھڑت روایت سے یہ کہنا چاہا۔ کہ لوگو! اگر قیامت میں کچھ نور چاہتے ہو۔ تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے۔ وہ یہ کہ شیعیانِ علی ہو جاؤ۔ اور روایت ہفتم کے مطابق جان کنی کی شدت سے بچنے کا عجیب علاج تجویز کیا۔ وہ یہ کہ اگر تم شیعیان علی بن جاؤ گے۔ تو پھر عزرائیل علیہ السلام تمہاری جان نکالتے وقت اس طرح مہربانی اور رحمت سے پیش آئیں گے۔ جس طرح وہ پیغمبروں سے پیش آتے ہیں۔ یعنی شیعیانِ علی کا مقام حضرات انبیائے کرام کے بالکل قریب ہے۔ آٹھویں روایت میں لوط بن یحییٰ (جو اہل تشیع کا ماخذ و مرکز ہے) کے توسط سے تو خوارزمی نے کمال کر دکھایا۔ کہ علی المرتضٰے کی شان خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ارفع و اعلیٰ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علی المرتضٰے کی زبان سے گفتگو فرما کر آپ کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ کہ اس بولنے والے کو علی کہوں یا اللہ تعالیٰ کہوں۔

marfat.com

ان حوالہ جات میں خوارزمی نے وہی نظریات ذکر کیے۔ جو اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین متنازع ہیں۔ اور اہل تشیع کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا۔ ہم نے ایک دو حوالہ جات کی بجائے آٹھ عدد حوالہ جات اس لیے ذکر کیے۔ کیونکہ خوارزمی کی اس کتاب کو بڑے فخر کے ساتھ اہل سنت کی مایۂ ناز کتاب کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اور قول مقبول میں غلام حسین نجفی شیعی نے بیسیوں حوالہ جات اس کتاب کے پیش کیے۔ اور اسی عنوان کے ساتھ پیش کیے۔ کہ یہ اہل سنت کی معتبر کتاب ہے۔ ان چند حوالہ جات سے آپ بخوبی جان چکے ہوں گے۔ کہ "مقتل الحسین" کس مسلک کے شخص کی تصنیف ہے۔ اور کن نظریات کے پرچار کی مالک ہے۔

نوٹ:۔

ابو المؤید خوارزمی کی تصانیف بہت سی ہیں۔ ایک کا تذکرہ ہو چکا۔ دوسری مشہور کتاب "مناقب للخوارزمی" کے نام سے مشہور ہے۔ اور غلام حسین نجفی نے قول مقبول میں اس دوسری تصنیف کے بھی بہت سے حوالہ جات "اہل سنت کی معتبر کتاب" کے عنوان سے دیئے ہیں۔ جب ان دونوں کا مصنف ایک ہی یعنی خوارزمی ہے۔ تو پھر بھی دوسری کتاب نہیں بلکہ خوارزمی کی تمام تصانیف کے بارے میں قارئین کرام مطلع ہو چکے ہوں گے۔ کہ وہ اہل سنت نہیں بلکہ اہل تشیع کی مؤید کتابیں ہیں۔ مناقب خوارزمی کے بارے میں بطور نمونہ ایک ... پیش خدمت ہے۔

marfat.com

اللہ تعالیٰ نے جبرائیل اسرائیل اور صرصائیل کو

سیّدہ فاطمہ کے نکاح کا گواہ بنایا

قولِ مقبول:-

مناقب خوارزمی ص ۲۴۲ باب نمبر ۲۰ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

انا صرصائیل بعثنی اللہ الیک لتزوج بالنور فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من والی من قال بنتک فاطمۃ من علی فزوج النبی فاطمۃ من علی بشہادۃ میکائیل وجبرائیل و صرصائیل۔ (قول مقبول ص ۹۰)

ترجمہ:- ایک فرشتے نے عرض کیا۔ کہ میرا نام صرصائیل ہے۔ اور مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔ کہ آپ کو یہ حکم خداوندی پہنچاؤں کہ آپ نور کی شادی نور سے فرمادیں حضور پاک نے فرمایا۔ کس نور کی شادی کون سے نور کے ساتھ۔ فرشتہ نے عرض کیا۔ کہ ایک نور آپ کی بیٹی فاطمہ ہے۔ ان کی شادی دوسرے نور کے ساتھ جو کہ علی بن ابیطالب ہیں۔ نبی کریم نے فاطمہ کی شادی دوسرے نور جناب امیر کے ساتھ فرمادی۔ جبرائیل میکائیل اور صرصائیل کو گواہ بنایا۔

مذکورہ حدیث نے جناب فاطمہ زہرا کے شرف کو چار چاند لگادیئے ہیں

marfat.com